BEDD 213DST

سماجی مطالعہ کی تدریس

Pedagogy of Social Studies

برائے

بیچلر آف ایجوکیشن

(سال دوم)

ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز
مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

© مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

سلسلہ مطبوعات نمبر-32

ISBN: 978-93-80322-38-4

Edition: August, 2018

ناشر : رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

اشاعت : اگست 2018

قیمت : 125 روپے (فاصلاتی طرز کے طلبہ کی داخلہ فیس میں کتاب کی قیمت شامل ہے۔)

تعداد : 2800

مطبع : میسرز پرنٹ ٹائم اینڈ بزنس انٹر پرائزز، حیدرآباد

Pedagogy of Social Studies

Edited by:

Dr. Mohd. Athar Hussain

Assistant Professor, Department of Education & Training, MANUU

On behalf of the Registrar, Published by:

Directorate of Distance Education

In collaboration with:

Directorate of Translation and Publications

Maulana Azad National Urdu University

Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS)

E-mail: directordtp@manuu.edu.in

فاصلاتی تعلیم کے طلبا وطالبات مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کر سکتے ہیں:

ڈائرکٹر

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

گچی باؤلی، حیدرآباد-500032

Phone No.: 1800-425-2958, website: www.manuu.ac.in

فہرست

اکائی نمبر	مضمون	مصنف	صفحہ نمبر
	پیغام	وائس چانسلر	5
	پیش لفظ	ڈائرکٹر	6
	کورس کا تعارف	ایڈیٹر	7
اکائی 6:	تاریخ اور جغرافیہ کی درس وتدریس	ڈاکٹر آفتاب احمد انصاری اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، دربھنگہ	9
اکائی 7:	علم سیاسیات اور معاشیات کی تدریس واکتساب	ڈاکٹر ذکی ممتاز اسسٹنٹ پروفیسر مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، اورنگ آباد ڈاکٹر اشونی اسسٹنٹ پروفیسر، نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو	18
اکائی 8:	سماجی مطالعہ کے نصاب کی منصوبہ بندی	ڈاکٹر شفاعت احمد اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، دربھنگہ	56
اکائی 9:	سماجی مطالعہ کی تدریسی اشیا	ڈاکٹر نہال احمد انصاری اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، آسنسول	77
اکائی 10:	سماجی مطالعہ میں تعین قدر	ڈاکٹر مظفر اسلام اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، نوح، میوات	93

ایڈیٹر:

ڈاکٹر محمد اطہر حسین

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ تعلیم وتربیت، مانو، حیدرآباد

پیغام

وائس چانسلر

وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے جس ایکٹ کے تحت مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا ہے اُس کی بنیادی سفارش اُردو کے ذریعے اعلیٰ تعلیم کا فروغ ہے۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جو ایک طرف اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد بناتا ہے تو دوسری طرف ایک امتیازی وصف ہے، ایک شرف ہے جو ملک کے کسی دوسرے اِدارے کو حاصل نہیں ہے۔ اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد ومنشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی ہے۔ کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ بھی تصدیق کردیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔ یہی کیفیت رسائل واخبارات کی اکثریت میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ ہماری یہ تحریریں قاری کو کبھی عشق ومحبت کی پُر پیچ راہوں کی سیر کراتی ہیں تو کبھی جذباتیت سے پُر سیاسی مسائل میں اُلجھاتی ہیں، کبھی مسلکی اور فکری پس منظر میں مذاہب کی توضیح کرتی ہیں تو کبھی شکوہ شکایت سے ذہن کو گراں بار کرتی ہیں۔ تاہم اُردو قاری اور اُردو سماج آج کے دور کے اہم ترین علمی موضوعات چاہے وہ خود اُس کی صحت وبقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے، وہ جن مشینوں اور آلات کے درمیان زندگی گزار رہا ہے اُن کی بابت ہوں یا اُس کے گردوپیش اور ماحول کے مسائل..... وہ ان سے نابلد ہے۔ عوامی سطح پر اِن اصناف کی عدم دستیابی نے علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کردی ہے جس کا مظہر اُردو طبقے میں علمی لیاقت کی کمی ہے۔ یہی وہ چیلنجز ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔ نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اسکولی سطح کی اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیر بحث آتے ہیں۔ چونکہ اُردو یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم ہی اُردو ہے اور اس میں علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ اِسی مقصد کے تحت ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں آیا ہے اور احقر کو اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ اپنے قیام کے محض ایک سال کے اندر ہی یہ برگِ نو، ثمر آور ہوگیا ہے۔ اس کے ذمہ داران کی انتھک محنت اور قلم کاروں کے بھرپور تعاون کے نتیجے میں کتب کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کم سے کم وقت میں نصابی اور ہم نصابی کتب کی اشاعت کے بعد اِس کے ذمہ داران، اُردو عوام کے واسطے بھی علمی مواد، آسان زبان میں تحریر عام فہم کتابوں اور رسائل کی شکل میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کریں گے تاکہ ہم اِس یونیورسٹی کے وجود اور اِس میں اپنی موجودگی کا حق ادا کرسکیں۔

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز

خادمِ اوّل

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

پیش لفظ

ہندوستان میں اُردو ذریعہ تعلیم کی خاطر خواہ ترقی نہ ہو پانے کے اسباب میں ایک اہم سبب اُردو میں نصابی کتابوں کی کمی ہے۔اس کے متعدد دیگر عوامل بھی ہیں لیکن اُردو طلبہ کو نصابی اور معاون کتب نہ ملنے کی شکایت ہمیشہ رہی ہے۔1998ء میں جب مرکزی حکومت کی طرف سے مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو اعلیٰ سطح پر کتابوں کی کمی کا احساس شدید ہو گیا۔اعلیٰ تعلیمی سطح پر صرف نصابی کتابوں کی نہیں بلکہ حوالہ جاتی اور مختلف مضامین کی بنیادی نوعیت کی کتابوں کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔فاصلاتی طریقہ تعلیم کے تحت چونکہ طلبہ کو نصابی مواد کی فراہمی ضروری ہے لہٰذا اُردو یونیورسٹی نے مختلف طریقوں سے اُردو میں مواد کا نظم کیا۔کچھ مواد یہاں بھی تیار کیا گیا مگر علمی کتابوں کی منظم اور مستقل اشاعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا جا سکا۔

موجودہ شیخ الجامعہ ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے اپنی آمد کے ساتھ ہی اُردو کتابوں کی اشاعت کے تعلق سے انقلاب آفریں فیصلہ کرتے ہوئے ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کا قیام عمل میں لایا۔اس ڈائرکٹوریٹ میں بڑے پیمانے پر نصابی اور دیگر علمی کتب کی تیاری کا کام جاری ہے۔کوشش یہ کی جارہی ہے کہ تمام کورسز کی کتابیں متعلقہ مضامین کے ماہرین سے راست طور پر اُردو میں ہی لکھوائی جائیں۔اہم اور معروف کتابوں کے تراجم کی جانب بھی پیش قدمی کی گئی ہے۔توقع ہے کہ مذکورہ ڈائرکٹوریٹ ملک میں اشاعتی سرگرمیوں کا ایک بڑا مرکز ثابت ہوگا اور یہاں سے کثیر تعداد میں اُردو کتابیں شائع ہوں گی۔نصابی اور علمی کتابوں کے ساتھ مختلف مضامین کی وضاحتی فرہنگ کی ضرورت بھی محسوس کی جاتی رہی ہے۔لہٰذا یونیورسٹی نے فیصلہ کیا کہ اولاً سائنسی مضامین کی فرہنگیں اس طرح تیار کی جائیں جن کی مدد سے طلبہ اور اساتذہ مضمون کی باریکیوں کو خود اپنی زبان میں سمجھ سکیں۔ڈائرکٹوریٹ کی پہلی اشاعت وضاحتی فرہنگ (حیوانیات و حشریات) کا اجرا فروری 2018ء میں عمل میں آیا۔

زیر نظر کتاب اُن 34 کتابوں میں سے ایک ہے جو بی ایڈ کے طلبہ کے لیے تیار کی گئی ہیں۔یہ کتابیں بنیادی طور پر فاصلاتی طریقہ تعلیم کے طلبہ کے لیے ہیں تاہم اس سے روایتی طریقہ تعلیم کے طلبہ بھی استفادہ کر سکیں گے۔اس کے علاوہ یہ کتابیں تعلیم و تدریس کے عام طلبہ، اساتذہ اور شائقین کے لیے بھی دستیاب ہیں۔

یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ زیر نظر کتاب کی تیاری میں شیخ الجامعہ کی راست سرپرستی اور نگرانی شامل ہے۔اُن کی خصوصی دلچسپی کے بغیر اس کتاب کی اشاعت ممکن نہ تھی۔نظامت فاصلاتی تعلیم اور اسکول برائے تعلیم و تربیت کے اساتذہ اور عہدیداران کا بھی عملی تعاون شاملِ حال رہا ہے جس کے لیے اُن کا شکریہ بھی واجب ہے۔

اُمید ہے کہ قارئین اور ماہرین اپنے مشوروں سے نوازیں گے۔

پروفیسر محمد ظفرالدین
ڈائرکٹر، ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز

کورس کا تعارف

سماجی علوم (Social Sciences) انسان کے انفرادی یا اجتماعی دونوں حیثیتوں سے سائنٹفک مطالعہ کو کہتے ہیں۔اس میں ایسے تمام علوم شامل ہوتے ہیں جن کا تعلق انسان اور سماج سے ہوتا ہے۔جبکہ سماجی مطالعات اسکولی نصاب میں ایک جدید اصطلاح ہے۔اس میں عام طور پر انہی علوم کو شامل کیا جاتا ہے جو اسکولی سطح پر طالب علم کو سماج اور اس کے مختلف امور کو سمجھنے میں معاون ہوتے ہیں۔

بی۔ایڈ کے سال اوّل کے نصاب میں آپ نے سماجی مطالعات سے متعلق بنیادی تصورات، سماجی مطالعات کی تدریس کے مقاصد، طریقے، حکمت عملیاں، تکنیکس وغیرہ کے تعلق سے معلومات حاصل کیں۔نیز سماجی مطالعات کی تدریس کی منصوبہ بندی اور تدریسی ذرائع سے بھی واقف ہوئے۔

یہ کورس پچھلے سال کے کورس کا ہی تسلسل ہے۔اس کورس میں جملہ پانچ اکائیاں ہیں۔اکائی (6) ''تاریخ اور جغرافیہ کی درس و تدریس'' اس اکائی میں جغرافیہ اور تاریخ کے اہم تصورات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اکائی (7) ''علم سیاسیات اور معاشیات کی تدریس و اکتساب'' ہے جبکہ اکائی (8) سماجی مطالعات کے نصاب کی منصوبہ بندی سے متعلق ہے۔ اکائی (9) میں ایک معلم کے لیے سماجی مطالعات کی تدریس کو موثر بنانے کے لیے استعمال کئے جانے والے تدریسی اشیاء سے متعلق ہے۔آخری اکائی (10) میں تعین قدر سے جڑی مختلف اصطلاعات کی تفہیم، مسلسل جامع جانچ کا تصور اور دیگر امور شامل کئے گئے ہیں۔

سماجی مطالعہ کی تدریس

اکائی۔6 : تاریخ وجغرافیہ کی درس وتدریس

Teaching and Learning of History and Geography

ساخت

6.1 تمہید

6.2 مقاصد

6.3 دنیا میں رائج مختلف نظامِ حکومت

6.3.1 نوآبادیات (Colonialism)

6.3.2 سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism)

6.3.3 جمہوریت (Democracy)

6.4 ہندوستان کی تاریخ کے مختلف ادوار

6.4.1 عہدِ قدیم

6.4.2 عہدِ قرونِ وسطیٰ

6.4.3 عہد جدید

6.4.4 دورِ حاضر

6.5 دنیا کے عظیم انقلابات

6.5.1 فرانسیسی انقلاب

6.5.2 روسی انقلاب

6.6 جغرافیہ کے بنیادی تصورات

6.6.1 عرض البلد اور طول البلد کا تصور

6.6.2 زمین کی حرکت

6.7 ہندوستان کا جغرافیہ

6.7.1 ہندوستان کی طبعی ساخت
6.7.2 ہندوستان کی سیاسی تنظیم
6.7.3 ہندوستان کے پڑوسی ممالک
6.8 خلاصہ
6.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں
6.10 مجوزہ کتب

6.1 تمہید(Introduction):

سماجی علوم ایک وسیع شعبہ علم ہے جس میں سماج سے متعلق مختلف علوم شامل ہیں۔ اسکولی سطح پر اس میں چار مختلف علوم جغرافیہ، تاریخ، معاشیات اور شہرت شامل کئے جاتے ہیں۔ اس اکائی میں تاریخ اور جغرافیہ کی تدریس اور اس سے متعلق اہم تصورات اور طریقوں کو پیش کیا گیا۔

6.2 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1۔ ہندوستان کے مختلف تاریخی ادوار کو جان سکیں۔

2۔ نوآبادیاتی نظام، سرمایہ دارانہ نظام، جمہوری نظام اور شہریت کو سمجھ سکیں۔

3۔ امریکہ، فرانس اور روس کے انقلابات سے واقف ہو سکیں۔

4۔ جغرافیہ کے بنیادی تصورات کو سمجھ سکیں۔

5۔ ہندوستانی جغرافیہ کے تعلق سے سیاسی تقسیم، دریاوں اور زمین کی شکلوں کو پہچان سکیں۔

6.3 دنیا میں رائج مختلف نظام حکومت

6.3.1 نوآبادیات(Colonialism):

نوآبادیات ایک ایسا تصور ہے۔ جس میں ایک طاقتور ملک کسی دوسرے ملک پر اپنی حکومت کو پھیلاتا ہے یا حکومت کرتا ہے۔ اسے نوآبادیات کہتے ہیں۔ اس میں مستحکم اور طاقت ور قوم کسی کمزور قوم کا اقتصادی استحصال کرتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسی حکمت عملی ہے جس کے ذریعے کسی ملک کا معاشی استحصال کرتے ہوئے اس ملک پر اپنی حکومت پھیلا دی جاتی ہے۔ بیسویں صدی تک دنیا کی مختلف قوموں پر برطانیہ کی حکومت رہی اور برطانیہ کے ذریعہ ان قوموں کا استحصال ہوتا رہا ہے۔

6.3.2 سرمایہ دارانہ نظام(Capitalism):

سرمایہ دارانہ نظام کسی نجی ملکیت پر منحصر ایک اقتصادی نظام ہے جس کا مقصد پیداوار کے ذرائع اور فوائد کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسا معاشی اور سیاسی نظام ہے جس میں اشیاء کی پیداوار اور تقسیم، سرمایہ کاری اور اس سے حاصل نفع پر منحصر ہوتی ہے۔ یہاں سرمایہ دار صنعت اور اقتصادیات پر قابض ہو کر تمام سرمایہ (دولت) کو اپنے نجی صرف میں استعمال کرتے ہیں۔

6.3.3 جمہوریت (Democracy):

جمہوریت حکومت کا ایسا نظام ہے جس میں حکومت کو چلانے کے لیے شہریوں کے ذریعے ایک نمائندہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ جمہوریت کی تعریف امریکی صدر جمہوریہ ابراہم لنکن نے یوں کیا۔

''جمہوریت عوام کی، عوام کے لیے اور عوام کے ذریعے منتخب کی گئی حکومت ہوتی ہے۔''

ہندوستان میں جمہوری نظام حکومت رائج ہے۔ جمہوری نظام میں تمام بالغ باشندے (شہری) رائے دہی کے ذریعے حکومت کا انتخاب کرتے ہیں۔

شہریت (Citizenship):

کسی بھی ملک میں رہنے کے لیے وہاں کے فرد کو ملک کے قوانین اور اصول وضوابط (Law & Order) کے مطابق ہی چلنا پڑتا ہے۔ اس ملک میں رہنے والوں کو آسان زندگی گذارنے کے لیے کچھ حقوق دیئے جاتے ہیں اور ان پر کچھ فرائض عائد کئے جاتے ہیں۔ فرائض پورے نہ کرنے کی صورت میں ان پر قانونی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے۔ اور فرد جب ضروری فرائض اور حقوق پر عمل کرتا ہے تو اس سارے سلسلے کو شہریت کہا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال 1۔ نوآبادیاتی نظام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

6.4 ہندوستانی تاریخ کے ادوار (Periodization of Indian History)

ہندوستانی تاریخ کو درج ذیل چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ عہدِ قدیم (Ancient Period)

2۔ عہدِ قرونِ وسطیٰ (Medieval Period)

3۔ عہدِ جدید (Modern Period)

4۔ دورِ حاضر (Contemporary Period)

1۔ عہدِ قدیم (Ancient Period): ہندوستانی تاریخ میں 500 عیسوی سے پہلے اور 2350 ق۔م۔ سے تک کے دور کو دورِ قدیم کہتے ہیں۔

2۔ عہدِ قرونِ وسطیٰ (Medieval Period): ہندوستانی تاریخ میں 712ء میں محمد بن قاسم کے ہندوستان آنے کے بعد سے عہدِ وسطیٰ شروع ہوتا ہے۔ یہ دور ۱۷۰۰ء تک مانا جاتا ہے۔

3۔ عہدِ جدید (Modern Period): ہندوستانی تاریخ میں دورِ جدید کا عرصہ تقریباً ۱۷۰۰ء سے ۱۹۴۷ء تک مانا جاتا ہے۔ اس دور میں انگریزوں کا ہندوستان پر پوری طرح سے قبضہ ہونے سے شروع ہوتا ہے اور ہندوستان کے آزاد ہونے تک یعنی ۱۹۴۷ء تک رہا۔

دورِ حاضر (Contemporary Period): ہندوستانی تاریخ میں دورِ حاضر ۱۹۴۷ء کے بعد سے مانا جاتا ہے۔ اس دور میں درس وتدریس کی خصوصیات درجِ ذیل ہیں۔

آزادی کے بعد سے ہندوستان میں مختلف طرح کے ایجوکیشن بنائے گئے۔ جیسے

(1) یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن (1948-49)

(2) سیکنڈری ایجوکیشن کمیشن (1952-53)

(3) کوٹھاری کمیشن (1964-66)

(4) نئی تعلیمی پالیسی (NPE 1986) وغیرہ

مندرجہ بالا کی تفصیلات آپ دیگرا کائیوں میں پڑھیں گے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال 1۔ ہندوستانی تاریخ کے مختلف ادوار پر نوٹ لکھئے۔

6.5 دنیا کے عظیم انقلابات:

یوں تو تہذیب کی ابتداء ہی سے انسانی اور قومیں آپس میں جنگ و جدول میں مصروف رہی ہیں۔لیکن پچھلی دو صدیوں میں یوروپ میں عظیم انقلابات آئے جس کے بارے میں ہم جانیں گے:

6.5.1 فرانسیسی انقلاب (French Revolution):

فرانسیسی انقلاب 1789 میں رونما ہوااوراس کا دور 1799 تک جاری رہا۔فرانسیسی انقلاب سے فرانس اوراس کی دیگر نوآبادیات میں دوررس سماجی اور سیاسی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

فرانسیسی انقلاب کے اسباب بہت ہی پیچیدہ ہیں۔اس کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ سات سالہ جنگ اور امریکی انقلاب کے نتیجہ میں فرانس بہت مقروض ہو چکا تھا۔اس نے اپنے معاشی موقف کو بہتر بنانے کے لیے غیر واجبی ٹیکس عائد کئے جس کی عوام نے سخت مخالفت کی۔فرانسیسی انقلاب نے عالمی سطح پر جمہوریت کو فروغ دیا اور تمام جدید سیاسی تصورات اسی انقلاب کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئیں۔

6.5.2 روس کا انقلاب (Russian Revolution)

روس کا انقلاب 1917ء میں ہوا جو کہ دنیا کی تاریخ میں اہم واقعات میں ایک ہے۔اسکے نتیجہ میں روس کے ضدی اور اپنا حکم تھوپنے والی حکومت کا خاتمہ ہوا۔اسکے بعد Russian Soviet Socialist Republic کی بنیاد پڑی۔ روس کا انقلاب دو حصّوں میں واقع ہوا تھا۔ پہلا حصّہ مارچ 1917 میں اور دوسرا حصّہ اکتوبر 1917 میں واقع ہوا۔ پہلے انقلاب کے بعد وہاں کے حکمران کو اپنے تخت کی قربانی دینی پڑی اور ایک عارضی طور پر حکومت قائم کی گئی۔اور دوسرے انقلاب کے نتیجہ میں اس عارضی حکومت کو ہٹا کر ایک کمیونسٹ حکومت قائم کی گئی۔

کارل مارکس (Karl Marks) کے فلسفہ کو پہلی بار حقیقی طور پر عملی جامہ پہنا دیا گیا۔ یہ فلسفہ جو 1917ء میں عمل میں آیا وہ دھیرے دھیرے اتنا مضبوط ہو گیا کہ 1950ء تک تقریباً آدھی دنیا پر قابض ہو چکا تھا۔

روس کے انقلاب کی اہمیت جس طرح سے صرف روس کے لیے تھی ٹھیک اسی طرح دنیا کے تاریخ کے لیے تھی۔ کیونکہ انقلاب سے پہلے روسی سماج میں سماجی مساوات کی بے حد کمی ہوگئی تھی۔اور روسی سماج تین درجوں میں بٹ چکا تھا۔اور ہر ایک گروپ اپنے کو دوسرے سے مختلف مانتا تھا۔

اس تقسیم میں پہلے درجہ کے جو لوگ تھے وہ حکمران، زمیندار وغیرہ تھے جن کو بہت سارے حقوق حاصل تھے۔دوسرے درجے میں چھوٹے زمیندار، سرمایہ دار اور چھوٹے بزنس مین وغیرہ شامل تھے۔اور آخری درجہ میں کسان، مزدور، چھوٹے کسان وغیرہ شامل تھے۔کہا جاتا ہے جار نکولس پوری طرح سے ایک تاناشاہ کی طرح حکومت کرتا تھا اور کسی بھی شہری کو کوئی حق حاصل نہیں تھا۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

سوال 1۔ روسی انقلاب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

سوال 2۔ فرانسیسی انقلاب پر ایک نوٹ لکھئے؟

6.6 جغرافیہ کے بنیادی تصورات (Fundamental Concepts of Geography):

ثانوی سطح کے اسکولوں میں جغرافیہ کی بنیادی باتوں کو بتانے یا پڑھانے کا مقصد دنیا اور سماج کے تعلق سے مختلف معلومات جیسے انسانی تعلقات کا تجزیہ اور زمین کی سطح پر واقع ہونے والے مختلف واقعات یا مظاہرات کی دانشمندانہ سمجھ وغیرہ کو شامل کرنا ہے۔

6.6.1 عرض البلد اور طول البلد کا تصور (Concept of Lattitude and Longitude):

جب ہم کسی گلوب یا نقشے پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں کچھ کھڑی اور آڑی لکیریں دکھائی دیتی ہیں۔ جو کہ ایک خاص فاصلہ یا دوری پر ہوتی ہیں۔ یہی وہ خطوط ہیں جو سمت کو متعین کرنے کے لیے جغرافیائی محدّد (Co-ordinate) موزوں حوالہ جاتی نقاط فراہم کرتی ہیں۔ جغرافیائی محدّد نٹ ورک (Network) کے ذریعے زمین کی سطح کو تقسیم کرنے کا اصول وہی ہے، جس کی بنیاد پر X اور Y محوروں کی مدد سے خطّی گراف بنایا جاتا ہے۔ گراف میں ایک اصل نقطہ اور دو حوالہ جاتی خطوط ہوتے ہیں ان میں سے ایک افقی خط یا X محور ہوتا ہے۔ ان خطوط کے جوڑے کے تقاطع (Intersection) نقطے کا وقوع (یا نقشے پر مقام کا وقوف) فراہم کرتے ہیں۔ اگر خطوط کے ان مجموعوں کو نقشے پر یا کروی زمین پر دکھایا جائے تو ہم افقی خطوط کو متوازی یا عرض البلد اور عمودی خطوط کو دائرہ نصف النہار یا طول البلد کہتے ہیں۔ یہ طول البلد 10 ڈگری کے فاصلہ سے ہوتی ہیں۔ اس طرح پوری دنیا کو 360 پر بانٹی ہیں۔

6.6.2 زمین کی حرکت (Earth Movement):

زمین جسے ہم انگریزی میں Earth کہتے ہیں لاطینی زبان سے لیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہوتا ہے ٹیرا (Terra)۔ یہ ایک ایسا واحد سیارہ ہے جس پر زندگی پائی جاتی ہے۔ اور یہ سیارہ سائز میں تمام سیاروں میں چوتھے نمبر پر ہے اور سورج سے دوری میں تیسرے نمبر پر ہے۔ اس سیارہ پر 71% پانی ہے۔ خشکی پر رہنے والی انسانی آبادی مختلف خطّوں میں بٹی ہوئی ہے۔ انسانوں کی اس آبادی کو ہم ''دنیا'' (World) کہتے ہیں۔

زمین کی حرکتیں: زمین دو طرح کی حرکتیں کرتی ہے۔ محوری گردش (Rotation) اور طواف یعنی مداری گردش (Revolution) محوری گردش زمین کی وہ حرکت ہے جو وہ اپنے محور پر ہوتی ہے جب کہ سورج کے اطراف ایک متعین راہ یا مدار (Orbit) میں کی جانے والی حرکت مداری گردش کہلاتی ہے۔ زمین کا محور جو ایک خیالی خط ہے مدار کی سطح (Orbital Plane) سے 1/2 66 کا زاویہ بناتا ہے۔ مدار جو سطح بناتا ہے، وہ مدار کی سطح کہلاتی ہے۔

زمین کا وہ حصّہ جو سورج کے سامنے ہوتا ہے یعنی جس پر سورج کی روشنی پڑتی ہے وہاں 'دن' رہتا ہے اور زمین کا وہ حصّہ جو سورج کی کرنوں سے دور مخالف سمت میں ہوتا ہے وہاں 'رات' ہوتی ہے۔ وہ دائرہ جو گلوب پر دن اور رات کو بانٹتا ہے روشنی کا دائرہ (Circle of Illumination) کہلاتا ہے۔ اس دائرہ کا محور سے کہیں میل نہیں ہے۔ زمین جب اپنے محور پر ایک گردش مکمل کر لیتی ہے تو اس کو وقت کو زمین کا ایک دن (a day) کہا جاتا ہے۔ یہ زمین کی روزانہ کی جانے والی حرکت ہے۔

مداری گردش (Revolution of the Earth):

زمین کی دوسری حرکت جو سورج کے چاروں طرف اپنے مدار پر کرتی ہے اسے ہم طواف یا مداری گردش کہتے ہیں۔ سورج کے چاروں طرف ایک چکر کو پورا کرنے میں زمین کو 1/4 365 دن (جو کہ ایک سال کے برابر ہوتا ہے) لگتا ہے۔ ہم آسانی کے لیے ایک سال کو صرف 365 دن کا مان لیتے ہیں اور چھ گھنٹوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

اسطرح سے ہر سال جو چھ گھنٹے بچ جاتے ہیں وہ چار سالوں میں 24 گھنٹے ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایک فاضل دن۔ اس فاضل دن کو ہم فروری کے مہینے کو جو عموماً 28 دن کا ہوتا ہے۔ اسے ہم 29 دن کا کر لیتے ہیں۔ 366 دن والے اس سال کو سال لبیہ (Leap Year) کہتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

سوال 1۔ محوری گردش اور مداری گردش سے کیا مراد ہے؟

سول 2۔ عرض البلد اور طول البلد کے تصورات کو واضح کریں؟

6.7 ہندوستانی جغرافیہ (Indian Geography):

ہندوستان ایک بہت ہی بڑا ملک ہے اس کے شمال میں بلند ہمالیہ ہے۔اس کے مغرب میں بحیرہ عرب، مشرق میں خلیج بنگال اور جنوب میں بحر ہند ہے اور یہ تینوں جزیرہ نمائے ہند کے ساحلوں کی آبریزی کرتے ہیں۔

ہندوستان کا رقبہ تقریباً 3.28 ملین مربع کلومیٹر ہے۔ شمال سے جنوب یعنی کشمیر سے کنیا کماری تک پھیلا ہوا ہے جو کہ تقریباً 3,200 کلومیٹر ہے اور مشرق سے مغرب یعنی اروناچل پردیش سے کچھ (Kuchch) تک کا پھیلاؤ تقریباً 2,900 کلومیٹر ہے۔

یہاں پر اونچے اونچے پہاڑ، بڑے، بڑے ریگستان، شمالی میدان، ساحل اور جزیرے مختلف قسم کے ارض پیش کرتے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا، نباتات، جنگلاتی زندگی نیز یہاں کی زبان اور ثقافت (کلچر) میں بھی رنگارنگی اور کثرت ہے۔اس رنگارنگی میں بھی ہم نے یک جہتی کو تلاش کیا ہے جو ہماری روایات سے ہی جھلکتی ہے۔اس نے ہمیں ایک قوم کے ---میں باندھا ہوا ہے۔ ہندوستان کی آبادی 2011 تک تقریباً 125 کروڑ سے زیادہ ہوگئی ہے۔ چین کے بعد ہندوستان کی آبادی پورے دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔

محل وقوع (Location):

ہندوستان شمالی نصف کرّہ میں واقع ہے۔خطِ سرطان (23 30'N) ملک کے بیچ سے گزرتا ہے۔جنوب سے شمال تک ہندوستان کا خاص میدانی علاقہ 4N &8 6/N 37 عرض البلاد تک پھیلا ہوا ہے۔مشرق سے مغرب تک ہندوستان 7'E 25'E&68 97 طول البلد کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔طول البلد کے وسیع پھیلاؤ (تقریباً 29) کی وجہ سے ہندوستان کے دونوں انتہائی نقاط میں واقع مقامات کے مقامی وقت میں بہت فرق ہے۔ جو کہ تقریباً دو گھنٹوں کا ہے۔

طول البلد کے ہر ڈگری پر چار منٹ کا فرق ہوتا ہے۔اس اعتبار سے مشرق (اروناچل پردیش) میں مغرب (گجرات) کے مقابلے دو گھنٹے پہلے سورج نکلتا ہے۔

ہندوستان کے پڑوسی ممالک (Neighbouring States of India):

ہندوستان کے پڑوسی ممالک کی فہرست کافی لمبی ہے۔اس میں سات ممالک ہیں جن کی سرحدیں ہندوستان سے ملی ہوئی ہیں۔ان ممالک کے نام ہیں چین، پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال، بھوٹان، مائنمار۔اسکے علاوہ جنوب میں واقع سمندر کے بعد یا ہمارے دو جزیرائی پڑوسی سری لنکا اور مالدیپ ہیں۔

سیاسی تقسیم (Political Division):

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔انتظامی مقاصد کے تحت ملک کو 29 ریاستوں اور 7 مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں (Union Territories) میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دہلی قومی مرکز (راجدھانی) ہے۔ ریاستوں کی تشکیل خاص کر زبان کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ رقبے کے اعتبار سے راجستھان سب سے بڑی اور گوا سب سے چھوٹی ریاست ہے۔ان ریاستوں کو پھر ضلعوں میں بانٹا جاتا ہے۔

ہندوستانی ندیاں (Indian Rivers):

ہندوستان کے پانی کے سب اہم ذرائع ندیاں ہے۔ ہندوستان میں ندیوں کا ایک بہت بڑا جال بچھا ہوا ہے۔ان ندیوں پر ہندوستان کی معاشی حالت منحصر ہے۔فصل کا اچھا اور بُرا ہونا بھی ندیوں پر منحصر ہوتا ہے۔

ہندوستانی ندیوں کو درج ذیل میں پڑھیں گے:

ہندوستان کی طبعی تقسیم

ہندوستان کی طبعی ساخت اور بناوٹ کو مندرجہ ذیل جغرافیائی گروپوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے:

1۔ کوہ ہمالیہ

2۔ شمالی میدان

3۔ جزیرہ نمائی سطح مرتفع

4۔ ریگستان سندھ

5۔ ساحلی میدان

6۔ جزائر

کوہ ہمالیہ:

ہمالیہ کے پہاڑ جوارضیاتی اعتبار سے نوعمر اور ساخت کے اعتبار سے فولڈ (fold) پہاڑ میں ہندوستان کی شمالی سرحد پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ کوہستانی سلسلہ مغرب سے مشرق کی سمت دریائے سندھ تک چلا جاتا ہے۔ ہمالیہ بلندترین اور سب سے زیادہ ناہموار کوہستانی دیوار کا ایک نمونہ ہے۔ یہ ایک قوس کی شکل میں ہے جو تقریباً 2400 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتے ہیں۔ ان کی چوڑائی کشمیر میں 400 کلومیٹر ہے اروناچل پردیش 150 کلومیٹر ہے۔

شمالی میدان:

ہندوستان کے شمالی میدان تین بڑے دریائی نظاموں کے آپسی ربط وضبط اور باہمی عمل سے بنے ہیں۔ یہ تین بڑے دریا ہیں۔ سندھ، گنگا، برہم پترا اوران کی معاون ندیاں۔ یہ سات لاکھ مربع کلومیٹر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ میدان جو تقریباً 2400 کلا میٹر لمبا اور 240 سے 320 کلومیٹر چوڑا گھنی آبادی والا طبعی جغرافیائی حصّہ ہے۔

جزیرہ نمائی سطح مرتفع:

جزیرہ نمائی سطح مرتفع کا علاقہ ایک اونچی زمین جو بلوری (Crystalline) آتشی (Igneous) اور متغیرہ (Metamorphic) چٹانوں سے بنا ہوا ہے۔

مغربی گھاٹ اور مشرقی گھاٹ بھی بالترتیب سطح مرتفع دکن کے مغربی و مشرقی کناروں کی نشان دہی کرتے ہیں۔ مغربی گھاٹ مغربی ساحل کے متوازی واقع ہیں۔ ہندوستان کے طبعی نقشے میں تھال، بھوراور پال گھاٹ پائے جاتے ہیں۔

جزیرہ نمائی سطح مرتفع کی ایک ممتاز خصوصیت وہاں کی کالی مٹی کا علاقہ ہے جسے دکن ٹراپ (Deccan Trap) کہا جاتا ہے۔ یہ آتش فشانی نسب کا ہے۔

ہندوستانی ریگستان:

ہندوستانی ریگستان اراولی پہاڑوں کے مغربی کناروں کی طرف واقع ہے۔ یہ ایک بڑا اور ریتیلا میدان ہے جو ریت کے ٹیلوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس خطے میں بہت کم بارش ہوتی ہے۔ یعنی سال میں 150 ملی میٹر سے بھی کم۔ یہاں کی آب ہوا خشک ہے اور نباتات بھی بہت کم ہیں۔ ندیاں برسات کے موسم میں نظر آتی ہیں اور جلد ہی ریگستان میں غائب ہوجاتی ہیں کیونکہ ان میں اتنا پانی نہیں ہوتا ہے کہ سمندر تک پہنچ سکیں۔ اس علاقے میں صرف لونی ایک بڑی دریا ہے۔

ساحلی میدان:

جزیرہ نما کا سطح مرتفع ساحلی ٹیلوں سے گھرا ہوا ہے جو مغرب میں بحیرہ عرب تک اور مشرق میں خلیج بنگال تک چلا جاتا ہیں۔ مغربی ساحل جو بحیرہ عرب اور مغربی گھاٹ کے بیچ پھنسا ہوا ہے۔ ایک تنگ میدان ہے اس کے تین حصے ہیں۔

ساحل کا شمالی حصّہ کونکن (ممبئی گوا) کہلاتا ہے، مرکزی حصے کو کنٹر کا میدان کہا جاتا ہے جبکہ جنوبی حصے کو مالا بار ساحل کہتے ہیں۔

جزائر:

ہندوستان سے جڑے دو اہم جزائر کے گروپ ہیں:

1۔ جزائر انڈمان ونکوبار۔ یہ خلیج بنگال میں واقع ہیں

2۔ جزائر لکشادیپ۔ یہ بحر ہند میں واقع ہیں

اپنی معلومات کی جانچ

سوال 1۔ ہندوستان کے پڑوسی ممالک کے نام لکھیئے؟

6.8 خلاصہ:

1۔ دنیا میں ابتداء ہی سے مختلف نظام حکومت رائج رہے ہیں جن میں تین خاص طور پر اہم ہیں:

(الف) نوآبادیات

(ب) سرمایہ دارانہ نظام

(ج) جمہوری نظام

2۔ ہندوستان کی تاریخ کے چار اہم حصّے ہیں:

(الف) عہد قدیم

(ب) عہد قرون وسطیٰ

(ج) عہد جدید

(د) موجودہ دور

3۔ دنیا کی تاریخ بے شمار جنگوں اور انقلابات سے بھری پڑی ہے۔ پچھلی دو صدیوں میں پیش آنے والے اہم انقلابات میں فرانس کا انقلاب اور روسی انقلاب شامل ہیں۔

4۔ جغرافیہ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں شامل بنیادی تصورات کو سمجھا جائے۔

5۔ ہندوستان کی طبعی ساخت کو تین اہم حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(الف) کوہ ہمالیہ

(ب) ریگستان سندھ

(ج) شمالی میدان

(د) ساحلی میدان

(ع) جزائر

6.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں:

1۔ ہندوستان کی طبعی جغرافیہ پر نوٹ لکھیے

2۔ ہندوستانی تاریخ کے مختلف ادوار پر نوٹ لکھیے

3۔ فرانس کے انقلاب کے بارے میں لکھیے

6.10 مجوزہ کتب

Aggarwal, J.C. (2010). Principles and Practices of Teaching Civics and Citizenship Education, New Delhi, Shipra Publication.

Basu, D.D. (2014). Introduction to the Constitution of India, New Delhi, Jain Book Agency

Kazmi, G. and Kazmi, T. J. (2013). Political Science (Maharashta Board of Secondary and Higher Secondary Education), Mumbai, Saifee Book Agency

Kumar, C. Sharma, D. Kaur, A. (2013). Samajik Vigyan Shikshan, New Delhi, Bookman Publishers

Singh, G. (2016). Samajik Vigyan Shikshan, Meerut, R. Lal Publication

Singh, H. (2015). Hand Book of Political Science, New Delhi, Jain Book Agency

Thessarsery, I. (2012). Teaching of Social Science for the 21st Century, New Delhi, Kanishka Publishers & Distributors

Tyagi, G. (2017). Nagrikshastra Shikshan Ka Pranali Vigyan, Agra, Agrawal Publication.

Tyagi, G. (2017). Arthshastra Shikshan Ka Pranali Vigyan, Agra, Agrawal Publication

اکائی۔7 علمِ سیاسیات اور معاشیات کی تدریس اور اکتساب
Teaching and Learning of Political Science and Economics

ساخت

7.1 تمہید(Introduction)

7.2 مقاصد(Objectives)

7.3 علم سیاسیات کے معنی(Meaning of Political Science)

7.3.1 علم سیاسیات کی تعریف(Definitation of Political Science)

7.3.2 علم سیاسیات کا علاقہ یا وسعت(Scope of Political Science)

7.3.3 علم سیاسیات کی نوعیت(Nature of Political Science)

7.3.4 اہم تصورات اور موجودہ رجحانات Key Concept and Current Trends

7.3.5 علم سیاسیات کا دیگر سماجی سائنسوں کے ساتھ تعلق(Relation of Political Science with other Subejct)

7.4 علم سیاسیات اور اُس کی نوعیت و وسعت میں تبدیلی (روایتی نقطہ نظر سے جدید نقطہ نظر کی طرف)
(Political Science and Change its Nature and Scopeon the Basis of Traditinal Point of view to Modern point of view)

7.4.1 علم سیاسیات: روایتی نقطہ نظر Political Science: Traditional Point of View

7.4.2 علم سیاسیات: جدید نقطہ نظر Political Science: Modern Point of View

7.5 ہندوستان کا آئین (Constitution of India)

7.5.1 بنیادی حقوق:(Fundamental Rights)

7.5.2 بنیادی فرائض:(Fundamental Duties)

7.6 حکومت کے اجزاء (Organs of Government)

7.6.1 مجلس مقنّنہ/ قانون ساز ادارے(Legislative)

7.6.1.1 لوک سبھا(LoK Sabha)

7.6.1.2 راجیہ سبھا (Rajya Sabha)
7.6.1.3 صوبہ (State)
7.6.2 مجلس عاملہ/انتظامیہ (Executive)
7.6.2.1 صدر جمہوریہ (President)
7.6.2.2 نائب صدر جمہوریہ (Vice- President)
7.6.2.3 وزیر اعظم (Prime Minister)
7.6.2.4 صوبائی مجلس عاملہ (State Executive)
7.6.2.5 گورنر (Governer)
7.6.2.6 وزیر اعلیٰ اور وزراء کونسل (Chief Minister & Councile Member)
7.7 عدلیہ (Judiciary)
7.7.1 سپریم کورٹ (Supreme Court)
7.7.2 ہائی کورٹ (High Court)
7.7.3 ماتحت عدالتوں کی تشکیل (Composition of Subordinate Courts)
7.8 معاشیات کے معنی اور تعارف (Meaning and Introduction of Economics)
7.8.1 معاشیات کی تعریف اور نوعیت (Defination and Nature of Economics)
7.8.2 معاشیات کی وسعت Scope of Economics
7.8.3 معاشیات کے اہم تصورات (Key Concepts of Economics)
7.8.3.1 بنیادی معاشیات (Fundamental Economics)
7.8.3.2 میا کرو معاشیات (Macro Economics)
7.8.3.3 خورد معاشیات (Micro Economics)
7.8.3.4 بین الاقوامی معاشیات (Inernational Economics)
7.8.3.5 ذاتی مالیاتی معاشیات (Personal Finanace Economics)
7.9 علم سیاسیات اور معاشیات کے تدریس کی حکمت کا تعارف
(Introduction of Teaching Strategies of Political Science and Economics)
7.9.1 علم سیاسیات و معاشیات میں ہونے والی اہم تدریسی حکمت عملیاں
(Important Teaching Strategies of Political Science and Economics)
7.10 یاد رکھنے کے نکات (Point to Rememder)
7.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں
7.13 مجوزہ کتب (Suggested Books)

7.1 تمہید (Introduction)

علم سیاسیات، سماجی سائنس کا ایک علوم ہے جس کا تعلق حکومت اور سیاست کے مطالعہ سے ہے۔ یہ سماج میں شہریوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے اس کا اہم مقصد طالب علم میں سیاسی نظام کو سمجھنے کی صلاحیت اور اُن کو شہریت کے لیے تعلیم دینا ہے۔ انسانی زندگی کے سیاسی پہلو کو سمجھنے کے اور اُن میں سیاسی شعور و بیداری لانے میں یہ مضمون بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کورس میں دیئے گئے مواد کے مطالعہ کے ذریعے طلباء اُن باتوں کو ذہن نشین کر سکیں گے اور اُن مہارتوں کو فروغ دیا جاسکے گا، جو ایک اچھے اور صحت مند شہری کے بے حد ضروری ہے۔ اس ذیلی اکائی میں آپ علم سیاسیات کی نوعیت وسعت کے بارے میں مطالعہ کرینگے۔

7.2 مقاصد (Objectives)

اس ذیلی اکائی میں دیئے گئے مواد کے پڑھنے کے بعد آپ اس لائق ہو جائینگے کی۔

- علم سیاسیات کے معنی اور تعریف کو بیان کرسکیں گے۔
- علم سیاسیات کی نوعیت اور وسعت کو سمجھ سکیں گے۔
- علم سیاسیات کے دیگر سماجی سائنس کے ساتھ تعلق کی وضاحت کرسکیں گے۔
- علم سیاسیات کے روایاتی اور جدید نقطہ نظر کو سمجھ سکیں گے۔

7.3 علم سیاسیات کے معنی (Meaning of Political Science)

علم سیاسیات سائنس کی نوعیت اور وسعت کو سمجھنے سے پہلے ہمیں سیاست اور سیاسی سائنس کے معنی کو سمجھانے ضروری ہے۔

سیاست (Politics): عظیم سیاسی فلسفی ارسطو اصطلاح Ploitic کا استعمال کرنے والے سب سے پہلے مفکر تھے۔ لفظی اعتبار سے اصطلاحات Ploitic یونانی لفظ Polis سے اخذ ہے جس کا مطلب ہوتا ہے شہر (City) یا ریاست (State) قدیم یونان میں شہر کو ایک آزاد ریاست کا مقام حاصل تھا۔ Politics لفظ سے مراد اُس علم سے تھا جن کا تعلق اُن شہری ریاستوں کی سرگرمیوں سے متعلق حکومتوں کے علم و مہارتوں سے ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ ان شہری ریاستوں کا مقام قومی ریاستوں یا ملکوں نے لے لیا اور سیاسیات بھی ان وسیع ریاستوں سے متعلق علم ہوگئی۔ لہذا ریاست سے متعلق موضوعات کا مطالعہ سیاست سائنس کہا جاتا ہے۔

علم سیاسیات سائنس ایک سماجی سائنس ہے جس کا تعلق حکومت اور ریاست کے مطالعہ سے ہے۔ یہ سماج میں لوگوں کو قوانین کو سمجھانے اور نظم و ضبط قائم کرنے، اپنے ووٹ دینے اور اپنے رہنما کا انتخاب کرنے، سماج میں شہریوں کو اپنے ذمہ داریوں کو سمجھانے میں مدد کرتی ہے۔ علم سیاسیات کا مقصد طالب علم کا جمہوری شہری کی ذمہ داری پوری کرنے لائق بنانا ہے اور عوام کو شہریت کے لیے تعلیم دینا ہے۔

7.3.1 علم سیاسیات کی تعریف (Definition of Political Science): علم سیاسیات کی چند تعریفیں مندرجہ ذیل ہیں

گارڈنر کے مطابق علم سیاسیات کی آغاز اور آخر ریاست کے ساتھ ہوتی ہے

لاسکی کے مطابق سیاست کے مطالعہ کا تعلق منظّم ریاستوں سے متعلق انسانوں کی زندگی سے ہے۔

ڈاکٹر ذکریا کا بیان ہیکہ سیاست منظّم طور پر اُن بنیادی اصولوں کی نمائندگی کرتا ہے جس کے مطابق ریاست کو قائم کیا جاتا ہے اور حکومت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

لنکارک نے اس سلسلے میں جمع تعریف کی ہے کہ علم سیاسیات حکومت سے متعلق سائنس ہے۔

ڈماک کے مطابق علم سیاسیات کا تعلق ریاست اور اُس کے ذریعہ حکومت سے ہے۔

سیلے کے مطابق علم سیاسیات حکومت کے عناصر کی تحقیق اُس طرح کرتا ہے جس طرح معاشیات مالی معاملات کے بارے میں حیاتیاتی سائنس زندگی کے بارے میں ریاضی اعداد کے بارے میں اور جیومٹری مقام ولمبائی۔چوڑائی کے بارے میں کرتا ہے۔

پال جینیٹ کے مطابقعلم سیاسیات سماجی علوم کا وہ حصہ ہے جس میں سیاست کی بنیاد اور حکومت کے اُصلوں پر غور کیا جاتا ہے۔

آر۔جی۔گیٹل کے مطابق سیاست، ماضی حال اور مستقبل میں ریاست کا مطالعہ ہے۔

گلکر یسٹ نے مختصر تعریف دیتے ہوئے کہاہیکہ علم سیاسیات۔سیاست وحکومت کے عام مسائل کا مطالعہ کرتا ہے۔

لحاظ علم سیاسیات کی تعریف ہم علم کی ایک ایسی شاخ کے طور پر کر سکتے ہے جس کا تعلق سیاست نام کی تنظیم سے ہوتا ہے۔جس میں حکومت کا بھی تفصیل مطالعہ شامل ہوتا ہے۔مختصر میں علم سیاسیات کے تحت ریاست، حکومت اور دیگر متعلق تنظیم اور اداروں کا انسان کی سیاسی زندگی کے تناظر میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔علم سیاسیات سے متعلق تعریفوں کا تجزیہ کرنے پر مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوتی ہے۔

- علم سیاسیات ریاست کا مطالعہ ہے۔
- علم سیاسیات حکومت کا مطالعہ ہے۔
- علم سیاسیات، ریاست ورحکومت دونوں کا مطالق کیا جاتا ہے لیکن اصل موضوع ریاست کا مطالعہ ہے کیونکہ اس میں مرکزی حیثیت ریاست یا حکومت کی ہے۔
- علم سیاسیات رسمی طور پر سیاسی اداروں کا مطالعہ کرتے ہوئے ریاست کا آئین میں موجود قانونی حقیقت کو مطالعہ کی بنیاد بناتا ہے۔

7.3.2 علم سیاسیات کا علاقہ یا وسعت (Scope of Political Science)

علم سیاسیات کے مطالعہ کا علاقہ انتہائی وسیع ہے اس میں سیاسی فکر (Political Thought) سیاسی اصول(Political Principal) سیاسی فلسفہ (Political Philosophy) سیاسی نظریہ (Political Theory) تقابلی سیاست (Comparative Politics) عوامی انتظامیہ (Public Administration) بین الاقوامی تنظیم (International Organization) سیاسی حرکیات (Political Dynamics) اور عوامی قانون (Public Law) وغیرہ شامل ہے۔اس کے علاوہ مندرجہ ذیل باتیں بھی اس کے مطالعہ کے دائرکار میں آتی ہیں۔

- قومی اور بین الاقوامی مسائل کا مطالعہ۔
- انسان کے سیاسی پہلو کا مطالعہ۔
- سیاست کے ماضی، حال اور مستقبل کی ترقی کا مطالعہ، ماضی کا مطالعہ کرنا اور انھیں درست کرنا، موجدا کا مطالعہ کرنا اور اس بات کے بارے میں تعین کرنا کی مستقبل میں کیا کیا جائے۔
- اقتدار یا طاقت کے تصور کا مطالعہ۔
- ریاست کی شکل کا مطالعہ کرنا جو اس وقت موجود ہے اور ساتھ ہی ریاست کی جدید اور مثالی شکل کا مطالعہ کرنا۔
- ایک ذریعہ کے طور پر حکومت کا مطالعہ۔
- حکومت کی مختلف شکلوں کا مطالعہ۔

- عوام اور حکومت کے درمیان تعلقات کا مطالعہ۔
- تاریخی تناظر میں ریاست کا مطالعہ کرنا اس میں اس بات کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔کی کب اور کیسے ریاست وجود میں آئی اور مختلف دور میں ریاست کی نوعیت کیا رہی ہے اور کس طرح کی تبدیلی آئی ہے۔
- افسر شاہی کے رویہ کا مطالعہ۔
- سیاسی رویہ وتصورات کا مطالعہ۔
- انتخاب اور ووٹینگ کے رویہ کے طریقوں کا مطالعہ۔
- سماجی جماعتوں اور پریشر گروپ کا مطالعہ۔
- ترقی پذیر ملک (Developing Countries) کا مطالعہ
- بین لاقوامی سیاست اور بین لاقوامی تنظیم کا مطالعہ۔

کیٹلین نے بھی کہا سیاست میں اُن تمام چیزوں کو شامل کیا جانا چاہیے جسے ارسطو نے شامل کیا تھا۔ جیسے خاندان کی تنظیم، انقلابات کا تجزیہ، شہری اور بین الاقوامی سیاست، مذہبی اجتماعات، مزدوروں کی تنظیم اور ملازموں کی تنظیم وغیرہ۔اس طرح ہم دیکھتے ہے کی سیاسیاتی سائنس کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے۔

7.3.3 علم سیاسیات کی نوعیت (Nature of Political Science):

سیاسیات پر Aristotle, Bodin, Hobbes, Bluntschli, Montesquieu, وغیرہ کے مختلف نظریہ ہے۔ ان سبھی کے مطابق سیاست ایک سائنس (Science) ہے جب کی J.S.Hill, Maitland, Collin, Barker وغیرہ کے مطابق سیاست ایک فن (Art) ہے۔

☆ سیاست ایک سائنس ہے (Politicis is a Science) سیاست کو مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر سائنس کے طور پر تصور کیا جاتا ہے۔

- سیاست کو ایک بہت ہی منظّم (Organised) انداز میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔
- یہ بھی کہا جاتا ہے کی سیاست میں تجربات (Experiment) بھی ممکن ہے۔
- سیاسی سائنس میں دوسرے علوم کی طرح مطلق (Abslolute) اور آفاقی (Universal) قوانین ہیں۔
- علم سیاسیات میں کچھ ایسے اصول اور طریقہ ہیں جس پر سیاسی مفکرین نے متفق طور پر اتفاق کیا ہے۔
- سیاست ایک مضمون ہے جس کی نوعیت سائنس ہی ہے۔
- اس وقت سیاست نے ایک جدیدت حاصل کر لی ہے۔

☆ سیاست ایک سائنس نہیں ہے (Politicis is not a Science): سیاست کو درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر سائنس کے طور پر تصور نہیں کیا جاتا ہے۔

- علم سیاسیات میں علم طبعیات (Physical Science) کی طرح مطلق (Abslolute) اور آفاقی (Universal) قوانین نہیں ہے۔
- یہ توجہ اور اثرات کے نظریہ (Theory of Cause and Effect) تجس پر تمام سائنس کی بنیاد ہے پر عمل نہیں کرتا۔
- سائنس کے مشاہدات اور تجرباتی طریقوں کو سیاسی سائنس میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

اگر ہم اس تجزیہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کی علم سیاسیات کی فطرت فنی ہونے کے ساتھ ساتھ زیادہ تر سائنسی نوعیت کی ہے۔ سیاست ریاست کے بارے میں ایک تجزیات مطالعہ ہے۔ یہ ریاست کی ابتداء یا آغاز کے بارے میں تاریخی تحقیقات کرنے والا موضوع ہے۔ گارڈنر نے صحیح کہا ہے کی علم

سیاسیات۔ سیاست کے ساتھ شروع ہوتی ہے اور سیاست کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ سیاسیات نے اپنے دائرہ کو صرف ماضی اور موجودہ تک نہیں محدود کر رکھا ہے بلکہ اچھی اور بہتر حکومت کے اصولوں کو مرتب کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے اور بتاتا ہے کی ریاست کیسی ہونی چاہیے۔ یہ ریاست کے ماضی حال اور مستقبل کا مطالعہ ہے۔ تاہم اسکا مطالعہ سیاسی سرگرمیاں سے زیادہ وسیع ہے۔ جہاں کہیں بھی ریاست موجود ہے۔ وہاں سیاست بھی ہے لیکن اس کا برعکس حقیقت نہیں ہے کہ جہاں کہیں بھی سیاست موجود ہو لہذا وہ ریاست بھی ہو۔ ہم اگر گھروں، مندروں، میونسپل کارپوریشن اور تمام ایسوسیشن کے اندر سیاست کی بات کرتے ہے جب کہ ان میں سے ایک بھی ریاست نہیں ہے۔

- علم سیاسیات حکومت کی سائنس اور فن ہے۔
- یہ انسانی معاشرے کے سیاسی پہلو کا مطالعہ ہے
- سیاست اور حکومت کا سائنسی مطالعہ ہے۔
- یہ حکومتوں کی ساخت، اُن کے کام کاج اور سیاست کی تنظیموں کا مطالعہ کرتا ہے۔

ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کی معاشرے میں سماجی، سیاسی، ثقافتی مذہبی ادارے وغیرہ ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ ریاست (State) بھی ان میں سے ایک ہے جو اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ ریاست ہی شہریوں کو اعلیٰ تعلیم اور بہتر طبی علاج فراہم کرتا ہے۔ یہ سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کرتی ہے اور زراعت اور صنعتی پروگرام کا منصوبہ تیار کرتی ہے اور قیمتوں کو کنٹرول کرتی ہے۔ ریاست معاشرے میں امن وامان کو برقرار رکھتی ہے اور انسانی زندگی کی حفاظت کرتی ہے اور انسان کو ہمہ جہتی ترقی کے لائق بناتی ہے۔ یہ ایک فلاحی ریاست (Welfare State) کے طور پر کام کرتی ہے جس کا مقصد لوگوں کی فلاح و بہبودی کو فروغ دینا ہے۔ شاید ہی زندگی کا کوئی ایسا علاقہ ہو جہاں ریاست یا حکومت کام نہیں کرتی۔ اس لیے یہ ایک اہم کردار نبھاتی ہے اور اس کا مطالعہ کیا جانا ضروری ہے۔

7.3.4 اہم تصورات اور موجودہ رجحانات (Key Concept and Current Trends) :

اس میں علم سیاسیات کے اہم تصورات جیسے اُس کے معنی، نوعیت اور وسعت کے بارے ہونے والے تبدیلی (روایاتی نقطہ نظر سے جدید نکات نظر میں) اور موجودہ رجحانات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اب ہم مزید تصورات کا ذکر کریں گے۔

ریاست (State): جدید اصطلاح (State) کو لفظ Status سے اخذ کیا گیا ہے۔ ریاست یا (State) لفظ کو جدید انداز میں سب سے پہلے اٹیلین اسٹیٹمنٹ نکلون میکاویلی Niccolo Machiavelli (1469-1527) نے استعمال کیا۔ اسٹیٹ (State) تمام سماجی اداروں میں سب سے زیادہ طاقت ور اور آفاقی ادارہ ہے۔ ارسطو نے کہا ہے کی انسان ایک سماجی جانور ہے اور فطرت کی طرف سے وہ ایک سیاسی وجود ہے۔ ریاست یا اسٹیٹ انسانی رفاقت وشراکت (Association) کی اعلیٰ ترین شکل ہے اور ایک اچھی یا بہتر زندگی جینے کے لیے یہ ضروری ہے۔ ریاست یا اسٹیٹ (State) کے چار عناصر ہوتے ہے۔ یہ زمین کے کسی خاص حصہ میں قابض کم یا زیادہ تعداد میں رہنے والی کمیونٹی کو کہتے ہے جیسے کی Woorow Wilson کہتے ہیں کہ:

State is a People Organized for law within a definite territory.

آبادی (Population) یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو سیاست بنانے والے ہوتے ہیں۔ آبادی کسی بھی ریاست کے لیے سب سے اہم ہے۔ یونانی مفکرین ارسطو کا ماننا ہے کہ آبادی نہ تو بہت بڑی ہونی چاہیے اور نہ بہت چھوٹی۔ یہ کسی بھی ریاست کا وہ حصہ ہے جو مل کر عوامی ریاست بناتے ہے۔ یہ کسی خاص قوم، برادری یا نسلی گروہ کے ارکین ہوتے ہے۔

☆ علاقہ/(Territory): یہ ایک اصطلاح ہے جو انتظامی تقسیم (Administrative Division) کے لیے استعمال میں لائی جاتی ہے۔ یہ ایک

مقررعلاقہ ہوتا ہے بجاطور پرآبادی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ایک ریاست کے علاقہ یا دائرے کو بتا تا ہے جواُس کے اختیار میں ہے۔مقررعلاقہ کے وغیرہ کوئی ریاست نہیں ہوسکتی ہے۔کسی بھی ریاست کے علاقہ میں زمین پانی اور ہوائی جگہ بھی شامل ہے اور خود کارساز ہونے کے لیے یہ مستقیل اور کافی بڑی ہونی چاہیے۔

☆ حکومت (Government): یہ کسی ریاست کا تیسرا عناصر ہوتا ہے۔ یہاں ایک ایسا سیاسی نظام ہوتا ہے جسکے ذریعہ کسی ریاست کی حکومت کے طریقے کارکو جانا جاتا ہے۔حکومت کے ذریعہ کسی ریاست میں سرکاری پالیسی لاگو ہوتی ہے۔

☆ خودمختاری (Sovereignty): یہ کسی بھی ریاست کا چوتھا سب سے اہم عناصر ہوتا ہے۔خودمختاری سے مراد ہے باہر کے ذرائع کے مداخلت کے بغیر حکومت کرنے کے لیے مکمل حق وطاقت کسی جغرافیائی علاقے پر طاقت یا غلبہ کے خصوصی حق کو خودمختاری کہتے ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ اور حتمی ہے جس کے اُوپر کوئی قانونی طاقت نہیں ہے۔

7.3.5 علم سیاسیات کا دیگر سماجی سائنسوں کے ساتھ تعلق Relation of Political Science with other Subejct

سیاسی سائنس کا معاشیات سے گہرا تعلق ہے۔اس کا قانون سے تعلق ہے چاہے وہ قدرتی ہو یا انسانی یہ باہمی تعلقات میں ایک ربطہ پیدا کرتا ہے۔ اس کا تعلق تاریخ سے بھی ہے جو کہ ضرورت کے مطابق حقائق سے آشنا کرتا ہے۔جس سے ماضی سے فائدہ حاصل کیا جاسکے۔اس کا فلسفہ اور بلخصوص اخلاقیات بھی تعلق ہے، جو کہ اس کے اصول ہوتا ہے۔کوئی بھی سماجی سائنس کسی بھی سماج یا معاشرے کے سبھی پہلوؤں کا مکمل مطالعہ نہیں کرسکتا۔اس لیے سماجی سائنس کے تمام مضامین ایک دوسرے سے متعلق ہے اور اس کے دوسرے مضامین کے ساتھ باہمی رشتے ہونے کی بنیاد پر نئے (Interdisciplinary Subject) جیسے سیاسی معاشیات (Political Economics) سیاسی اخلاقیات (Political Morality) سیاسی تاریخ (Political History) سیاسی سماجیات (Political Sociology) سیاسی نفسیات (Political Psychology) سیاسی جغرافیہ (Political Geography) کا آغاز بھی ہوا۔اس طرح سے علم سیاسیات کی نئی شاخوں کا کھولنا اس بات کی علامت ہے کی علم سیاسیات کا دیگر سماجی سائنس سے ہم تعلق ہے۔

7.4 علم سیاسیات اور اُس کی نوعیت ووسعت میں تبدیلی (روایتی نقطہ نظر سے جدید نقطہ نظر کی طرف)

علم سیاسیات نہایت ہی قدیم موضوع ہے یونانی مفکر ارسطو کو علم سیاسیات کا بانی مانا جاتا ہے۔شروعات میں اسے آزاد موضوع کے طور پر قبول نہیں کیا گیا۔ سیاست سائنس کا مطالعہ اخلاقیات فلسفہ، تاریخ وغیرہ کے تصورات کی بنیاد پر کرنے کی ریاست تھی۔جدید دور میں سے نہ صرف آزاد موضوع کے طور پر قبول کیا گیا بلکی سماجی علوم کے حوالے سے اسکی کافی ترقی بھی ہوئی۔علم سیاسیات کا مطالعہ آج جہاں ایک طرف انتہائی اہم ہے وہیں دوسری طرف بہت پیچیدہ بھی ہے۔علم سیاسیات کی ضرورت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کی آج سیاسی عمل کا مطالعہ بین الاقوامی اور قومی دونوں قسم کی سیاست کو سمجھانے کے لیے ضروری ہے۔

آج علم سیاسیات سیاسی اور غیر سیاسی دونوں طرح کے عناصر سے متعلق ہے سیاسی عناصر براہ راست طور پر سیاسی عمل کو متاثر کرتے ہے۔اس نقطہ نظر سے علم سیاسیات کے تحت سیاسیت حکومتیں سرکاری اداریں انتخابی نظام اور سیاسی رویہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔غیر سیاسی عناصر بلواسطہ طور پر سیاسی عمل کو متاثر کرتے ہیں اس نقطہ نظر سے سیاسی مطالعہ میں معاشیات، معاشرہ، مذہب، ثقافت، جغرافیہ، سائنس وٹیکنالوجی، نفسیات وتواریخ جیسے اتحادی عناصر کو کافی اہمیت دی جاتی ہے اس وجہہ سے سیاست کی صحیح سمجھ دونوں عناصر کو سمجھ کر ہی جاسکتی ہے۔

یونانی مفکرین کے وقت سے لیکر جدید دور کے مختلف مفکرین تجزیاں کاروں کے اشتراک سے علم سیاسیات کی نوعیت مواد مطالعہ اور ان کی روایتوں میں وقتً وقتً تبدیلی آتی رہی ہے اور اس موضوع کی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی ہے۔علم سیاسیات مطالعہ کے سلسلے میں دو اہم نظریات کا عروج ہوا ہے۔

1) روایتی نقطہ نظر

2) جدید نقطہ نظر

7.4.1 علم سیاسیات: روایتی نقطہ نظر (Political Science: Traditional Point of View):

قبل مسیح ٦ ویں صدی سے لیکر 20 ویں صدی میں تقریباً دوسری جنگ عظیم تک جس سیاسی نقطہ نظر کو قبول کیا گیا اُسے روایتی نقطہ نظر کہتے ہے۔ روایاتی سیاسی نقطہ نظر کی تعمیر وترقی میں بہت سے سیاسی مفکرین جیسے افلاطون ارسطو، لاک، روسو، کانت، ہیگال وغیرہ کا تعاون رہا ہے۔ روایتی علم سیاسیات میں حکومت اور اُس کے قانون اعضاء کے ساتھ ساتھ حکومت کی پالیسوں اور فیصلے کو متاثر کرنے والے سماجی سیاسی حقائق کے مطالعہ پر زور دیا جاتا ہے سیاسی پارٹی اور سبھی تنظیموں کے مطالعوں پر بھی زور دیا جاتا ہے۔ روایاتی نقطہ نظر کے ماننے والے سیاسیات کے ماہرین وعلماء نے سیاسی سائنس کی مختلف تعریفیں بیان کی ہے۔

☆ ڈاکٹر ذکریہ کا بیان ہے کی سیاست منظّم طور پر اُن بنیادی اصولوں کی نمائندگی کرتا ہے جس کے مطابق ریاست کو قائم کیا جاتا ہے اور حکومت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ ڈیماک کے مطابق: علم سیاسیات کا تعلق ریاست اور اُس کے ذریعہ حکومت سے ہے۔

روایاتی علم سیاسیات کے علاقہ: اسی کے ساتھ UNO نے UNESCO کے ذریعہ ستمبر 1948 میں روایتی علم سیاسیات کے علاقے کا تعین کرنے کے لیے دنیا کے تمام سیاسی مفکرین ماہرین وعلماء کا ایک کانفرنس منعقد کی جس میں روایتی علم سیاسیات کے علاقہ کے تحت مندرج ذیل موضوعات شامل کیا جانے کا فیصلہ لیا گیا۔

سیاست کے نظریات: ماضی اور موجودہ سیاسی اصولوں اور اخلاقیات کا مطالعہ۔

سیاسی ادارے: آئین، قومی حکومت، ریاستی یا صوبائی حکومت مقامی حکومت کا سیدھا اور تقابلی مطالعہ۔

سیاسی پارٹی گروہ اور لوکمت: سیاسی دل وگروہ کے سیاسی لوکمت اور حکومت میں شہریوں کے حصہ لینے کا مطالعہ۔

بین الاقوامی تعلقات: رشتہ: بین الاقوامی سیاست، بین الاقوامی، قانون بین الاقوامی تنظیم اور بین اقوامی انتظامیہ کا مطالعہ۔

7.4.2 علم سیاسیات جدید نقطہ نظر (Political Science: Modern Point of View)

جدید دور روایاتی علم سیاسیات کی ریاست سے متعلق تصور کی بے حد تنقید ہوئی جس میں کہا گیا کی ریاست اور سیاسی اداروں کے دائرے کے باہر بھی بہت سارے عمل وسرگرمیاں ہے جو سیاست سے تعلق رکھتی ہے ان کو نظر انداز کرنا علم سیاسیات کے وقار اور آفادیت کے لیے صحیح نہیں ہے۔ اس رائے کے ماننے والے یہ کہتے ہے کی تمام سماجی سائنس کے مطالعہ اور ترغیب کا مرکز انسانی رویہ ہے اور علم سیاسیات عام انسانی رویہ کے سیاسی پہلو کا مطالعہ ہے۔

علم سیاسیات کے جدید تصورات کی نظر سے جارج کیٹلین، ایسٹن، ہیرالڈ وغیر کا کام خاص قابل قبول ہے ان علماء اکرام نے علم سیاسیات سے متعلق اپنے باتوں میں سیاسیات کے حقیقی اور عملی باتوں پر زور دیتے ہوئے طاقت، حکومت، سیاسی جواز اور اقتدار کا مطالعہ مانا ہے۔

علم سیاسیات انسانی اعمال کا مطالعہ ہے علم سیاسیات کے جدید نقطہ نظر کے مطابق علم سیاسیات انسان کے سیاسی رویہ اور عمل کا مطالعہ کرتا ہے۔ انسانی رویہ کو غیر سیاسی عوامل بھی متاثر کرتے ہیں ان تمام عوامل کا علم سیاسیات میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔

جدید علم سیاسیات کا علاقہ: ہزار اور اسٹیوینشن کے مطابق علم سیاسیات کے مطالعہ کے علاقہ میں بنیادی طور پر افراد کے باہمی اور اجتماعی، ریاست اور ریاستوں کی طاقتوں واُن کے درمیان کے تعلقات سے متعلق ہے۔ جدید نقطہ نظر کے مطابق علم سیاسیات کے علاقہ یا وسعت کو مندرجہ ذیل نکات کے تحت واضح کیا جاسکتا ہے۔

- علم سیاسیات۔سیاسی بندوبست، ریاستی طاقت اور فیصلہ سازی کا مطالعہ ہے۔
- انسان کے سیاسی رویہ کا مطالعہ ہے۔
- اس میں مختلف تصورات جیسے ریاستی طاقت، ریاستی حکومت واقتدار کنٹرول وفیصلہ سازی وغیرہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔
- سیاسی مسائل کا مطالعہ ہے۔
- عام رائے اور عوامی رضامندی کا مطالعہ ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال نمبر1 علم سیاسیات سے کیا مراد ہے۔اسکی چند تعریفیں بیان کریں؟

سوال نمبر2 علم سیاسیات کے نوعیت اور وسعت کو واضح کیجئے؟

سوال نمبر3 علم سیاسیات کا دیگر سماجی سائنس کے درمیان کیا تعلق ہے۔

7.5 ہندوستان کا آئین(Constitution of India)

نظام حکومت کے انجام دینے میں آئین کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔دنیا کے تقریباً ہر ملک میں کوئی نہ کوئی دستور نظام حکومت چلانے کے لئے قبول کر لیا ہے۔ہمارے ملک نے بھی کچھ ضابطے (قوانین) طئے کیے ہے جسے ہم 'آئین ہند' بھی کہتے ہیں۔ ہمارے ملک کا نظام حکومت اسی آئین ہند کے مطابق انجام پاتا ہے۔ اس میں شہریوں کے حقوق وفرائض،حکومتی اداروں کی تشکیل اوران کے اختیارات کی معلومات تفصیل مین دی گئی ہے۔

آزادی کے پہلے کے حالات اور آئین: ہندوستان کی آزادی سے پہلے کے دور میں انگریزوں نے ہندوستان کا قانون بنایا تھالیکن آزادی کے بعد ہندوستانی عوام اپنے ملک کے نظام حکومت کے لیے خودقوانین بنانا چاہتی تھی۔اس کے لیے 9دسمبر1946 میں مجلس آئین کی پہلی نشست ہوئی اور دستور سازی کا عمل شروع ہوا۔ڈاکٹر راجندر پرساد کومجلس کا صدر بنایا گیا۔اس مجلس میں 389 ممبران تھے۔مجلس آئین میں مشہور اور ماہر قانو داں،مہاراجاؤں اورنوابوں کی ریاست کے نمائندے اورعورتوں کی طرف سے نمائندے بھی شامل کیے گئے۔بہت ساری کمیٹی بنائی گئی جس میں آئین کا خاکہ تیار کرنے کے لیے سب سے اہم ڈرافٹنگ کمیٹی بھی بنائی گئی۔ڈرافٹنگ کمیٹی کے چیئر مین ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر تھے۔اس کمیٹی نے آئین کے خاص مسودہ کو تیار کیا۔مجلس آئین نے مکمل آئین 26 نومبر 1949ء کومنظور کیا اور یہ طئے کیا گیا کے 26 جنوری 1950 سے یہ آئین دستور نافذ کیا جائے گا۔

تمہید آئین ہند

ہم، ہند کی عوام نے، یہ پختہ عہد کیا ہے کی ہم ہند کی تشکیل ایک خودمختار، سماجوادی، سیکولر، عوامی جمہوریہ میں کریں اور اس کے تمام شہریوں کو فراہم کریں:

انصاف۔سماجی،معاشی اور سیاسی

آزادی۔خیال،اظہار،یقین،عقیدہ اور عبادت کی

مساوات۔حیثیت اور مواقع میں:۔اوران تمام کے درمیان فروغ کریں

جوفرد کے وقاراور ملک کے اتحاداور سالمیت کے ضمانت دیں

ہمارے آئین ساز مجلس میں نومبر 1949 کے 26ویں روز ہم اس آئین کو قبول اور نافذ کرتے ہیں اور خود کو یہ آئین عطاء کرتے ہیں۔

7.5.1 بنیادی حقوق:(Fundamental Rights)

شہریوں کے وہ حقوق جو آئین میں شامل ہیں 'بنیادی حقوق' کہلاتے ہیں حقوق انساں کی فلاح و بہودی کے لیے نہایت ضروری ہے انساں کی انفرادی ترقی کے لیے یہ بہت اہم ہے یہ حکومت کے اختیارات کو بھی محدود کرتا ہے۔حکومت کوئی بھی ایسا قانون نہیں بنا سکتی جس سے یہ بنیادی حقوق سلب کیے جا سکیں۔آئین ساز نے بنیادی حقوق کی حفاظت کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا ہے اس لیے آئین نے شہریوں کی بنیادی حقوق کی حفاظت کی ذمہ داری عدلیہ کو دیا ہے۔بنیادی حقوق جو آئین کی فہرست میں شامل ہیں اس کا تحفظ ضروری ہے۔یہ حقوق بنیادی اس لیے ہیں کیونکہ: آئین نے اسے الگ سے تیسرے حصے میں تحریر کیا ہے۔آئین کے ذریعہ حکومت پر پابندی عائد کردی گئی ہے کوئی بھی حکومت بنیادی حقوق پر حملہ نہیں کرسکتی آئین کے ذریعہ بنیادی حقوق کو تحفظ دیا گیا ہے اور اس کی گیارنٹی دی گئی ہے۔کوئی بھی حق تلفی کا شکار فرد عدالت میں مقدمہ دائر کرسکتا ہے۔حقوق آئین کا بنیادی ڈھانچہ ہے یہ تب ہی بدل سکتا ہے جب آئین پوری طرح تبدیل کیا جائے گا۔حقوق لامحدود نہیں ہیں: مناسب بھی کی گئی ہے حقوق کے استعمال کے طریقے واضح طور پر تحریر کردیے گئے ایک فرد یا جماعت کو اپنے اظہار خیال کا حق حاصل ہے۔آئین کے تیسرے حصے میں بنیادی حقوق سے مطابق جو دفعات لکھے گئے ہیں وہ چھ قسم کی ہے۔

1) مساوات کا حق(Right Against Equality-Article 14-18): مساوات اس کے تحت حکومت سماجی ،معاشی ،سیاسی مذہبی، خاندان ،ذات پات،جنس اور پیدائش کی جگہ کی بنیاد پر شہریوں سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کرسکتی۔اس میں قانون کی نظر میں مساوات، سرکاری ملازمت حاصل کرنے میں مساوی مواقع، چھوت اچھوت کا خاتمہ اور خطاب کا خاتمہ وغیرہ شامل ہیں۔ انگریزی حکومت میں انعامات کے طور پر خاص لوگوں کو خطابات سے نوازہ جاتا تھا جیسے رائے صاحب رائے بہادر دیوان صاحب خان۔خان بہادر وغیرہ اس طرح کے خطابات پر پابندی عائد کردی گئی ہیں جس کی وجہ سے لوگوں میں اعلی اور ادنہ کا جذبہ پیدا نہ ہو۔

2) آزادی کا حق(Right to Freedom Article 19-22): ۔آزادی کسی بھی فرد کی ہمہ جہتی ترقی کا ذریعہ ہے۔آزادی کا مطلب یہ نہیں ہیں کہ کوئی فرد اپنی مرضی سے جو چاہے وہ کرے ایسا نہیں ہیں۔آزادی کا مطلب ہیں کہ کوئی بھی شخص اپنی آزادی کا استعمال قانونی کے دائرے میں رہ کر کریں اور دوسروں کی آزادی پر کسی طرح کا کوئی اثر نہ پڑے۔

2 A) دفع-19(Article 19): ہندوستان کے آئین میں دفع 19 کے تحت شہریوں کو چھ (6) قسم کی آزادی کی ضمانت دی گئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہے۔

(i) تقریر اور اظہار خیال کی آزادی

(ii) بغیر ہتھیار کے ایک جگہ جمع ہونے کی آزادی

(iii) تنظیم یونین اور ادارے قائم کرنے کی آزادی

(iv) ہندوستان کے خطے میں آزادانہ سفر کرنے کی آزادی

(v) ہندوستان کے کسی بھی حصہ میں رہنے کی آزادی

(vi) کسی بھی پیشہ یا تجارت کرنے کی آزادی

2 B) جینے اور ذاتی آزادی کا حق:(Right to Life and Personal Liberty-Article 20 to 22)

ہندوستان کے آئین دفع 22-20 تک میں جینے اور آزادی کے حق کی بات کہی گئی ہے۔اس حق کے تحت کوئی بھی فرد عام انسانوں کی طرح اپنی زندگی کو جی سکتا ہے۔اس کے تحت کسی بھی انسان کو بغیر کسی جرم کے قید نہیں کیا جا سکتا ہے اگر قانون اُسے مجرم قرار دیتا ہے اور عدالت کے پاس پورے ثبوت موجود ہے تبھی کسی فرد کو قید کیا جا سکتا ہے۔جس انسان کو قید کیا جا رہا ہے یہ سزا دی جا رہی ہے تو اُس کا جرم بتانا ہوگا اور اُسے اپنے بچاؤ کا موقع دینا چاہیے جسے اگر وہ بے گناہ ہے تو خود کو بے گناہ ثابت کر سکے۔کسی بھی فرد کو ایک ہی جرم کے بدلے دوبارہ سزا نہیں دی جا سکتی اگر کسی فرد پر کسی جرم کا کوئی شک ہے تو ایسے شخص کو حکومت عارضی طور پر پوچھ تاچھ کے لیے روک سکتی ہے اس سے اُس کی آزادی پر کوئی حملہ نہیں ہوگا۔

دفع A-21 کے مطابق تعلیم کا حق آئین 2009 میں درج کیا گیا ہے جس کے مطابق 14-6 سال تک کے بچوں کے لیے پرائمری تعلیم لازمی اور مفت طور پر تعلیم حاصل کرنے کا قانون بنایا گیا۔تعلیم حاصل کرنا ہر بچہ کا حق ہے۔اس قانون کے عمل میں آنے کے بعد اب کوئی بچہ تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔

(3) استحصال کی مخالفت کا حق:(Right Against Exploitation Article 23 & 24)

آئین کا مقصد ہے کی انسان کی جان و مال اور آزادی محفوظ رہے۔اس لیے شہریوں کو استحصال کے مخالفت کرنے کا حق دیا گیا ہے دستور نے انسانوں کی خرید و فروخت، غلامی بندھوا مزدوری جیسے بُرے رواج کی ممانیت کے ساتھ ساتھ پابندی عائد کردی گئی ہے اس طرح 14 سال سے کم عمر کے بچہ کو کارخانوں، کھیتوں اور دوسرے خطرناک کاموں نہیں لگایا جا سکتا۔ان سے کام کرانے پر پابندی عائد کی گئی ہے جس کے نہ ماننے پر کام کرانے والے کو سزا ہو سکتی ہے 2006 میں اسی قانون کو اور وسعت دی گئی اور اب ہر قسم کی بچہ مزدوری کو قانونی جرم قرار دیا گیا ہے۔

(4 مذہبی آزادی کا حق:(Right to Freedom of Religion Article 25 -28)

ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے۔جس میں مختلف مذہب کے ماننے والے اور مختلف فرقوں کے لوگ آباد ہیں ہر شخص کو اپنے مذہب کے اصولوں پر چلنے اور عبادت کرنے کی آزادی ہے حکومت کا کوئی اپنا مذہب نہیں ہے اور اُس نے سبھی مذہبوں کو برابری کا حق دیا ہے۔اور اُسے شہریوں کا ذاتی مسلہ قرار دیا ہے کوئی بھی شہری کسی بھی مذہب کو ماننے کا حق رکھتا ہے۔ ہر ایک مذہب کو اپنا ادارہ کھولنے اور تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہے۔وہ اپنی مذہبی جائزات جیسے مسجد، مندر، گرجا گھر، گرودوارا، مدرسہ، خانقاہ، قبرستان مذہبی تعلیمی ادارے وغیرہ کے لیے زمین حاصل کر سکتے اور قائم کر سکتے ہیں۔لیکن حکومت اُن کے مالی امداد وخرچ کا حساب لے سکتی ہے۔شہریوں کو تمام مذہبی آزادی حاصل ہے لیکن مذہب کے نام پر ہونے والے غیر انسانی رسم و رواج غلط طریقے اندھے عقائد پر حکومت پابندی عائد کر سکتی ہے۔

5) تہذیبی اور تعلیمی حق:(Cultural & Educational Right Article 29 & 30)

ہمارے ملک میں مختلف مذہب کے ماننے والے اور فرقوں کے لوگ موجود ہے مختلف زبانیں اور بولیاں بولی جاتی ہے جس کی وجہ سے ہندوستان میں مختلف ثقافتی یک جہتی پائی جاتی ہے۔آئین نے شہریوں کو تہذیبی اور تعلیمی حقوق دیئے ہیں تا کہ اپنی تہذیبی اور ثقافتی روایت کو قائم رکھ سکے اور اپنی مخصوص زبانوں کو ترقی دے سکے۔اقلیتوں کو اپنی زبان تہذیب اور اپنی رسم ورواج کی حفاظت کرنے اور انھیں فروغ دینے کا حق دیا گیا ہے اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اقلیتوں کو اپنی زبان کے تعلیمی ادارے قائم کرنے کا حق بھی حاصل ہے حکومت ان کو منظوری اور مالی امداد دینے میں حکومت مذہب کی بنیاد پر فرق نہیں کرے گی۔

6) آئین میں اصلاح کا حق:(Right to Constitutional Remedies Article 32)

بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے یہ بڑا اہم طریقہ ہے سپریم کورٹ یا کوئی بھی ہائی کورٹ میں جا کر عرض کرسکتا ہے۔اور بنیادی حقوق کو تقویت پہنچانے کے لیے اصلاحی مشورہ دے سکتا ہے اور اُس پر نظر ثانی کے لیے عدالت میں گزارش کرسکتا ہے اگر دستور میں درج شہریوں کے حقوق پامال ہورہے ہوں یا اُس کے اس حق سے انکار کیا جارہا ہو تو شہریوں کو عدالت سے یا انصاف مانگنے کا حق حاصل ہے۔عدالت کی طرف سے بنیادی حقوق کی حفاظت کے لیے جو فرمان جاری کیا جاتا ہے اُسے (Right) کہتے ہیں۔

7.5.2 بنیادی فرائض:(Fundamental Duties)

جس طرح بنیادی حقوق شہریوں کو حاصل ہے ٹھیک اُسی کے ساتھ ساتھ بنیادی فرائض بھی ہیں۔ بنیادی حقوق اور بنیادی فرائض دونوں ایک ہی اہمیت کے حامل ہے۔فرائض کے اہمیت بتانے اور اُس کے مطابق شہریوں میں بیداری پیدا کرنے کے لیے 42 ویں ترمیم 1976 کے ذریعہ 1976 میں ہندوستان کے دستور میں دس بنیادی فرائض کو شامل کیا گیا ہے تا کہ شہریوں کو اپنے ملک کے تئیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا رہے۔ہندوستانی شہریوں کے بنیادی فرائض درج ذیل ہیں۔

ہندوستانی شہریوں کے بنیاد فرائض

1) آئین کی اطاعت میں رہیں اور اُس کے نظریہ ادارے،قومی پرچم اور قومی ترانے کی عزت کریں۔

2) اُن عظیم نظریات کی جن سے ہماری قومی جدوجہد آزادی متاثر رہی انھیں تسلیم کریں اور اُن کی فرمانبرداری کریں۔

3) ہند کی خودمختاری اتحاد اور سالمیت کو برقرار مانیں اور ان کی حفاظت کریں۔

4) جب کبھی لازم ہو ملک کی حفاظت کریں اور قومی خدمت فراہم کریں۔

5) مذہبی،زبانی،علاقائی یا علیحدہ تفریق سے اوپر اُٹھ کر ہند کی تمام عوام کے درمیان ہم آہنگی اور مشترکہ جذبہ کو فروغ کریں۔اور اُن رسوم کی تردید کریں جو عورتوں کی عظمت کے مخالف ہو۔

6) ہماری کثیر وراثت اور اجتماعی ثقافت کی قدر کریں اور ان انھیں محفوظ رکھیں۔

7) ہمارے قدرتی ماحول،جنگلات،جھلیں،دریا اور جنگلی حیوانات کی حفاظت کریں اور انھیں بہتر بنائے اور جاندار مخلوق سے ہمدردی رکھیں۔

8) سائنسی جذبات،انسانیت اور تحقیقی اور اصلاحی جذبات کا قیام کریں۔

9) عوامی املاک کا تحفظ کریں،تشدد کو ترک کریں۔

10) تمام انفرادی اوراجتماعی سرگرمیوں میں بہترین ثابت ہونے کے لیے محنت کش رہیں، تا کہ ملک مسلسل امور اور کامیابی کے اعلیٰ درجات پر ابھرتا رہے۔

82 ویں ترمیم کے ذریعہ 2002 میں ہندوستان کے دستور میں ایک اور بنیادی فرائض کو شامل کیا گیا ہے تا کہ والدین اور گارجین کو اپنے بچوں کی تعلیم کے تئیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرایا جاسکے۔

11) والدین یا سرپرست اپنی ٦ سے ١٤ سال کی درمیانی عمر کے خود کے یا زیرنگرانی بچوں کے لیے (جیسا معاملہ ہو) مفت اور لازمی ابتدائی تعلیمی مواقع فراہم کریں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) دستور ہند میں فراہم کردہ بنیادی حقوق کے بارے میں لکھئے؟

(2) علم سیاسیات کے جدید نقطہ نظر کی وضاحت کیجئے؟

7.6 حکومت کے اجزاء Organs of Government:

ہندوستان میں وفاقی طرز حکومت کو اختیار کیا گیا ہے اس لیے یہاں دوہری حکمت کا طریقہ رائج ہے ایک مرکزی حکومت اور دوسری صوبائی حکومت ہندستان میں حکومتی کام کو انجام دینے کے لیے حکومتی ادارے قائم کیے گئے ہے۔ وہ ادارے جو پورے ملک کے لیے انتظامی ذمہ داری پوری کرنے اور قوانین بنانے کا کام کرتا ہے مرکزی حکومت کہتے ہے اس طرح اپنے صوبہ یا ریاست کی انتظامی ذمہ داری پوری کرنے والی حکومت کو ریاستی حکومت کہتے ہے ہندوستان میں پارلیمانی طرز حکومت ہے۔ اس کی مجلس مقنّنہ اور مجلس عاملہ/ انتظامیہ دونوں ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں اور حکومت کی یہ دونوں شاخیں ایک دوسرے سے منسلک ہوتی ہیں۔

مرکزی حکومت تین حصوں پر مشتمل ہے۔

1) مجلس مقنّنہ/ قانون ساز ادارے(Legislative)

2) مجلس عاملہ/ انتظامیہ(Executive)

3) عدلیہ(Judiciary)

7.6.1 مجلس مقنّنہ/ قانون ساز ادارے(Legislative):

مرکزی حکومت کی مجلس مقنّنہ کو سنسد یا پارلیمنٹ کہتے ہے۔ اس کی تشکیل صدر جمہوریہ لوک سبھا اور راجیہ سبھا سے ملکر ہوتی ہے۔ ہندوستان کی پارلیمنٹ دوہرے گھر والی ہے ایک راجیہ سبھا جس کو اپر ہائس (Upper House) اور دوسرا لوک سبھا جس کو لوور (Lower House) کہتے ہے۔ صدر جمہوریہ کسی بھی ہاؤس ممبر نہیں ہوتا ہے لیکن وہ مجلس کا خاص حصہ ہوتا ہے جب تک بل پر صدر جمہوریہ کی دستخط نہیں ہوگا وہ بل قانون نہیں مانا جائیگا وہ مجلس مقنّنہ کی سبھا کو بلاتا ہے اور حکم جاری کرتا ہے۔

7.6.1.1 لوک سبھا(Lok Sabaha):

لوک سبھا پورے ملک کے عوام کی نمائندگی کرنے والا ہاؤس ہے۔ جس سے لور ہاؤس کہتے ہیں۔ لوک سبھا کی میعاد پانچ سال کی ہوتی ہے اور ہر پانچ سال پر نیا الیکشن ہوتا ہے اور نئی لوک سبھا کی تشکیل ہوتی ہے۔ لیکن کسی خاص وجوہات کی بنیاد پر ایسی بھی ممکن ہوسکتا ہے کی الیکشن پانچ سال کے وقت پورا ہونے سے پہلے بھی ائمرجنسی کی حالت میں لوک سبھا کی میعاد کو ایک سال کے لیے بڑھایا جاسکتا ہے لیکن ایمرجنسی کے ختم ہونے کے 6 مہینے کے اندر الیکشن کا ہونا ضروری

ہے 18 سال اوراس سے زائد عمر والے ہندوستانی شہری براہ راست خوفیہ طور پر دیے گئے ووٹوں کے ذریعہ لوک سبھا کے ممبر کو منتخب کرتے ہے۔لوک سبھا کے ارکان کی تعداد زیادہ سے زیادہ 550 مقرر کی گئی ہے ہمارے ملک کے تمام طبقات کی نمائندگی دینے کی غرض سے درج فہرست جماعتوں کے لیے نشستیں مخصوص ہیں اگر صدر جمہوریہ محسوس کرے کی لوک سبھا میں انگلوانڈین فرقہ کو نمائندگی نہیں ملی ہے تو وہ اس فرقہ کے دولوگوں کو ممبر آف پارلیمنٹ کے طور پر نام زد کرسکتا ہے ایسی صورت میں لوک سبھا ممبران کی زیادہ سے زیادہ تعداد 552 ہوسکتی ہے۔

لوک سبھا کا الیکشن لڑنے کے لیے نمبر کو ہندوستان کا شہری ہونا چاہیے، اُسکی عمر 25 سال ہونی چاہیے اور پارلیمنٹ کے قانون کے مطابق اُس کے اندر ولیاقت موجود ہونی چاہیے۔ پارلیمنٹ نے کچھ فیصلے طئے کیے ہیں جس کی بنیاد پر کسی شخص کو نا اہل قرار دیا جاسکتا ہے۔وہ درج ذیل ہیں۔

- وہ اگر مرکزی حکومت یہ صوبائی حکومت میں کسی منافا بخش عہدے پر کام کرتا ہے۔
- اگر وہ ذہنی طور پر بیمار یا پاگل ہے۔
- اگر وہ دیوالیا ہو چکا ہو۔
- اگر وہ ہندوستان کا شہری نہ ہوں۔
- اگر وہ پارلیمنٹ کے کسی قانون کے مطابق نہیں ہے۔

لوک سبھا کا سپیکر(Speaker of Lok Sabha):

لوک سبھا کے لیے چنے گئے ممبران اپنے میں سے کسی ایک کا انتخاب اسپیکر کے طور پر کرتے ہے اسپیکر لوک سبھا کی صدارت کرتا ہے۔لوک سبھا کی پہلی میٹنگ میں دو اسپیکر چنے جاتے ہیں۔لوک سبھا میں ہونے والی بحث سوالات جوابات اور رائے شماری عمل میں لانے کی ذمہ داری اسپیکر پر ہوتی ہے۔لوک سبھا تحلیل ہونے پر اسپیکر کا عہدہ خود بہ خود ختم ہوجاتا ہے۔اگر اسپیکر خود استعفا دے دیں یا اُس کا انتقال ہوجائے یا لوک سبھا میں اکثریت اُس کو ہٹانے کا مطالبہ کرے تو اسپیکر کے عہدے میں ردوبدل ہوسکتا ہے۔

اسپیکر کے خلاف عدم اعتماد مطالبہ کے لیے کم سے کم 14 دن پہلے نوٹس جاری کیا جاتا ہے جب یہ مطالبہ زیر غور ہوتا ہے تو اُس وقت نہ وہ صدارت کرسکتا ہے نہ بحث ومباحثہ میں حصہ لے سکتا ہے۔

لوک سبھا کے اختیار اور فرائض: لوک سبھا عوام کی نمائندگی کرنے والا ہاؤس ہے اُسکی ذمہ داریاں حسب ذیل ہے۔

1) قانون سازی کے فرائض: عوامی کی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے قوانین بنانا لوک سبھا کا سب سے اہم کام ہے ایسے نئے قوانین بنانے کے ابتدائی خاکے کو قانون کا مسودہ(Bill) کہتے ہے۔لوک سبھا کے تمام اراکین اس تجاویز والے مسودہ پر بحث کرتے ہے۔اکثریت اس کے حق میں ہو تو اُسے منظوری دی جاتی ہے اور حق میں نہ ہونے کی صورت میں اُسے نامنظور کیا جاتا ہے۔دستور میں ترمیم کا حق لوک سبھا کو حاصل ہے اس لیے دستور میں ترمیم کی تجویز لوک سبھا میں پیش کی جاسکتی ہے۔

2) مالیاتی ذمہ داری: ملک کی مالیات پر لوک سبھا کا کنٹرول ہوتا ہے کوئی بھی مالیاتی بل سب سے پہلے لوک سبھا میں پیش کیا جاتا ہے۔لوک سبھا کی منظوری کے بغیر حکومت کسی مد میں بھی کوئی خرچ نہیں کرسکتی۔حکومت اپنا اخراجات کے لیے سالانہ تخمینہ یا بجٹ تیار کرتی ہے۔اس بجٹ کو لوک سبھا کی منظوری کا حاصل ہونا ضروری ہے۔

3) کابینہ پر کنٹرول: کابینہ کے ممبران لوک سبھا کے سامنے ذمہ دار ہوتے ہیں۔کابینہ اُس وقت تک اختیار میں رہ سکتی ہے۔جب تک اُسے لوک سبھا کا اعتماد حاصل رہتا ہے۔اگر لوک سبھا کثرت رائے سے کابینہ کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد منظور کرتی ہے تو کابینہ کو استفا دینا پڑتا ہے۔وزراء کو لوک سبھا کے ارکین کے پوچھے گئے سوالوں کا اطمینان بخش جواب دینا پڑتا ہے۔

7.6.1.2 راجیہ سبھا(Rajya Sabha):

پارلیمنٹ کے دوسرے ہاؤس کو راجیہ سبھا کہتے ہے۔اسے اپر ہاؤس بھی کہتے ہے۔اس کے ممبران ریاستی حکومتوں اور یونین ٹیریٹوری سے چن کر آتے ہیں اوراُن کی نمائندگی کرتے ہیں۔یونین ٹیریٹوری(Union Territory) اُسے کہتے ہے جس کا کنٹرول سیدھا مرکزی حکومت کے ہاتھوں میں ہوتا ہے راجیہ سبھا کے اراکین کی تعداد 250 ہوتی ہے۔اُن میں 238 اراکین ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں (Union Territory) کے نمائندے ہوتے ہے۔ ہر ریاست کے راجیہ سبھا کے نمائندوں کیتعداد کا انحصاراُس ریاست کی آبادی پر ہوتا ہے۔ان ممبران کے علاوہ 12 اراکین کوصدر جمہوریہنامزدکرتا ہے۔یہ 12 افرادفنون لطیفہ سائنس،علم وادب اورسماجی خدمت میں خصوصی مہارات یا تجربہ رکھنے والےشہریوں میں سے نامزدکیا جاتا ہے۔

راجیہ سبھا ایک مستقبل ہاؤس ہے وہ ہاؤس کبھی بھی برخاصت نہیں ہوتا۔ ہر دو سال بعد راجیہ سبھا کے کل ممبران کی تعداد کے ایک تیہائی (1/3) ممبران ریٹائیر ہوتے ہے۔اوراتنی ہی تعادمیں اُن خالی نشتوں پر نئے ممبران منتخب ہوتا ہے۔اس طرح راجیہ سبھا کے ہر ممبران یا رکن کی رکنیت کی مدت 6 سال ہوتی ہے۔

راجیہ سبھا کی رکنیت کے لیے اُمیدوار یا نمائندگی کا ہندوستان کا شہری ہونا ہے اوراُس کی عمر 30 سال سے کم نہیں ہونی چاہیے۔پارلیمنٹ کے ذریعہ طئے شدہ اہلیت کو پورا کرتا ہو۔راجیہ سبھا کی کاروائی اسپیکر کے زیرِ نگرانی انجام پاتی ہے۔ہندوستان کا نائب صدراپنے عہدے کی بنیاد پرراجیہ سبھا کا اسپیکر ہوتا ہے۔لوک سبھا کے لیے جو پارلیمنٹ کے ذریعہ نہ اہلیت کا قانون بنایا گیا ہے وہی راجیہ سبھا پر بھی رائج ہوتا ہے۔

چیرمین راجیہ سبھا: نائب صدر، راجیہ سبھا کا Ex-officio chairman ہوتا ہے۔نائب صدرکاممبر نہیں ہوتا ہےلیکن وہ شخص جو ہندوستان کا نائب صدر بنتا ہے وہ خود بہ خود راجیہ سبھا کا چیرمین بن جاتا ہے۔نائب صدرکا الیکشن لوک سبھااورراجیہ سبھا کے ممبران کے ووٹ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

نائب صدرکی معیاد پانچ سال کی ہوتی ہےلیکن میعاد کے پورے ہونے سے پہلے بھی وہ مندرجہ باتوں کا سامنا کرسکتا ہے۔

- وہ اپنے استعفا صدر کے پاس جمع کرسکتا ہے۔
- انتقال ہونے پر یہ جگہ خالی ہوسکتی ہے۔
- راجیہ سبھااورلوک سبھاک اکثریت ووٹ کے ذریعےاُسے ہٹایا جاسکتا ہے۔

راجیہ سبھا کے فرائض: لوک سبھا کی طرح ہی راجیہ سبھا کو قانونی مسودہ یا بل پر بحث کرنے اورمسودہ یا تجاویز پیش کرنے کا اختیار ہے۔لوک سبھا کی طرح ہی کوئی بھی مسودہ یا بل راجیہ سبھا کی منظوری کے بعد ہی قانونی شکل اختیار کری ہے راجیہ سبھا کے اراکین وزراء سے سوالات کرسکتا ہے۔اُن کی کاروائیوں یا پالیسوں پرتنقید کرسکتا ہے۔راجیہ سبھا کےاراکین عوام کے براہ راست منتخب شدہ نہیں ہوتا اس لیےکوئی بھی مالیاتی بل پہلے راجیہ سبھا میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔لوک سبھا ہی کی طرح راجیہ سبھا کو بھی دستور میں ترمیم کا حق حاصل ہے۔راجیہ سبھا کی وجہہ سے ریاستی حکومتوں کوقومی سطح پرنمائندگی ملتی ہے جس کی وجہہ سے ریاستی حکومتیں اپنے یکساں مفادت کاتحفظ کرسکتی ہیں۔

7.6.1.3 صوبہ(State)

صوبائی مجلس مقنّنہ(قانون سازادارہ):(State Legislature): جس طرح مرکزی حکومت میں مجلس مقنّنہ ہوتی ہے ٹھیک اُسی طرح ریاستوں یا صوبوں میں صوبائی مجلس مقنّنہ ہوتی ہے۔جسے لوار ہاؤس کہتے ہے۔جس کی تشکیل عوام کے نمائندگی کے ذریعہ ہوتی ہے۔صوبہ کو چناوی حلقہ میں تقسیم کردیا جاتا ہے اورایک نمائندہ ایک حلقہ سے چن لیا جاتے ہے کسی بھی اسمبلی میں تعداد 500 سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے اور 60 سے کم نہیں ہونی چاہئے میزورم اور گواہ کے لیے خاص سہولت ہے۔اُن کے پاس صرف 40 ممبراسمبلی الیکشن کے ذریعہ چنے جاتے ہیں اورایک انگلوانڈین ممبر سے گوارنر کے ذریعہ چنا جاتا ہے۔

صوبہ کے مجلس مقنّنہ کے لور ہاوس یعنی ویدھان سبھا(Vidhan Sabha) کی معیاد، اہلیت الیکشن اور سپیکر وغیرہ کے لیے وہی سب باتیں ہونا ضروری ہے جو لوک سبھا کے لیے ہے۔

مرکزی حکومت میں مجلس مقنّنہ کے دو ہاوس (لوک سبھا اور راجیہ سبھا) ہوتے ہیں جبکہ صوبائی حکومتوں میں (بہار، جموں کشمیر، کرناٹک، مہاراشٹر اور اتر پردیش وغیرہ) جن میں دو ہاؤس (ویدھان سبھا اور ویدھان پریشد) ہیں۔

دوسرے چیمبر: (ویدھان پریشد) کی تشکیل(Formation of Second Chamber-Vidhan Parishad)

مندرجہ بالا صوبوں میں دو ہاؤس ہیں اگر کوئی صوبہ دوسرے چیمبر/ ہاوس (ویدھان پریشد) کی تشکیل کرنا چاہتا ہے۔ یا ختم کرنا چاہتا ہے تو بغیر کسی آئین ترمیم کے کر سکتے ہیں اگر کوئی صوبہ اکثریت سے اس بات کو پاس کردے کی ہمیں ویدھان پریشد تشکیل دینا ہے یا موجودہ ویدھان پریشد کو ختم کرنا ہے تو پارلیمنٹ میں معمولی ووٹ کے ذریعہ بھی اُسے منظوری مل سکتی ہے۔

ویدھان پریشد: صوبے کی مجلس مقنّنہ کے اپر ہاؤس یعنی ویدھان پریشد کی معیاد، اہلیت وغیرہ کے لیے وہی سب باتیں ہونا ضروری ہے جو راجیہ سبھا کے لیے ہے۔ ویدھان پریشد میں کچھ ممبر الیکشن کے ذریعہ چنے جاتے ہیں اور کچھ ممبر گورنر کے ذریعے چنے جاتے ہیں۔ الیکشن دو طرح سے ہوتے ہیں کچھ سیدھے طور پر چنے جاتے ہے اور کچھ بلواسط چنے جاتے ہیں۔

1) 1/6 ممبر گورنر کے ذریعہ چنے جاتے ہیں وہ ممبر کی سفارش کرتا ہے جو آدب اور سماجی خدمات میں مہارت اور تجربہ رکھتا ہوں۔

2) 1/12 ممبر حلقہ کے رجسٹرڈ گریجویٹ کے ذریعہ چنے جاتے ہیں کم سے کم تین سال پہلے اُس نے گریجویٹ کیا ہو۔

3) 1/12 ممبر حلقہ کے تمام ٹیچرس کے ذریعہ چنے جاتے ہے جو تین سال سے ٹیچر کے عہدے پر کام کر رہے ہوں وہ ووٹ ڈال سکتے ہے۔

4) 1/3 ممبر MLA کے ذریعہ چنے جاتے ہیں ممبر کا خود MLA ہونا نہیں چاہیے۔

5) 1/3 ممبر مقامی خودمختاری حکومت کے ذریعہ چنے جاتے ہیں جیسے میونسپلٹی ، میونسپل کارپوریشن اور ضلع پریشد یہ الیکشن بلواسطہ ہوتا ہے۔

7.6.2 مجلس عاملہ/ انتظامیہ (Executive):

مرکزی حکومت کی مجلس عاملہ میں صدر جمہوریہ، وزیراعظم اور اُس کی کابینہ کے ممبران شامل رہتے ہے۔

7.6.2.1 صدر جمہوریہ(President):

صدر جمہوریہ ملک کا آئین سربراہ ہوتا ہے۔ وہ ہندوستان کا پہلا شہری ہوتا ہے عاملہ کا اختیار صدر کے پاس ہوتا ہے۔ پورے ملک کا کام کاج صدر کے نام سے انجام پاتا ہے یہ دیکھنا صدر کی ذمہ داری ہے کہ ملک کے انتظا حکومت دستور کے مطابق انجام پار ہا ہے یا نہیں عہدہ قبول کرتے وقت صدر دستور کے تحفظ کا عہد کرتا ہے۔ صدر کا انتخاب بلاواسطہ طریقہ سے ہوتا ہے لوک سبھا، راجیہ سبھا اور ریاستی حکومتوں کی ویدھان سبھا کے تمام ممبران کے ذریعہ صدر جمہوریہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

صدر کے لیے جو اہلیت آئین میں دی گئی ہے اُس کے مطابق وہ ہندوستان کا شہری ہو۔ اُس کی عمر 35 سال پوری ہو چکی ہو وہ ہندوستان کے کسی فائدہ والے عہدے پر نہ ہو۔ پارلیمنٹ کے قائدے اور شرائط کے مطابق اہلیت رکھتا ہو۔ وہ کسی بھی مرکزی ہاؤس (لوک سبھا اور راجیہ سبھا) اور صوبائی ہاؤس (ویدھان سبھا اور ویدھان پریشد) کا ممبر نہ ہو صدر کی میعاد عام طور پر پانچ سال ہوتی ہے لیکن وہ دوبارہ الیکشن میں کھڑا ہو سکتا ہے پارلیمنٹ کے کسی بھی ہاؤس میں صدر کو ہٹانے کے لیے کاروائی شروع کی جاسکتی ہے۔ صدر کو عہدے سے ہٹانے کے عمل کو Impeachement کہتے ہے Impeachement کے طریقہ درج ذیل ہیں۔

- اگر صدر نے آئین کے خلاف کوئی کام کیا ہے تب ہی اُس کو ہٹانے کی کاروائی کو پیش کیا جاسکتا ہے۔
- یہ کام پارلیمنٹ کے کسی ایک ہاؤس میں کیا جائیگا۔
- دوسرا ہاؤس لگائے گئے الزام کی چھان بین کریگا۔
- اس معاملہ کو اٹھانے سے 16 دن پہلے صدر کو نوٹس دینا ہوگا۔
- جو بھی الزام لگائے گئے ہے اُس پر ہاؤس کے 1/4 ممبران کے دستخط ہونا چاہیے۔
- دوسرے ہاؤس کے ذریعہ کی جانے والی چھان بین کے سلسلے میں صدر کو اپنے بچاؤ کا حق حاصل ہے۔
- چھان بین کرنے والے ہاؤس کے 2/3 ممبران کا ووٹ اُس چھان بین کے حق میں ملنا چاہیے۔
- دونوں ہاؤس میں جب صدر پر الزام ثابت ہوجائیگا تو اُس کے آفس کو منجمد کردیا جائیگا۔

اب تک کسی بھی صدر کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوا ہے۔

صدر جمہوریہ کے اختیارات اور فرائض: وزیر اعظم اور اُس کی کابینہ کے مشورے سے مرکزی حکومت کے عہدے داروں کا تقرر صدر جمہوریہ ہی کرتا ہے۔صدر مجلس عاملہ/ انتظامیہ کا اعجازی سربراہ ہوتا ہے اور اُس کے اختیار بھی اعجازی ہوتا ہے۔آئین کے ذریعہ سارے عاملانہ اختیارات صدر کے پاس ہیں لیکن صدر اُس اختیارات کا استعمال وزیر اعظم اور وزراء کونسل کے مشورے سے کرتا ہے ہندوستان میں مرکزی حکومت کے ذریعہ چلائے جانے والے خطے (Union Territory of India) صدر کے ماتحت ہوتے ہے وزیر اعظم اور دیگر وزراء، گورنر، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور ہائی کورٹ کے جج مختلف ممالک کے لیے صفیر تین فوجوں کے کامنڈران چیف، الیکشن کمیشن کا سربراہ، پلاننگ کمیشن کے صدر وغیرہ کا تقرر صدر ہی کرتا ہے۔

صدر جمہوریہ کو فوجی اختیارات ہیں جس کے تحت وہ تینوں فوجوں کا سربراہ ہوتا ہے اسی طرح عدالتی اختیارات ہے جس کے تحت وہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس، ججوں اور ہائی کورٹ کے ججوں کی تقرر کرتا ہے اور کسی سزایافتہ کی سزا کو انسانیت کی بنیاد پر اگر وہ مناسب سمجھتا ہے تو معاف کرسکتا ہے۔ڈپلومٹیک اختیار کے بنا پر صدر دیگر ممالک میں اپنے صفیر اور بات چیت کرنے کے لیے افسران کا تقرر کرتا ہے۔دوسرے ملکوں کے صفیر اور اُس کے افسران کو اپنے ملک میں بحال کرنے اور سفارت خانہ کھولنے کی اجازت دینے کا اختیار ہے۔اسی طرح سے دوسرے جمہوریہ کو راجیہ سبھا میں 12 ممبران جو کی سائنس، ادب، فنون اور سماجی خدمات کی مہارین ہے کو منتخب کرنے قومی صوبائی اور مالی ایمرجنسی نافذ کرنے کا اختیار ہے۔

جب پارلیمنٹ میں کوئی بل منظور کرلیا جاتا ہے تو اُسے صدر کی منظوری کے لیے بھیجا جاتا ہے۔صدر جمہوریہ کی دستخط کے بعد ہی کوئی بل قانون کی شکل اختیار کرتا ہے۔اگر پارلیمنٹ کا اجلاس جاری نہ ہو اور فوری طور پر قانون بنانے کی ضرورت محسوس ہو تو صدر (Ordinanace) جاری کرسکتا ہے۔وہ (Ordinanace) قانون کی طرح ہی اہم ہوتا ہے اس کے علاوہ ہنگامی حالات میں ملک کی بہتری کے نقطہ نظر سے صدر جمہوریہ کو کچھ خاص اختیار بھی حاصل ہے۔صدر کے اس اختیار کو ایمرجنسی نافذ کرنے کا ااختیار کہتے ہے۔صدر جمہوریہ کی غیر موجودگی میں نائب صدر جمہوریہ اُس کے فرائض کو انجام دیتا ہے۔ پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤس کے ممبران کے ذریعہ نائب صدر کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

7.6.2.2 نائب صدر جمہوریہ (Vice-President):

جس طرح سے ہندوستان میں ایک صدر ہوتا ہے ٹھیک اُسی طرح سے ہندوستان میں ایک نائب صدر بھی ہوتا ہے اگر صدر کا آفس خالی رہتا ہے۔تو اُس کے آفس کی ذمہ داری نائب صدر پر ہوتی ہے وہ صدر کے سارے کام انجام دیتا ہے۔اگر صدر اور نائب صدر دونوں غیر حاضر ہو تو اُس کے کام کی ذمہ داری سپریم کورٹ کی چیف جسٹس کو دیکھنا پڑتی ہے۔نائب صدر کی معیاد عام طور پر پانچ سال ہوتی ہے۔نائب صدر کا الیکشن رازداری بیلٹ پیپر کے ذریعہ ہوتا ہے۔

لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ممبر ہی ووٹ میں حصہ لے سکتے ہیں۔صوبائی اسمبلی نائب صدر کے الیکشن میں حصہ نہیں لیتی۔تناسب کے حساب سے ووٹ کی گنتی کی جاتی ہے۔

نائب صدر جمہوریہ کے اختیارات اور فرائض: نائب صدر راجیہ سبھا کا Ex-Officio Chairman ہوتا ہے اور راجیہ سبھا کے کام کاج کو دیکھتا ہے۔اور یہ اُس کا خاص کام ہوتا ہے۔جب کسی وجہہ سے صدر کا آفس خالی ہو جاتا ہے تو نائب صدر اُس کے آفس کے کام کی ذمہ داری سنبھالتا ہے۔یہ ملک کے اہم جلسے وغیر کی صدارات کرتا ہے۔

7.6.2.3 وزیر اعظم:(Prime Minister)

ملک کی حکومت کی اصل ذمہ داری وزیر اعظم اور اُس کی کابینہ کے ممبران کی ہوتی ہے۔ویز راعظم کو عوام کے ذریعہ سیدھے طور پر الیکشن کے ذریعہ چنا جاتا ہے۔وہ لوک سبھا کا ممبر چنا جاتا ہے اور وہ پارٹی کا لیڈر رہوتا ہے۔لوک سبھا میں جس سیاسی پارٹی کی اکثریت ہوتی ہے اُس پارٹی کے لیڈر کا صدر جمہوریہ کے ذریعہ وزیر اعظم کے عہدے پر انتخاب کیا جاتا ہے۔اُس کے بعد وزیر اعظم کے مشورے سے وزراء کی تقرری صدر کے ہاتھوں کی جاتی ہے۔وزرا کی کونسل لوک سبھا کے سامنے ذمہ دار ہے۔گر ایسا شخص جو نہ تو لوک سبھا کا ممبر ہے اور نہ ہی راجیہ سبھا کا ممبر ہے اور اُس وزیر بنا دیا گیا ہے تو اُسے 6 مہینے کے اندر الیکشن جیت کر لوک سبھا کی رکنیت حاصل کرنا ہوگا ورنہ استعفی (Resignation) دینا پڑیگا۔

وزیر کانسل کی تشکیل:(Composition of the Council of Ministers) اس کا ڈھانچہ تین طریقہ کا ہوتا ہے۔

1) وزراء کابینہ (Cabinet Minister) یہ وزراء بڑے ہی سینئر اور تجربہ کار ہوتے ہیں۔منصوبہ سازی کے معاملہ میں یہ وزراء پوری طرح ذمہ دار ہیں۔یہ اپنی وزرات کا سیاسی سربراہ ہوتے ہیں۔

2) ویز مملکت (State Minister) یہ کابینہ وزیر کے معاوین ہوتا ہے اور کبھی کبھی مکمل طور پر محکمہ کی ذمہ داری بھی دی جاتی ہے۔

3) نائب وزیر (Deputy Minister): یہ سنیر وزیر کی مدد کرتا ہے اور مختلف محکمہ کے مختلف کاموں کو نپٹنے میں مددگار ہوتا ہے۔

وزراء کی تعداد (Number of Ministers): آئین ترمیم 2003 کے مطابق وزراء کی تعداد وزیر اعظم کو بھی شامل کر کے لوک سبھا کی کل تعداد کا 15% سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

ملی۔جُلی وزرات (Coilliation Ministry) جب کوئی ایک پارٹی کو اکثریت حاصل نہیں ہوتی ہے تب دو یا دو سے زیادہ پارٹی مل۔جُلی کر سرکار بناتی ہے جسے ملی جُلی سرکار بھی کہتے ہے مختلف پارٹیوں کے عام نظریات کی بنیاد پر ایک سمجھوتا ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے سے ملکر حکومت سازی کا کام کرتے ہے۔

وزیر اعظم کے اختیارت اور فرض: وزیر اعظم اپنی کابینہ کا سربراہ ہوا ہے وہی کابینہ کا ممبران کا انتخاب کرتا ہے۔انھیں عہدے تقسیم کرتا ہے اور وہی تمام محکموں کے کام کاج میں ربط اور تال میل پیدا کرتا ہے۔وزیر اعظم ہی اپنی کابینہ کے اجلاس کی صدارات کرتا ہے وہ صدر اور کابینہ کے درمیان کڑی کا کام کرتا ہے۔کابینہ کے فیصلوں کے قوانین بنانے سے متعلق نئی تجویزوں کی معلومات سے صدر جمہوریہ کو آگاہ کرنا بھی وزیر اعظم کا ملک کی خارجہ پالیسی بنانے میں وزیر اعظم کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔وزیر اعظم Ex-officio Chairman برائے پلاننگ کمیشن اور قومی ترقیاتی کانسل (Planning Commission and National Deveopment Council) ہوتا ہے۔

کابینہ کے ممبر اوران کے فرائض: ملک کو درپیش مسائل حل کرنے کے لیے قانون بنانے اور عوام اور ملک کی ترقی کے لیے منصوبہ بنانے،معاشی، سماجی،تعلیمی،خارجی ودیگر پالیسی تیار کرنا،سالانہ بجٹ تیار کرنا،دوسرے ملکوں سے سیاسی،فوجی اور تجارتی تعلقات کام کرنا نئے قانون بنانے کی تجاویز تیار کرنا

اور پارلیمنٹ سے اُن سب کے لیے منظوری حاصل کرنا وغیرہ کابینہ ممبران کے فرائض ہیں۔کابینہ کے تمام وزیر کابینہ میں لیے گئے فیصلوں کے پابند ہوتے ہیں۔ وزیراعظم کا استعفٰی کابینہ کے تمام ممبران کا استعفٰی مانا جاتا ہے۔

7.6.2.4 صوبائی مجلس عاملہ (State Executive):

ہندوستان میں صوبائی حکومت کے لیے الگ سے آئین نہیں بنایا گیا ہے۔سبھی صبوں کے لیے (جموں اور کشمیر کو چھوڑ کر) ایک ہی آئین ہے تو کام بھی تمام صوبوں کے لیے ایک جیسے ہیں۔صوبائی سطح پر حکومت کا سربراہ ہے ایک گورنر اور دوسرے وزیراعلیٰ گورنر صوبے کے لیے سربراہ ہے اور وزیراعلیٰ صوبائی حکومت کا سربراہ ہے۔جیسا کی مرکزی حکومت پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہے اُسی طرح صوبائی حکومت جواب دہ ہے صوبائی مجلس مقنّنہ کے سامنے مرکزی حکومت وزیراعظم اور وزراء کانسل کے ذریعہ چلتی ہے۔ٹھیک اُسی طرح صوبائی حکومت وزیراعلیٰ اور وزراء کونسل کے ذریعہ چلتی ہے۔مرکزی حکومت کی طرح صوبے میں بھی وزیر اور نائب وزیر ہوتے ہیں۔

7.2.8.5 گورنر (Governor):

گورنر صوبہ کا سربراہ ہوتا ہے۔اُس کی تقرری صدر کرتا ہے۔گورنر کی تقرری صدر جمہوریہ کرتا ہے۔صدر ہی اُس کا تبادلہ کرتا ہے اور صدر معطل کر سکتا ہے۔صدر اپنے اس اختیارات کا استعمال وزراء کے مشورے سے کرتا ہے۔گورنر کو اُس صوبے کا نہیں ہونا چاہیے۔جہاں اُسے تقرر کیا جانا ہے۔اُسے کسی پارٹی کا نہیں ہونا چاہیے اور سیاست شامل نہیں ہونا چاہیے۔گورنر کے عہدے کے لیے اہلیت ہے کی فرد کو ہندوستان کا شہری ہونا چاہیے۔اُس کی عمر 35 سال پوری ہونی چاہیے۔کسی منافع کے عہدے پر نہیں ہونا چاہیے۔مرکزی یا صوبائی مجلس مقنّنہ کا ممبر نہیں ہونا چاہیے اس کی میعاد پانچ سال ہوتی ہے لیکن کسی اہم وجوہات کی وجہہ سے اُس وقت سے پہلے بھی ہٹایا جا سکتا ہے صدر اُسے معطل کر سکتا ہے کوئی بھی گورنر صدر کی رضامندی سے آفس میں بیٹھنے کا حق دار ہوتا ہے۔

گورنر کے اختیارات فرائض: گورنر کا عہدہ بھی صدر کی طرح اعجازی ہوتا ہے اُس کے پاس کچھ خاص اور محدود اختیارت ہوتے ہیں۔بہت مختصر سے دائر میں اُسے انفرادی طور پر فیصلہ لینے کا اختیار رہوتا ہے۔گورنر کو دوہرا رول ادا کرنا پڑتا ہے۔ایک صوبے کا سربراہ ہونے کے طور پر اور دوسرے مرکزی حکومت کر نمائندہ ہونے کے طور پر وہ وزیراعلیٰ اور وزراء کونسل کا تقرر کرتا ہے۔اُس کے علاوہ اعلیٰ عہدے پر افسران کی تقرر کرتا ہے جیسے ایڈوکیٹ جنرل اور صوبائی پبلک سروس کمیشن وغیرہ جیسے صوبہ میں ودھان پریشد ہے۔وہاں اُسے صوبے میں ودھان پریشد کے لیے 1/6 ممبران فنون، سائنس، ادب اور سماجی خدمت سے جڑے لوگوں کو منتخب کرنے کا اختیار رہوتا ہے۔وہ ہائی کورٹ کے جج کی تقرری نہیں کر سکتا ہے کیونکہ یہ اختیار صدر کو ہوتا ہے لیکن اس کے لیے صدر گورنر سے مشورے ضروری لیتا ہے۔وہ مجلس منقہ کے بھی کچھ کاموں کو انجام دیتا ہے جیسا مجلس مقنّنہ کو میٹنگ بلانا اور تحلیل کرنا، الیکشن کے بعد اسمبلی کے پہلے اجلاس کو خطاب کرنا، بلوں کو منظوری دینا کچھ مخصوص حالات میں کسی مجرم کی سزا کو کم کرنے کا اختیار، حالات کی بنیاد پر صدر راج نافذ کرنے میں ویٹو پاور کا استعمال وغیرہ کاموں کو انجام دیتا ہے۔

7.6.2.6 وزیراعلیٰ اور وزراء کونسل (Chief Minister and Council Minister):

وزیراعلیٰ اکثریت پارٹی کا لیڈر رہوتا ہے جو بہت سے وزیر کو چنتا ہے جو ودھان سبھا کا ممبر ہوتا ہے جو عوامی ووٹ کے ذریعے چنا جاتا ہے۔وزیراعلیٰ کی تقرر گورنر کے ذریعے کی جاتی ہے اور دیگر وزراء کی تقرری وزیراعلیٰ کے مشورے سے گورنر کرتا ہے۔کسی بھی صوبے میں وزیراعلیٰ اور وزراء کونسل ہی حقیقی عاملہ ہے اور صوبائی طاقت کا مرکز ہے جو صوبے کی تمام پالیسی کو تیار کرتا ہے اور صوبے کے اندر نافذ کرتا ہے۔ویز راعلیٰ اکثریت والی پارٹی کا لیڈر رہوتا ہے اور وزیر چنتا ہے۔وزیراعلیٰ اور وزراء کونسل کی تقرر اور تشکیل کا طریقہ ویسا ہی ہے جیسے مرکزی حکومت میں وزیراعظم اور اُس کی وزراء کونسل کا ہوتا ہے۔

اجتماعی ذمہ داری(Collective Responsibility): وزیراعلیٰ اور وزیراء کانسل اجتماعی طور پر اسمبلی کے سامنے ذمہ دار ہیں ٹھیک ویسا ہی جیسا مرکزی وزیراعظم اور وزیر کونسل کی ذمہ داری ہوتی ہے۔صوبہ میں کسی پارٹی کو اکثریت حاصل نہیں ہوتی ہے تو ملی جلی حکومت کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

(1) دستور میں پیش کردہ صدر جمہوریہ کے مقام پر نوٹ لکھئے؟

(2) لوک سبھا کی تشکیل پر نوٹ لکھئے؟

7.7 عدلیہ(Judiciary):

مجلس مقنّنہ قانون بناتی ہے مجلس عاملہ اُس پر عمل کرتی ہے اور عدلیہ اُس پر نگرانی کرتی ہے قانون بنانا ہی کافی نہیں بلکہ اُس کو نافذ کرنا اور اُس کی نگرانی کرنا اور قانون توڑنے والے کو سزا دینا قانون کی تشہیر کرنا بھی ضروری ہے۔ عدالت حکومت کے قانون کی تشہیر کرتی ہے۔ عدالت بہت سارے اتفاقی معاملات سے متعلق فیصلہ کرتی ہے۔عدالت یہ بھی دیکھتی ہے کی حکومت کا کوئی بھی ادارہ اپنے اختیار کا غلط استعمال تو نہیں کر رہا ہے، کہیں آئین کی خلاف ورزی تو نہیں ہورہی ہے۔ ہندوستان میں سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور اُن کی ماتحت عدالتیں ایک دوسرے سے جوڑی ہوئی ہے۔عدلیہ کے اس نظام میں سپریم کورٹ کا سب سے اونچا مقام حاصل ہے۔ سپریم کورٹ نئی دہلی میں واقع ہے۔ سپریم کورٹ میں ایک چیف جسٹس اور 25 دیگر ماتحت جج ہوتا ہے جن کا تقرر صدر جمہوریہ کرتا ہے۔ ہندوستان میں جتنے بھی کورٹ ہے وہ سب سپریم کورٹ کے زیر نگراں ہے۔

7.7.1 سپریم کورٹ :

دستور میں درج شدہ بنیادی حقوق کی تحفظ کی ذمہ داری سپریم کورٹ کی ہے بنیادی حقوق سے محروم کیا گیا شہری براہ راست سپریم کورٹ سے انصاف طلب کرسکتا ہے۔ ہندوستان کی مختلف ریاستوں کے درمیان پیدا ہونے والے جھگڑوں وتنازات کو طئے کرنے کی ذمہ داری سپریم کورٹ کی ہے۔اسی طرح مرکزی حکومت کے درمیان کوئی تنازات یا مقدمہ ہو تو اُس کا فیصلہ بھی سپریم کورٹ کرتی ہے۔ پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین اگر دستور کی دفعات سے ٹکراتے ہوں تو سپریم کورٹ اُن قوانین کو غیر دستوری قانون قرار دیکر رد کرسکتی ہے۔اس طرح سپریم کورٹ ہمارے دستور کی حفاظت بھی کرتی ہے۔

ماتحت عدالت کے ذریعہ کیا گیا کوئی بھی فیصلہ کسی شہری کے لیے اگر ناقبل قبول ہو تو سپریم کورٹ سے انصاف طلب کرسکتا ہے۔ سپریم کورٹ ماتحت عدالتوں کے لیے گئے فیصلوں پر غور کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

سپریم کورٹ کے جج کے تقرر کے لیے اہلیت ہے کی فرد ہندوستان کا شہری ہو، ہائی کورٹ میں کم سے کم پانچ سال جج کے عہدے پر کام کیا ہو۔ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں دس سال ایڈوکیٹ رہا ہو، صدر کی نظر میں ایک مثالی قانون داں ہونا چاہیے۔سپریم کورٹ کے جج میں دیگر ججوں کی تقرر صدر کے ذریعے ہوتی ہے۔ جب سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں دیگر ججوں کی تقرر کرنی ہوتی تو صدر، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سے مشورے کرتا ہے۔آئین کے مطابق سپریم کورٹ کا جج 65 سال کی عمر تک اپنے عہدے پر بنا رہیگا۔لیکن کسی اہم وجوہات یا غلط سلوک یا صلاحیت میں کمی ثابت ہونے پر اُسے معطل بھی کیا جاسکتا ہے۔ سپریم کورٹ کے جج کی معطل کرنا ایک بڑا پیچیدہ کام ہے۔صدر کے حکم کے مطابق جج کو معطل کیا جاسکتا ہے۔لیکن اُس کی کاروائی پارلیمنٹ کے ہاؤس کے ذریعہ کی جاتی ہے۔کل ممبران کی تعداد کا 2/3 ووٹ اگر اُس کے خلاف دیا گیا ہے اور یہ resolution دونوں ہاؤس میں پاس ہونا چاہیے اور یہ بات پہلے ثابت ہونا چاہیے کی جج نے کوئی غلط عمل کیا ہے یا اُس کی صلاحیت میں کمی واقع ہوا ہے۔ دفع (4)124 کے تحت اُس کی چھان بین ہونی چاہیے اور یہ بات پورے طور پر ثابت ہوجائے کی جج نے غلط سلوک کیا ہے اور اُس کی ذہنی صلاحیت کم ہے تب ہی پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤس میں اُس کے خلاف میں ووٹ ڈالے جائیں گے اور اگر 2/3 ووٹ اُس کے خلاف جاتے ہیں تو صدر کو بھیج دیا جائیگا اور صدر اُس کو معطل کردیگا۔

جج کی معطلی کا طریقہ بڑا لمبا اور مشکل ہے۔اس وجہہ سے جج کو ایک تحفظ ملتا ہے اور وہ کسی بڑے افسر یا وزیر کے دباؤ میں نہیں رہتا اور اُس کو کوئی بھی ذاتی مفاد کی بنیاد پر آسانی سے ہٹا نہیں سکتا۔عدلیہ ایک آزاد محکمہ ہے۔عدلیہ اور حکومت کے درمیان ایک توازن قائم رہتا ہے۔عدلیہ کی آزادی اور اُس کے اختیارات پر کوئی آنچ نہیں آنے پاتا۔

سپریم کورٹ کا اختیاری علاقہ (Jurisdiction of Supreme Court)

ہندوستانی سپریم کورٹ کا اختیاری علاقہ بڑا وسیع ہے۔سپریم کورٹ کے فیصلہ کو ہندوستان کی تمام عدالت کو ماننا پڑتا ہے۔اُس کے فیصلوں پر کوئی دوسری عدالت تنقید نہیں کرسکتی یا ماننے سے انکار نہیں کرسکتی۔مندرجہ ذیل سے اس کے اختیارات اور کام کا پتہ چلتا ہے۔

1) دفع 131 کے تحت بارہ راست سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے۔

2) دفع 132 کے تحت ہائی کورٹ کو فیصلہ اگر کسی کو قبول نہیں ہے تو وہ سپریم کورٹ جانے کے لیے درخواست کرسکتا ہے۔لیکن اُسے ہائی کورٹ سے پہلے ایک سند لینا پڑیگا کی وہ مقدمہ اپیل کے لائق ہے یا نہیں۔

3) دفع 143 کے تحت صدر جمہوریہ،ضرورت پڑنے پر سپریم کورٹ سے قانونی صلاح لیتا ہے۔

4) اگر کسی شہری کے بنیادی حقوق پر کسی طرح کا حملہ ہوا ہے تو وہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں انصاف کے لئے رٹ (Writs) دائر کرسکتا ہے

5) سپریم کورٹ دستاویزات کو ریکارڈ کے طور پر رکھتی ہے اس عدالت میں جتنے بھی مقدموں کا حل نکل گیا ہے وہ تمام فائل ریکارڈ میں رکھ لی جاتی ہیں۔ سپریم کورٹ کے تمام فیصلے بڑے اہم ہوتے ہے یہ فائل ایک ثبوت کے طور پر سامنے لائی جاتی ہے اگر مستقبل میں ایک ہی جیسا مقدمہ دائر ہوتا ہے تو عدالت کی نافرمانی کرنے پر سپریم کورٹ کو سزا دینے کا اختیار ہے۔

6) سپریم کورٹ۔ہائی کورٹ اور معاون کورٹ کا نگران کار ہوتا ہے۔وہ صرف نظم و نسق ہی کو نہیں دیکھتا ہے اُن عدالتون کے ذریعہ کئے گئے فیصلوں کی بھی نگرانی کرتا ہے۔

7.7.2 ہائی کورٹ (High Court):

صوبے میں ایک ہائی کورٹ اور معاون کورٹ کا نظام قائم ہے۔تمام صوبوں میں ایک ہائی کورٹ ہوتا ہے آئین میں دفعہ 214 میں اُسے درج کیا گیا ہے پارلیمنٹ اگر چاہے تو ایک ہائی کورٹ ایک سے زیادہ صوبہ اور یونین ٹیریٹری کے لیے ہوسکتا ہے۔فی الحال ہمارے ملک ہندوستان میں 21 ہائی کورٹ قائم ہیں۔ہر ایک ہائی کورٹ میں ایک چیف جسٹس اور اُس کے معاون جج ہوتا ہے۔تمام جج صدر کے ذریعہ بحال کئے جاتے ہیں۔صدر چیف جسٹس کی تقرر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور صوبہ کے گورنر کے مشورے سے کرتا ہے دیگر ججوں کی تقرری کے لیے صدر جمہوریہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے بھی صلاح لیتا ہے جو اُسی صوبہ کے ہائی کورٹ کا ہونا چاہیے۔

ہائی کورٹ کے جج کے لیے اہلیت ہے کہ فرد ہندوستان کا شہری ہو۔ہندوستان کے کسی بھی عدالت میں کم سے کم 10 سال جج کی حیثیت سے کام کر چکا ہو۔یا وہ ہائی کورٹ میں کم سے کم 10 سال ایڈوکیٹ رہا ہو۔کسی بھی ہائی کورٹ کے جج کا ریٹائرمنٹ 62 سال میں ہوتا ہے۔لیکن اُس سے پہلے بھی وہ صدر کو استعفہ دے سکتا ہے یا اُسے معطل کیا جاسکتا ہے۔اُس کی معطلی کا طریقہ بھی وہی ہے جو سپریم کورٹ کے جج کی معطلی کا طریقہ ہے۔ایک جج کو دوسرے ہائی کورٹ میں تبادلہ کیا جاسکتا ہے۔اس کے لیے صدر کو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سے مشورے لینا پڑتا ہے ہائی کورٹ صوبہ کے خطے کے اندر تک ہی کام کرتا ہے اور اپنے اختیار کا استعمال کرتا ہے۔

7.7.3 ماتحت عدالتوں کی تشکیل(Composition of Subordinate Courts):

تمام صوبوں میں ہائی کورٹ کے ماتحت معاون کورٹ قائم ہے۔تمام صوبہ نظام ونسق کے نقطہ نظر سے بہت سے ضلعوں میں تقسیم ہوتا ہے اور ہر ایک ضلع میں تین طرح کے کورٹ قائم کیا جاتا ہے۔جس پر ہائی کورٹ کا کنٹرول اور نگرانی قائم رہتی ہے۔

1) سیول کورٹ(Civil Court)

2) فوج داری کورٹ(Criminal Court)

3) ریونیو کورٹ (Revenue Court)

سیول کورٹ(Civil Court): سیول کورٹ میں ضلع جج کی تقرری کی جاتا ہے اس کے لیے گورنر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے صلاح و مشورے کرتا ہے ضلع جج کا اصل دائرعمل ہے۔اپیل کی سنوائی کرنا۔یہ دیوانی معاملہ جیسے جائدات کا معاملہ شادی اور طلاق کا معاملہ، دیوالیا اور نابالغ بچوں کی سرپرستی کے معاملہ وغیرہ مقدموں کی سنوائی کرتا ہے وہ معاون جج اور منصف عدالت کے فیصلوں کے خلاف اپیل کو بھی قبول کرتا ہے اُس کے بھی تین درجہ ہے فرسٹ کلاس، سیکنڈ کلاس اور تھرڈ کلاس مجسٹرس کورٹ۔

فوج داری کورٹ(Criminal Court):

اس کورٹ میں مار پیٹ لڑائی، جھگڑے، قتل، چوری، ڈکیت، وغیرہ جیسے مقدموں کی سنوائی ہوتی ہے۔اُسے فوج داری یا سیشن کورٹ کہتے ہیں۔ اُس کے بھی تین درجہ ہے فرسٹ کلاس، سیکنڈ کلاس اور تھرڈ کلاس مجسٹرس کورٹ۔

ریونیو کورٹ/محصول کورٹ(Revenue Court): ہر ایک ضلع میں محصول عدالت ہوتی ہے اس میں جو سب سے نچلی عدالت سمجھا جاتا ہے وہ ہے تحصیلدار کی عدالت۔اُس کو اختیار دیا جاتا ہے کی وہ زمین و جائداد کے ٹیکس کی وصولی کا کام کریں اور اُس سے مطابق دیگر معاملات کی نگرانی کرے اور فیصلہ کرے۔اس کے علاوہ لوک عدالت (Lok Adalat)، گراہک کی عدالت (Consumer Court) بچوں کی عدالت(Juvenile Court) وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال نمبر 1 بنیادی حقوق سے کیا سمجھتے ہیں دستور میں ہندوستان کے شہری کو کون۔کون سے بنیادی حقوق حاصل ہیں؟

سوال نمبر 2 بنیادی فرائض سے کیا سمجھتے ہیں آئین میں درج بنیادی فرائض میں سے چند فرائض کو تحریر کریں؟

سوال نمبر 3 مجلس مقننہ سے کیا مراد ہیں اور اسکے افعال کو تحریر کریں؟

سوال نمبر 4 مجلس عاملہ سے کیا سمجھتے ہیں اور اسکے افعال کو مختصر میں تحریر کریں؟

سوال نمبر 5 عدلیہ کے کام کو بتایئے اور سپریم کورٹ دستور میں درج شدہ بنیادی حقوق کی تحفظ کیسے کرتا ہے؟

7.8 معاشیات کے معنیٰ وتعارف:(Meaning and Introduction of Economics)

معاشیات انگریزی لفظ Economics کا اردو ترجمہ ہے۔معاشیات میں سماج میں متعلق انسان کے معاشی سرگرمیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔اس میں سماجی حقائق اور واقعات کا منطقی مطالعہ اور تجربہ کیا جاتا ہے۔معاشیات دراصل Greek کے الفاظ Oikos اور Nemein سے اخذ کیا گیا ہے۔جس کا معنی گھر کا انتظام کرنے کے ہیں۔دوسرے لفظوں میں اس کے معنی گھر کے انتظام کا سائنس، انسان کی زندگی میں مختلف ضروریات ہوتی ہے۔وہ تمام ضروریات ایک دوسرے انسانوں کی ضرورتوں سے وابستہ ہوتی ہیں۔یہ واقعات دولت حاصل کرنے اور دولت کے استعمال کرنے والے انسانی اعمال سے وابستہ ہوتے ہیں۔

جدید معاشیات کی ابیدا 1976ء میں ایڈم اسمتھ کی کتاب Wealth of Nation کی اشاعت سے ہوئی ہے۔اس سائنس کے وجود کے وقت اس کو ریاستی معاشیات یا ساسی معاشیات کے نام سے جانا جاتا تھا۔لگ بھگ ایک صدی تک یہ نام چلتا رہا۔1980ء میں پروفیسر مارشل نے اپنی مشہور کتاب Principles of Economic شائع کی۔اس کے بعد اس علم کا نام معاشیات کے اصول ہوگیا۔آج عالم گیریت کے دور میں معاشیات کی جگہ پر معاشی تجربہ کا استعمال کیا جانے لگا ہے۔Applied Economics نام بھی موجودہ دور میں کافی مشہور ہے۔معاشیات میں دولت کے حصول اور حاصل شدہ دولت سے ضرورتوں کی تکمیل کے مطالعے کے طور پر کیا جاتا ہے۔معاشیات دونوں قسم کے عمل کا مطالعہ کرتا ہے۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشیات ان اعمال کا مطالعہ ہے۔جن کے ذریعے ضرورتوں کی تکمیل ممکن ہے۔

7.8.1 معاشیات کی تعریف:(Definition of Economics)

معاشیات کی تعریف سے متعلق ماہرین کے درمیان کافی اختلاف ہے۔اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ جب انسان پیدا ہوا اس وقت سے لے کر اب تک معاشیات کا مسلسل نشو ونما ہو رہا ہے۔اس لیے معاشیات کی تعریف کو کسی ایک تعریف پر محدود نہیں رکھا جا سکتا ہے۔اس کے مختلف پہلوؤں سے متعلق تعریفوں کو ہم درج ذیل میں دے رہے ہیں۔

1۔ دولت سے متعلق تعریف

2۔ بہبودی سے متعلق تعریف

3۔ محدود ذرائع سے متعلق تعریف

4۔ عدم ضروریات سے متعلق تعریف

5۔ ترقی مرکوز تعریف

☆ قدیم ماہرین معاشیات نے معاشیات کو دولت کی سائنس بیان کرتے ہوئے تعارف پیش کیا ہے۔ایڈم اسمتھ کے مطابق معاشیات وہ مطالعہ ہے جو ملکی دولت کے شکل میں وجوہات کی کھوج کرتا ہے۔واکر کا ماننا ہے کہ ریاستی معاشیات یا معاشیات علم کے اس حصے کا نام ہے جس کا تعلق دولت سے ہے۔اس طرح دولت کا مطالعہ ریاست کے تعلق سے کیا گیا ہے۔اس کے ذریعہ انسان کے معاش کا تصور کیا گیا ہے۔

☆ بعد میں بہت سارے ماہرین معاشیات نے انسان کے فلاح و بہبودی کو ایک مقصد مانا ہے اور دولت کو ایک ذریعہ۔اس نظریہ کو ماننے والے پروفیسر مارشل کا کہنا ہے کہ معاشیات انسانی زندگی کی حسب معمول تجارتی مطالعہ ہے۔اس میں ذاتی اور سماجی عمل کے اس حصے کی جانچ کی جاتی ہے جس کا دنیاوی عیش وعشرت کے حصولیابی اور اس کے استعمال سے گہرا تعلق ہے۔اس طرح دولت کے بہ نسبت انسان کے بہبودی پر زور دیا گیا ہے۔اور معاشیات میں ذاتی، سماجی اور حصول معاش کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

یفس کا کہنا ہے کہ معاشیات طبیعاتی فلاح و بہبودی کی سائنس ہے اس طرح سے معاشیات عملی اور وسیع ہے جو کہ غیر معاشی سماج کا مطالعہ نہیں کرتا۔

☆ محدود ذرائع (Scarcity): سے متعلق تعریفیں ایک نیا نظریہ پیش کرتی ہیں۔پروفیسر رابنس کے مطابق معاشیات وہ سائنس ہے جس میں ممکن اور اختیاری طور پر استعمال کئے جانے والے ذرائع کے بیچ باہمی تعلق کی شکل میں انسانی برتاؤ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔اس طرح ضروریات لامحدود ہوتی ہیں اور اس کی حصولیابی کے ذرائع محدود ہوتے ہیں۔ذرائع کو مختلف شکلوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ عدم ضروریات (Want Lessness) سے متعلق پروفیسر مہتا کا ماننا ہے کہ خواہشوں سے نجات حاصل کرنے کی پریشانی کو معاشی مسائل کہتے ہیں۔خواہشوں کو کم کرنے سے ہی حقیقی خوشی ملتی ہے۔انہوں نے اس نظریے کی تعریف اس طرح کی ہے کہ معاشیات وہ سائنس ہے جو انسانی اخلاقیات کا عدم ضروریات کی حالت پر پہنچنے کے ذرائع کی شکل میں مطالعہ کرتا ہے۔

☆ موجودہ دور میں معاشیات کی تعریف نشوونما مرکوز کی جاتی ہے۔اب روزگار معاشی اور سماجی مسائل کا تانا بانا، بین الاقوامی معاشی ترقی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔آج ماہرین معاشیات کی ترقی کو مرکز مانتے ہیں جس سے اس نظریے کی ترقیاتی جذبات کے مظاہرے کا پتہ چلتا ہے۔معاشی نشوونما کا ایک وسیع تصور ہے یہ معاشی ضرورتوں،اشیاء،متحرک اداروں میں معیاری تبدیلی سے متعلق ہے۔ترقی میں نشوونما اور فرسودگی دونوں شامل ہیں۔

7.8.2 معاشیات کی نوعیت(Nature of Economics)

معاشیات کی نوعیت سے مراد یہ ہے کہ معاشیات فن ہے یا سائنس یا دونوں ہے،سائنس وہ ہے جس میں مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ قدرتی واقعات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔یہ مطالعہ بہت منظّم اصول وضوابط کے مطابق ہوتا ہے۔یہ اصول ایسے ہونے چاہیے جو نظریوں کی تشکیل کرے اور اصول صحیح اور عالمی طور پر تسلیم کئے جانے والا ہونا چاہیے۔فن کا مطلب ہوتا ہے کسی کام کو بہترین انداز میں انجام دینا۔سائنس نظریے کی نمائندگی کرتا ہے اور فن اس نظریے کو عمل میں لاتی ہے جو حقیقی اور مثالی دونوں طرح کی سائنس کو ملاتا ہے۔

کیا معاشیات ایک سائنس ہے؟(Is Economics a Science?)

کچھ ماہرین معاشیات کو سائنس مانتے ہیں کیونکہ معاشیات کی درجہ بندی ان کے اصولوں کے مطابق ان کا تجزیہ کر کے حقائق کو منظّم طریقے سے اکٹھا کر کے اس کی درجہ بندی کر کے اس کی تجزیہ کر کے اصول کی تشکیل کی جاتی ہے۔اس طرح نظریاتی طریقوں کا استعمال کر کے نظریات اور قانون کی تشکیل کی جاتی ہے اس میں وجوہات اور نتائج میں بحث ومباحثہ کی جاتی ہے اور عالمی اصولوں کو قائم کیا جاتا ہے۔

☆ کچھ ماہرین معاشیات اس کو سائنس نہیں مانتے ہیں کیونکہ اس میں کچھ بھی متعین نہیں ہے۔معاشیات مختلف حالات کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ معاشیات کے اعداد وشمار تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔اسی وجہ سے اس میں سائنس کی طرح اصول نہیں بن پاتے ہیں۔اس خلاصے کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ سائنسی طریقوں اور تجربوں کے نتائج کی بنیاد پر معاشیات کو سائنس کے درجہ میں رکھا جاسکتا ہے۔لیکن یہ ایک خالص سائنس نہیں ہے۔ یہ ایک حقیقی سائنس تو ہے کیونکہ یہ انسان کی معاشی سرگرمیوں کے وجوہات اور نتائج میں تعلق قائم کرتا ہے۔

کیا معاشیات ایک فن ہے؟(Is Economics a Art?)

فن ہمیشہ ایک متعین اصول کو بیان کرتی ہے اور مخصوص مسائل کے حل نکالتی ہے۔ جہاں سائنس نظریاتی ہوتا ہے وہیں فن ہمیشہ عملی ہوتا ہے۔اس طرح معاشیات ایک فن بھی ہے۔کیونکہ یہ ہمیں معاشی مسائل کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔موجودہ دور میں عملی معاشیات کی اہمیت اس کی فنی نوعیت کی وجہ سے بڑھتی ہے۔فنی نوعیت کی وجہ سے اس کی سائنسی نوعیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

معاشیات سائنس اور فن دونوں ہے:(Economics is Science and Art Both)

اس طرح معاشیات ایک سائنس بھی ہے۔اس میں اصول وضوابط پائے جاتا ہیں اور انسان کے اخلاق کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔جس کا تعلق مطابقت سے ہوتا ہے۔اگر چہ اس کے ساتھ ساتھ ایک فن بھی ہے۔کیونکہ یہ ہمیں عملی مسائل حل کرنے کا طریقہ بتاتی ہے۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشیات ، سائنس اور فن دونوں ہیں۔اسی وجہ سے پروفیسر کوسا نے کہا ہے’’سائنس کو فن اور سائنس کی ضرورت ہے۔یہ دونوں ایک دوسرے کے معاون۔

7.8.2 معاشیات کی وسعت (Scope of Economics)

معاشیات کی وسعت میں مختلف طرح کے علاقے شامل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

خورد معاشیات/(Micro Economis)

Micro لفظ گریک لفظ’’Mikros‘‘ سے اخذ کیا گیا ہے۔جس کے معنی خرد کے ہیں۔خرد معاشیات اس کے تحت انفرادیت اکائی کے تجزیہ سے

متعلق ہے یا مختلف صارفین (کنزیومر) فارم اور گروہی وانفرادی اکائیاں یا مختلف صنعتیں اور بازار آتے ہیں۔ مثلاً

☆ مطالبہ کا نظریہ۔

☆ تجارت کا نظریہ۔

☆ محنت کے لیے مطالبہ اور پیداوار کے دیگر عوامل

☆ فلاح و بہبودی کی معاشیات۔

اس طرح خورد معاشیات ایک مخصوص دائرہ کا مطالعہ ہے نہ کہ ایک ساتھ مجموعی طور پر مطالعہ۔ فرد معاشیات ایک انفرادی اکائی کے معاشیاتی عمل کا مطالعہ ہے۔

میا کرو معاشیات (Macro Economics)

میا کرو معاشیات پوری طرح سے معاشیات کی سرگرمیوں سے متعلق ہے اس کے دائرے میں کل آمدنی، روزگار، صرف کرنا اور سرمایہ کاری وغیرہ آتا ہے۔ اس کے موضوع مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ قومی آمدنی کی تشخیص

☆ قیمت

☆ روزگار

☆ خزانہ اور نقدی پالیسیوں کا کردار

☆ صرف اور سرمایہ کی تشخیص

☆ معاشی فروغ

بین الاقوامی معاشیاتی (International Economics)

آج کی کے جدید دنیا میں تمام ملکوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تجارت اور دیگر معاشی سرگرمیوں کی اہمیت کی معلومات ہے اس لیے آج بین الاقوامی معاشیات کی شب و روز اہمیت بڑھتی جارہی ہے۔

عوامی خزانہ (Public Finance)

معاشیات ایک شاخ ہے جو پوری طرح عوامی خزانہ یا معاشیاتی خزانہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ جو معیشت میں حکومت کے کردار کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس سے پہلے روایتی ماہرین معاشیات کھلی معیشت (Laisser Faire) کی وکالت کرتے تھے۔ جو معاشی مسائل میں حکومت کے کردار کو نہیں مانتے تھے۔

ترقی یافتہ معاشیات (Development Economics)

دوسری عالمی جنگ کے بعد بہت سے ملکوں کو آزادی کے بعد نو آبادیت حکمرانوں سے آزادی ملی۔ اس لیے معاشیات کو ایک نئی شروعات کی ضرورت تھی۔ جو ترقی اور فروغ کی طرف گامزن ہوں یہ شاخ ترقی یافتہ معاشیات کے طور پر ابھری۔

صحت مند معاشیات (Health Economics)

انسان کی نشوونما کے لیے معاشی ترقی میں نئے تصور اور عوامل کی ابتداء ہوئی۔ اس طرح صحت مند معاشیات جیسے نئے شاخ میں معاشیات نے اپنا مقام حاصل کیا۔ آج کے دور میں تعلیمی معاشیات بھی نئے شاخ کے طور پر معاشیات میں ابھری ہے۔

ماحولیاتی معاشیات(Environmental Economics)

معاشی ترقی کے رفتار میں قدرتی وسائل اور ماحولیاتی توازن کے ماحول میں تبدیلی رونما ہوتی ہے جس کی وجہ سے آج کے دور میں ماحولیات کی جانب سے ایک مخصوص چیلنج رہا ہے۔اسی وجوہات کی بنا ماحولیاتی معاشیات ایک مخصوص شاخ کے طور پر معاشیات میں ابھر کر سامنے آئی جو ایک مخصوص پائیدار ترقی Sustainable Development کی بات کرتی ہے۔

☆ مزدوری اور مہارت کی تقسیم Division of labour specialization

☆ معاشی ادارے Economics institutions

☆ معاشی نظام conomics systems

☆ ترغیب Incentive

☆ دولت Money

☆ مناسب قیمت Opportunity cost

☆ پیداواری وسائل Productivity resources

☆ بارآوری Productivity

☆ جائیداد کے حقوق Property rights

☆ کمی Scarcity

☆ ٹکنالوجی Technology

☆ تجارت اور آزادانہ باہمی لین دین Trade, exchange and interdependence

☆ معاشی ترقی Economic growth

☆ روزگار اور بیروزگاری Employment and unemployment

☆ مالی حکمت عملی Fiscal policy

مجموعی ملکی پیداوار G.D.P

☆ افراط زر Inflation

☆ مانٹری پالیسی اور فیڈرل پالیسی Monetary policy and federal policy

☆ حقیقی بمقابلہ نامزد Real v.s nominal

☆ مقابلہ اور بازار کی ساخت Competition and market structure

☆ صارفین رکنجیومر Consumers

☆ مطالبہ Demand

☆ لچکدار مطالبہ Elasticity of demand

☆ کاروباری افراط Entrepreneurs

- ☆ حکومت کی ناکامی/عوامی انتخاب کا تجزیہ Government failure/public Choice analysis
- ☆ آمدنی کی تقسیم Income distribution
- ☆ بازار کی ناکامی Market failure
- ☆ بازار اور قیمتیں Market and price
- ☆ بنانے والا/پیدا کرنے والا Producers
- ☆ منافع Profit
- ☆ حکومت کا کردار Role of government
- ☆ فراہمی (Supply
- ☆ تجارت اور ادائیگی کا توازن Balance of trade and balance of payment
- ☆ تجارت میں آنے والی رکاوٹیں Barriers to trade
- ☆ تجارت کے فوائد/مسابقتی فائدے Benefit of trade / comparative advantage
- ☆ معاشی ترقی Economics of development
- ☆ غیر ملکی کرنسی بازار/شرح مبادلہ Foreign currency market / exchange rates
- ☆ مرکب سود Compounds interest
- ☆ کریڈٹ Credit
- ☆ مالیاتی بازار Financial market
- ☆ انسانی سرمایہ Human capital
- ☆ بیمہ کاری Insurance
- ☆ دولت انتظامیہ بجٹ Money management budgeting
- ☆ خطرہ اور واپس Risk and return
- ☆ بچت اور سرمایہ کاری Saving and investing

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال نمبر 1 معاشیات کے معنی بتایئے اور اسکی چند اہم تعریفیں لکھیئے؟

سوال نمبر 2 معاشیات کی نوعیت اور وسعت کو مختصر میں واضح کیجئے؟

7.9 علم سیاسیات اور معاشیات کے تدریس کی حکمت کا تعارف

کسی بھی اہم طریقہ کار کے ساتھ جن مختلف تدریسی تکنیک کو استعمال کیا جاتا ہے انہیں تدریسی حکمت عملی کہتے ہیں۔ یہ تدریسی حکمت عملی تدریس کو متاثر اور جاندار بناتی ہیں۔ علم سیاسیات اور معاشیات کی تدریسی کے طریقوں کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ دونوں ہی مضمون سماجی اور معاشی اصول سے جڑے ہوئے ہیں۔ عام طور پر ان حکمت عملی کا استعمال آزادانہ طور پر نہیں ہوتا بلکہ کسی نہ کسی طریقہ کار کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح حکمت عملی یہ بتاتی ہے کہ معلم کیا کرتا ہے یا کیا کرنے والا ہے۔

☆ تدریسی منصوبہ بندی میں تدریس کے مقاصد کو خیال میں رکھتے ہوئے تدریسی طریقہ کار کا انتخاب کر کے پورے سبق کی تدریس کی تیاری کی جاتی ہے۔

☆ تدریسی منصوبہ بندی میں مواد سیکھنے کا تجربہ، طلباء کی سطح، دلچسپیوں، صلاحیتوں اور عمر وغیرہ کو خیال میں رکھا جاتا ہے۔

☆ تدریس منصوبہ بندی میں تدریس کو سائنس مانا جاتا ہے۔

☆ اس میں تصورات پر بھی توجہ دی جاتی ہے جس سے تدریس معیاری اور سائنسی بن سکے۔ منصوبی طریقوں کو منظم اور معیاری بنائی ہے۔

علم سیاسیات و معاشیات کی تدریس میں اس طرح کے سوالات پوچھے جانے چاہیے جو طلبہ کے ساتھ تجربات کی بنیاد پر ہو۔ اس طرح کے سوالات سابق معلومات کی جانچ کرتے ہیں۔ یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ سوال مضمون اور موجودہ تجربات سے متعلق ہوں اس طرح کے سوال چھوٹے اور واضح ہونے چاہیے۔ سوالوں کو پوچھنے میں زیادہ وقت نہیں لگنا چاہیے اور سوالات سلسلہ وار بھی ہونے چاہیے۔

ارتقائی سوالات (Developmentary Question)

علم سیاسیات و معاشیات کی تدریس میں اس طرح کے سوالوں کو طلبہ سے پوچھ کر سبق آگے بڑھایا جاتا ہے۔ ان سوالوں کی مدد سے طلبہ کے سامنے نئے معلومات کے ذریعہ سبق کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے سوالوں کے جواب کو سبق سے جوڑ کر تدریس کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔ اس طرح کے سوالوں کا انتخاب معلم پر منحصر کرتا ہے کہ وہ صحیح زبان اور مضمون کو جوڑتے ہوئے سلسلہ وار ڈھنگ سے سبق کو فروغ دے۔ مقامی کارکردگی کے نظام اور معاشی مسائل سے متعلق سوالوں کو اس درجہ بندی میں رکھ سکتے ہیں۔

نظریاتی سوالات (Theoretical Question)

علم سیاسیات و معاشیات تدریس میں اس طرح کے سوالوں کی بہت اہمیت ہے۔ یہ سوال زیادہ تر سماجی، معاشی اور سیاسی مسائل سے متعلق ہوتے ہیں۔ جس سے طلبہ کے ذہن کو باخبر اور محتاط بنایا جاتا ہے۔ جس میں وہ اپنے تجربات کی بنیاد پر مضمون کی فہم پیدا کرتے ہوئے متوازن طریقے سے سبق کا فروغ کرتے ہیں۔ بدعنوانی و سیاسی پارٹیوں کی کارکردگی سے متعلق سوالوں کو اس زمرے میں رکھا جاتا ہے۔

مسائلی سوالات (Examplary Question)

علم سیاسیات و معاشیاتی مضمون سے متعلق مسائل کو معلم کے ذریعے طلبہ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کا جواب طلبہ اپنی وفکر اور فہم سے دیتا ہے۔ اس طرح کے سوالوں کو مواد کی بنیاد پر پہلے سے ہی تیار کر کے پوچھا جا سکتا ہے۔ یہ سوال سبق کے آغاز اور بیچ میں یہ دونوں جگہ پر پوچھا جا سکتا ہے۔ اگر یہ سوال موجودہ مسائل سے جڑے ہوئے ہوں تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ طلبہ سوالوں سے اپنے آپ کو جڑا ہوا سمجھیں گے۔

اعادہ کا سوال (Recaptulatory Question)

اس طرح کے سوالوں کو پوچھے جانے کا مقصد سبق کے اہم نکات کا اعادہ اور طلبہ کو سبق سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ سبق کے بیچ میں بھی اس طرح کے سوالوں کو پوچھ کر طلبہ میں سیکھنے کے لیے تجسس پیدا کیا جا سکتا ہے۔

بحث ومباحثہ کا طریقہ (Discussion Method)

بحث ومباحثہ ایک متحرک طریقہ ہے جس میں سبھی طلبہ اپنے آپ کی شمولیت پاتے ہیں۔ یہ تدریس کی وہ تکنیک یا طریقہ ہے جس میں طلبہ اور معلم مل جل کر کسی موضوع یا مسائل پر گروہی ماحول میں تصورات کا لین دین کرتے ہیں۔ ہندوستان میں غربت کی وجہ سے ناخواندہ زندگی، بڑھتی آبادی، بدعنوانی کے وجوہات جیسے عنوان پر بحث ومباحثہ جاتا ہے۔ جس سے طلبہ میں تعاون، رواداری، تاثرات، منظم طریقے سے پیش کرنا، آزادانہ طور پر سیکھنے، مواد کا انتخاب کرنے اور اسے پیش کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے۔ بحث ومباحثہ کے طریقہ میں انتخاب کئے جانے والے مسائل معنی خیز اور تعلیمی اعتبار سے اہمیت ہونی چاہیے۔

سبھی طلبہ کو اس میں حصہ لینے کا موقع فراہم کرنا چاہیے۔ منطقی فیصلوں پر زور دینا چاہیے اور طلبہ کو خلاصہ اور آزادانہ فیصلہ لینے کے لیے تعاون کرنا چاہیے

منصوبائی طریقہ (Project Method)

منصوبہ کے واضح مقاصد ہوتے ہیں جس کی حصولیابی کے لیے اس کو پورا کیا جاتا ہے۔ اس کی اپنی تعلیمی اہمیت ہوتی ہے۔ علم سیاسیات اور معاشیات سے متعلق مسائل کو Project کے ذریعے آسانی سے پڑھا جاسکتا ہے۔ علم سیاسیات اور معاشیات سے مسائل جیسے میونسپل کے کام، انتخاب، غریبی کے معاشی وجوہات کے مضمون پر Project کے ذریعہ تدریس کی جاسکتی ہے۔ پروجیکٹ کا کام انفرادی اور گروہی طور پر دیا جاسکتا ہے۔ معاشیات اور علم سیاسیات میں دونوں طرح کے پروجیکٹ استعمال میں لائے جاسکتے ہیں۔ گڈ کا کہنا ہے کہ پروجیکٹ کسی عمل کی ایک ضروری اکائی ہے جس کی تعلیمی اہمیت ہوتی ہے۔ ادارتی صلاحیت کے لیے ایک یا ایک سے زیادہ واضح مقاصد کی حصولیابی پر زور دیا جاتا ہے اس میں مسائل کی تلاش اور حل شامل رہتا ہے۔ پروجیکٹ میں عام طور پر طبیعاتی ذرائع کا استعمال کیا جاتا ہے۔ معلم اور طلباء کے ذریعہ تصوراتی زندگی اور حقیقی زندگی سے اس کی منصوبہ بندی اور حل کیا جاتا ہے۔ پروجیکٹ سے تعاون، سوچنے، سمجھنے، معاشرے سے جڑے مختلف مضامین ہم آہنگی قائم کرنے، کام کرنے اور محنت کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اس میں طلبا اپنی صلاحیت دلچسپی اور قابلیت کے مطابق کرتے ہیں۔ اس میں رٹنے کی عادت سے آزادی ملتی ہے۔ اس طرح منطق اور اصول کی بنیاد پر مسائل کو حل کرنے کے لیے تجسس پیدا کیا گیا۔

تفویضی تکنیک (Assignment Technique)

علم سیاسیات و معاشیات کے مضمون سے متعلق کام دے کر طلبہ کو تدریسی عمل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ اس کا استعمال شروعات اور آخر دونوں میں کیا جاسکتا ہے۔ یہ عمل درسی کتابوں کی بنیاد پر بھی ہوسکتا ہے جو کہ طلبہ کی دلچسپی، صلاحیت اور ضروریات سے جڑا ہونا ضروری ہے۔ تفویض درسی کتب میں دئے گئے حقیقی کام کی بنیاد پر مبنی ہوتے ہیں۔ علم سیاسیات و معاشیات مضمون میں کسی کام کو روزانہ و موجودہ زندگی سے جوڑ کر اس میں دلچسپی پیدا کر کے طلبہ کو دیا جاسکتا ہے۔ علم سیاسیات و معاشیات میں طلبہ کو منصوبوں، مسائل، اکائیوں کی فہرست میں اپنی دلچسپی اور ضرورت کے مطابق انتخاب کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہیے۔ کسی بھی کام میں طلبہ کو غور و فکر کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ کام ایسا ہونا چاہیے جس سے طلبہ کو غور و فکر کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ آج آئی سی ٹی کے دور میں کئی طرح کے تخلیقی کام طلبہ کو دیئے جاسکتے ہیں۔ اس طرح علم سیاسیات اور معاشیات مضمون کے تدریس کو دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔

ڈرامہ کاری (Dramatization)

علم سیاسیات اور معاشیات کے مضمون سے متعلق موضوع پر طلباء ڈرامہ کے ذریعہ کسی بھی مضمون کو پڑھایا جاسکتا ہے۔ یہ کر کے سیکھنے کو اہمیت دیتی ہے اس سے طلبہ میں تعاون اور سماجی فہم پیدا ہوتی ہے۔ اس میں طلبہ سرگرم رہتے ہیں اور اس میں خود اعتمادی بھی آتی ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے اور بولنے کی فن میں مہارت حاصل کرتا ہے۔ ڈرامہ میں طلبہ مختلف کردار نبھاتے ہیں۔ کردار کا موضوع آسان اور واضح ہونا چاہیے پہلے سے منصوبہ بند ہو تو بہت اچھا رہے گا۔ معلم کی رہنمائی اس میں بہت ضروری ہے۔ معلم اس طریقے کا استعمال کر کے طلبہ سے مختلف موضوع جیسے پارلیمانی کارروائی، عدلیہ، انتخابی عمل بازار اور دیہی مسائل جیسے مضمون پر ڈرامہ کے ذریعہ آسان طریقے سے کیا جاسکتا ہے۔

مشاہدہ (Observation)

مشاہدہ سیکھنے کا ایک تجرباتی عمل ہے جس میں انسان پوری زندگی سیکھتا ہے۔ مشاہدہ سیکھنے کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں طلبہ سرگرم ہو کر کسی نئی یا حقیقت کا پتہ لگا سکتا ہے۔ جو طلباء مشاہدے کے ذریعہ علم حاصل کرتا ہے اس کا علم حقیقی واضح اور مستقل ہوتا ہے۔ علم سیاسیات و معاشیات کے دونوں سے متعلق موضوعات کے مشاہدہ، فیصلہ، غور و فکر، خود فہمی، آزادانہ اظہار کرنے کو فروغ ملتا ہے۔ معلم کو مشاہدہ کرتے وقت طلبا کی رہنمائی کرنا چاہیے۔ طلبا کی ذہنی سطح اور دلچسپی کا خیال رکھنا چاہیے۔ مشاہدہ کرنے کے لیے انتخاب کئے ہوئے حالات طلبہ کی زندگی سے متعلق ہونی چاہیے۔ معلم کو بذات خود بھی مشاہدہ سے متعلق

موضوعات، انتخاب کرنے کا تجربہ ہونا چاہیے۔مشاہدہ کرنے کے بعد معلم کو اچھی طرح سے طلباء کا تعین قدر کروانا چاہیے۔اس کے پہلے خود بھی مضمون کی گہرائی اور تفصیل غور وفکر کرنی چاہیے۔علم سیاسیات اور معاشیات میں مشاہدے کے لیے بہت مواقع فراہم ہوتے ہیں۔ بینک کا انتظام بازار کا نظام، گھر بنانا، میونسپل کی اجلاس اور گرام پنچایت کے کاموں جیسے مضمون کا مشاہداتی طریقے سے تدریس کی جاتی ہے۔

مثالی تکنیک (Illustration Technique)

تدریسی عمل میں اس تکنیک بھی بہت اہمیت ہے۔علم سیاسیات اور معاشیات کے مضمون سے متعلق۔اس کا استعمال اچھی طرح کیا جاسکتا ہے۔سماجی سائنس کے مضمون میں اس کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے۔مثالوں سے مضمون کو دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔جس سے طلبہ کی توجہ بھی مضمون کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ذہنی نشوونما بھی ہوتی ہے۔طلبہ کو زبانی، مظاہراتی، مثالوں سے سمجھایا جاسکتا ہے۔اس کا مقصد مثالوں کے ذریعے مشکل موضوع کو واضح کرنا۔مضمون کو زندگی سے جوڑنا اور طلبہ کے تصورات کو فروغ دینا ہے۔

مشقی تکنیک (Drill Technique)

یہ مشق پر مبنی ہے کہ طلبہ کس حقیقت کی کتنی بار مشق کرلے گا۔وہ جتنی بار مشق کرے گا حقائق اتنا ہی اس کے ذہن نشین ہوجائیں گے۔اس طرح مشق سے طلبہ مضمون کا بار بار جائزہ لیتا ہے۔علم سیاسیات اور معاشیات۔مضمون سے متعلق موضوعات بھی اہم مشق کے ذریعے کسی شکل عنوان کو پڑھا سکتے ہیں۔طلبہ میں عادت واطوار کی تعمیر، مہارتوں کی حصولیابی اور کس امتحانات کے لیے تجسس پیدا کی جاسکتی ہے اس طرح سے سیکھنے کا عمل قائم مسلسل قائم رہتا ہے۔علم سیاسیات جسے ریاستی حکومت، سماجی معاہدہ، حقوق اور فرائض' آئینی زرمبادلہ، عالمی بینک اسٹوک بازار وغیرہ مضمون کی تشریح کی جاسکتی ہے۔تشریح میں معلم مختلف طریقہ تدریس اور ضابطوں کا استعمال کرسکتا ہے۔تشریح کے مضمون پر معلم کو عبوریت حاصل ہونی چاہیے اور آسان اور واضح لفظوں میں تشریح کی جانی چاہیے۔تشریح زندگی کے تجربات سے جوڑ کر کیا جانا چاہیے۔

امتحانی تکنیک (Examination Technique)

امتحانی تدریس عمل کا اور تمام مضمون کے تدریس کا ایک اہم حصہ ہے۔اس طرح معلم کو بار بار جانچنا پڑتا ہے کہ طلبا نے کسی مضمون کو سمجھا ہے یا نہیں اور کس حد تک مضمون کو سیکھ پایا ہے۔اس کے امتحان تحریری اور زبانی دونوں شکل میں ہوسکتے ہیں اس میں معلم اور طلبہ دونوں ہی اپنی خامیوں اور کامیابیوں کو جان پاتے ہیں۔علم سیاسیات اور معاشیات مضمون سے متعلق امتحان لیتے وقت امتحان کی نوعیت واضح ہونی چاہیے۔سوال بالکل واضح، معروضی، آسان اور طلبہ کے ذہنی سطح کے مطابق ہونے چاہیے۔امتحان کی جانچ بھی اچھی طرح سے منصفانہ طور پر ہونی چاہیے۔امتحان جانچ کے بعد طلبہ کی مشکلات اور غلطیوں کو بھی دور کرنا چاہیے جس سے طلبہ مستقبل میں غلطیوں پر توجہ دے۔

تشریحی تکنیک(Elaboration Technique)

علم سیاسیات اور معاشیات مضمون میں تشریح کی تکنیک کا بہت استعمال ہوتا ہے۔تشریح کے معانی الفاظ یا اشارے یا دونوں کے ذریعے سے کس شئے کی تصویرکشی کرنے کا عمل ہے۔علم سیاسیات اور معاشیات کے مضمون کے موضوع کی مختلف واقعات، لغوی تصویر کے ذرائع کے طلبہ کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے۔علم سیاسیات کی کارکردگی کی تشریح کر کے طلباء کو اس سے روشناس کرایا جاسکتا ہے۔اس طرح کی تدریس میں صرف لغوی وضاحت ہی نہیں' بصری' سمعی' تصویری آلات کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔وضاحت جامع ہونی چاہیے۔جس سے طلبہ اسے سیکھ سکیں۔

وضاحتی تکنیک(Explanation Technique)

علم سیاسیات اور معاشیات مضمون میں اس تکنیک کا بہت استعمال ہوتا ہے اس میں کسی مضمون کے بارے میں تمام پیچیدگیوں کو دور کیا جاتا ہے۔علم

سیاسیات اور معاشیات کی صلاحیت کے فروغ پر زور دیا جاتا ہے۔علم سیاسیات اور معاشیات میں مختلف موضوعات جیسے موجودہ ہندوستانی سیاست کی حالات اور زرعی نظام کی چیلینجز وغیرہ پر معلم منتخب مثالوں کو شامل کرتے ہوئے سمعی بصری آلات کے ذریعہ موثر طریقے سے وضاحت کر سکتا ہے۔

جائزہ لینے کی تکنیک(Supervisory Technique)

جائزہ ایک مسلسل عمل ہے جو کام کی سمت دیتا ہے۔جائزہ میں صرف دوہرانا نہیں ہوتا۔ بلکہ نئے نقطہ نظر اور پرانے نقطہ نظر کو سمجھ کر طلبہ کی سمجھ بنانا ہوتا ہے۔اس میں طلبہ کے سابقہ معلومات کو وسعت دے کر مختلف نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔اسے موجودہ مطابقت کے طور پر نئی شکل دی جاتی ہے۔اس سے مستقبل کے لیے فہم اور مطالعہ کے لیے عملی بنیاد حاصل کیا جاتا ہے۔جائزہ طلبہ کے لیے چیلنج کی شکل میں ہونی چاہیے اور حقیقی زندگی سے متعلق ہونی چاہیے۔ جائزہ دلچسپ ہونا چاہیے۔تجربوں اور وقت گزاری کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔علم سیاسیات اور معاشیات مضمون میں جیسے موجودہ دور میں پارلیمانی نظام، پنچایتی راج کا فروغ، ہندوستان کی بڑھتی آبادی،کسانوں کی معاشی حالت وغیرہ پر ہم جائزہ لے کر تدریس کر سکتے ہیں۔

سمینار(Seminar)

علم سیاسیات اور معاشیات مضمون میں سمینار ایک طرح سے سیکھنے کے عمل میں غور وفکر کرنے کے لیے حالت پیدا کرتی ہے۔اس طرح کے عمل میں تجزیہ اور تنقیدی صلاحیت، ترکیب، تعین قدر، اقتدار، مشاہدہ اور تجربات کے پیش کش کی صلاحیت دوسروں کے نظریوں کو عزت دینا وغیرہ جیسے مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔سمینار میں کنوینر،صدر،خطیب اور سامعین ذمہ دار ہوتے ہیں۔سمینار عام طور پر علاقائی یا صوبائی ہوتے ہیں۔قومی اور بین الاقوامی سطح کے ہوتے ہیں اس طرح سمینار طلبہ مرکوز ہونے چاہیے:سمینار میں آزادانہ طور پر مظاہرے کرنے اس کا استعمال کس مقالہ کی صورت کس سوال کے جواب،اعادہ کرنے، تصویر اور ماڈل وغیرہ کو بنانے کے لیے کر سکتے ہیں۔

انٹرویو(Interview)

علم سیاسیات اور معاشیات میں انٹرویو تدریس کے ایک معاون طریقے کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں اس میں معلم کس مضمون کے موضوع پر طلبہ کا انٹرویو لے سکتا ہے۔کسی سماجی مسائل یا معاشی مسائل کے لیے بھی معلم براہ راست معاشرے کے اراکین انٹرویو لے کر طلبہ کو مضمون کو واضح کرا سکتا ہے۔ علم سیاسیات اور معاشیات مضمون میں دلچسپی سے متعلق مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اس تکنیک کا استعمال اچھا رہتا ہے۔مسائل کی وجوہات اور حل جاننے کے لیے بھی انٹرویو کا استعمال اچھا رہتا ہے۔

موازنہ (Comparison)

علم سیاسیات اور معاشیات میں موازنہ تکنیک کے استعمال کے مختلف مواقع فراہم ہوتے ہیں۔موازنہ تدریس کا ایک معاون آلہ ہے۔اس کا استعمال دیگر تکنیکیوں کے ساتھ تدریس کو زیادہ موثر بنانے کے لیے کیا جاتا ہے۔اس کا مقصد طلبہ میں مشاہدہ، جانچ اور منطقی سوچ کی صلاحیت کو فروغ دیتا ہے۔ کیونکہ معلم حقیقی حقائق وغیرہ بات میں یکسانیت اختلافات بتاتے ہوئے طلبہ کو سوال یا مشاہدہ کراتے ہوئے موازنہ کراتا ہے۔اس سے صلاحیتوں کا فروغ ہوتا ہے۔موازنہ کرنے کے لیے مضمون کی یکسانیت یا غیر یکسانیت پر بات کرنی چاہیے۔طلبہ کے سابقہ معلومات پر بنی موازنہ ہو تو اس میں دلچسپی ہوگی۔انہیں حقائق سے موازنہ کرنا چاہیے جو طلبہ کے لیے اہم ہو اور موازنہ سے حاصل خلاصوں کو طلبہ سے نکلوانا چاہیے۔علم سیاسیات اور معاشیات میں پارلیمانی حکومتی نظام، صدارتی حکومتی نظام، ہندوستانی اور امریکی زرعی نظام، ہندوستانی اور برٹش سیاسی جماعت کا نظام کا موازنہ ہو تو آپسی تعلقات یکسانیت امتیازی عناصر واضح ہوتے ہیں۔جس سے طلبہ دونوں حقائق میں مکمل طور پر کئے گئے موازنہ کو سمجھ پاتے ہیں۔

ورک شاپ ٹیکنک(Workshop Technique)

ورک شاپ سے علم سیاسیات ومعاشیات سے متعلق مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ یہ تدریس کو اہم مقاصد کی حصولیابی میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ایک گروہ کے ساتھ مل کر کام کرنا اور تعاون کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ نئے تصورات سے روشناس ہو کر انہیں واضح طور پر سمجھا جاسکتا۔ دوسروں کے تجربوں اور حکمت عملی سے حقیقی علم حاصل ہوتا ہے۔ ورکشاپ میں منظم اور صدر ماہرین اور حصہ لینے والے زیر تربیت طلبہ وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ ورکشاپ کا مقصد واضح ہونا چاہیے اس کی تیاری پہلے ہونی چاہیے اور اس کے انتظامی پہلوؤں پر زیادہ زور دینا چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ:

سوال نمبر1 علم سیاسیات اور معاشیات کی تدریس میں اپنائی جانے والی اہم تدریسی حکمت عملیوں کی وضاحت کیجئے؟

سوال نمبر2 مندرجہ ذیل میں سے کسی دو پر مختصر نوٹ لکھیئے۔

1 وضاحتی تکنیک

2 مشاہدہ

3 انٹرویو

4 بحث ومباحثہ

7.10 یادرکھنے کے اہم نکات Points To Remember

- لفظی اعتبار سے اسطلاح Politics یونانی لفظ ہے Polis سے اخذ ہے۔جس کا مطلب ہوتا ہے شہر (City) یا ریاست (State) علم سیاسیات کی تعریف ہم علم کی ایک ایسی شاخ کے طور پر کر سکتے ہے جس کا تعلق سیاسیت نام کی تنظیم سے ہوتا ہے۔جس میں ریاست حکومت اور دیگر متعلق تنظیم اور اداروں کا انسان کی سیاسی زندگی کے تناظر میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔
- ریاست یا (State) کے چار عناصر ہوتے ہیں آبادی(Population) علاقہ (Territory) حکومت (Government) ، خود مختاری(Sovereignty)
- علم سیاسیات کا علاقہ انتہائی وسیع ہے ۔ اس میں سیاسی فکر (Political Thought) سیاسی اصول (Poitical Principal) سیاسی فلسفہ(Political Philosophy) سیاسی نظریہ(Political Theory) تقابلی سیاسیت(Comparative Politics) عوامی انتظامیہ (Public Administration) بین الاقوامی تنظیم (International Organization) سیاسی حرکیات (Political Dynamics) اور عوامیقوانین(Public Law) وغیرہ شامل ہے۔
- سیاسی سائنس کی نوعیت(Nature of Political Science) سیاست کو ایک بہت ہی منظم (Organised) انداز میں مطالعہ کیا جاتا ہے ۔سیاست میں تجربہ (Experiment) اور پیشن گوئی (Prediction) ممکن ہے ۔ حالانکہ سیاسی سائنس میں طبعائی سائنس (Physical Science) کی طرح کابل(Abslolute) اور آفاقی(Universal) قوانین نہیں ہے۔
- روایاتی نقطہ نظر سے علم سیاسیات کے تحت ریاستی حکومتیں، سرکاری ادارے، انتخابی نظم اور سیاسی رویہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے جب کی جدید نقطہ نظر کے مطابق علم سیاسیات انسان کے رویہ اور عمل کا مطالعہ کرتا ہے انسانی رویہ کو وغیرہ سیاسی عوامل بھی متاثر کرتے ہے۔
- شہریوں کے وہ حقوق جو آئین میں شامل ہے جو انسان کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے نہایت ضروری ہوتا ہے بنیادی حقوق کہلاتے ہے۔اس میں مساوات کا حق آزادی کا حق ،استحصال کا حق ، مذہبی آزادی کا حق تہذیبی اور تعلیمی حق آئین کے اصلاح کا حق۔

- جس طرح بنیادی حقوق شہریوں کو حاصل ہے ٹھیک اُسی کے ساتھ ساتھ بنیادی فرائض بھی ہے۔جس سے تمام شہریوں کو اپنے ملک کے تعین اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا رہا۔جو آئین کے حصہ (A)4 میں دفعہ (51A) میں تفصیل درج ہے۔فرائض کی پابندی سے سماج کے کام خوشگوار طریقہ سے انجام پاتے ہے۔
- حکومتی ادارے (Organs of Governement) ہندوستان میں وفاقی طرز حکومت کو اختیار کیا گیا ہے۔اس لیے یہ دوہری حکومت کا طریقہ رائج ہے۔ایک مرکزی حکومت اور دوسری صوبائی حکومت۔ وہ ادارہ جو پورے ملک کے لیے انتظامی ذمہ داری پوری کرنے اور قوانین بنانے کا کام کرتا ہے۔اسے مرکزی حکومت کہتے ہے۔اسی طرح اپنے صوبے یہ ریاست کی انتظامی ذمہ داری پوری کرنے والی حکومت کو ریاستی حکومت کہتے ہے۔
- مرکزی حکومت کی تشکیل (Formation of Central Government) مرکزی حکومت تین حصوں پر مشتمل ہے۔مجلس مقنّنہ (قانون ساز ادارہ) مجلس عاملہ/ انتظامیہ اور عدلیہ۔
- مجلس مقنّنہ مرکزی حکومت کی مجلس مقنّنہ کو سنسد یا پارلیمنٹ کہتے ہے۔اس کی تشکیل صدر جمہوریہ (President) لوک سبھا اور راجیہ سبھا سے مل کر ہوتی ہے۔
- مجلس عاملہ/ انتظامیہ (Executive) مرکزی حکومت کی مجلس عاملہ میں صدر جمہوریہ، وزیر اعظم اور اُس کی کابینہ کے ممبران شامل رہتے ہے۔ عدلیہ: مجلس مقنّنہ قانون بناتی ہے۔مجلس عاملہ اُس پر عمل کرتی ہے۔اور عدلیہ اُس پر نگرانی کرتی ہے۔قانون بنانا ہی کافی نہیں ہے بلکی نافذ کرنا اور اُس کی نگرانی کرنا اور قانون توڑنے والوں کو سزا دینا، قانون کی تشری کرنا بھی ضروری ہے
- معاشیات انگریزی لفظ Economics کا اردو ترجمہ ہے۔معاشیات میں سماج میں انسان کی معاشی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتا ہے۔اس میں سماجی حقائق اور واقعات کا منطقی مطالعہ اور تجربہ کیا جاتا ہے۔انسان کی زندگی میں مختلف ضروریات ہوتی ہے۔وہ تمام ضروریات ایک دوسرے انسانوں کی ضرورتوں سے وابستہ ہوتی ہے۔یہ واقعات دولت حاصل کرنے اور دولت کے استعمال کرنے والے انسانی اعمال سے وابستہ ہوتے ہیں۔
- معاشیات ایک سائنس بھی ہے۔اس میں اصول وضوابط پائے جاتا ہیں اور انسان کے اخلاق کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔جس کا تعلق مطابقت سے ہوتا ہے۔اس کے ساتھ یہ ایک فن بھی ہے۔کیونکہ یہ ہمیں عملی مسائل حل کرنے کا طریقہ بتاتا ہے۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشیات، سائنس اور فن دونوں ہیں۔
- کسی بھی اہم طریقہ کار کے ساتھ جن مختلف تدریسی تکنیک کو استعمال کیا جاتا ہے انہیں تدریسی حکمت عملی کہتے ہیں معاشیات کی وسعت مین خورد معاشیات، مدمعاشیات، بینالاقوامی معاشیات، عوامی خزانہ، ترقی آفتہ معاشیات، صحتمید معاشیات، ماحولیاتی معاشیات، وغیرہ شامل ہے۔
- علمِ سیاسیات اور معاشیات مین مختلف تدریسی طریقوں جیسے سوالاتی طریقہ، منصوبائی طریقہ، تفویضی طریقہ، ڈرامہ کاری طریقہ، مشاہدہ، مثالی تکنیک، مشقی تکنیک، امتحانی تکنیک، تشریحی تکنیک، وضاحتی تکنیک، جائزہ لینے کی تکنیک، سمینار، انٹرویو، موازنہ، ورکشاپ تکنیک اور بحث ومباحثہ وغیرہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

7.11 فرہنگ Glossary

Word	Meaning	Pronuncition (in Urdu)
Political Science	علم سیاسیات	پولیٹکل سائنس

Fundamental Rights	بنیادی حقوق	فنڈامینٹل رائٹ
Fundamental Duties	بنیادی فرائض	فنڈامینٹل ڈیوٹیس
Legislative	مجلس مقنّنہ	لیجیس لیٹو
Executive	مجلس عاملہ/ انتظامیہ	اکزکیٹو
Judiciary	عدلیہ	جیوڈی سری
Nature	نوعیت	نیچر
Scope	علاقہ یا وسعت	اسکوپ
Developing Countries	ترقی پذیر ملک	ڈیولپنگ کنٹریز
Organised	منظّم	ارگنائزڈ
Experiment	تجربات	ایکسپریمنٹ
Universal	آفاقی	یونیورسل
Prediction	پیشن گوئی	پریڈکشن
State	ریاست	اسٹیٹ
Welafre State	فلاحی ریاست	ویلفیر اسٹیٹ
Sovereignty	خودمختاری	سوریَنیٹی
Traditional Point of View	روایاتی نقطہ نظر	ٹریڈیشنل پوائنٹ آف ویو
Collective responsibility	اجتماعی ذمہ داری	کلیک ٹیوریسپونسبیلٹی
Modern Point of View	جدید نقطہ نظر	مُڈرن پوائنٹ آف ویو
Discussion	بحث ومباحثہ	ڈیسکشن
Comparative	موازنہ	کمپاریٹیو
Supervisory	جائزہ لینے کی تکنیک	سوپروائزری
Drill	مشقی	ڈریل
Elaboration	تشریحی طریقہ	ایلوبریشن
Explanation	وضاحتی	ایکسلاپیشن
Illustration	مثالی	الیشٹریشن
Dramatization	ڈرامہ کاری	ڈراماٹائزیشں
Assignment	تفویضی	اسایئنمینٹ
Planning	میصوبائی طریقہ	پلانیگ

Consultation	رائے مشورے کا طریقہ	کنسلٹیشن
Introductory	تمہیدی سوال	انٹروڈیکٹری
Developmentory	ارتقاءسوالات	ڈیولیپ میٹری
Theoretical	نظریاتی سوال	تھیوریٹیکل
Examplary	مثالی سوال	ایکذیمپلیری
Recaptulatory	اعادہ کا سوال	ریکیپچولیٹری
Economics	معاشیات	ایکونامیکس
Micro Economics	خوردمعاشیات	مائیکرو ایکونامیکس
Macro Economics	مدمعاشیات	میکرو ایکونامیکس
Public Finance	عوامی خزانہ	پبلیک فائینس
Health Economics	صحت مید معاشیات	ہیلتھ ایکونامیکس

7.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

یہ حصہ طویل جواب والے سوالات پر مبنی ہیں، ان سوال کا جواب دیجیے۔ ہر سوال کا جواب تقریباً 250 لفظوں پر مشتمل ہو۔

(1) علم سیاسیات سے کیا سمجھتے ہیں؟ ان کی چند تعریفیں لکھیے اور علم سیاسیات روایاتی نقطہ نظر کس طرح جدیدی نقطہ نظر سے الگ ہے تشریح کیجیے۔

(2) حکومت میں مجلس مقننہ کا کیا کردار ہے اور اس کے اختیار اور فرائض ہے واضح کیجیے۔

(3) مجلس عاملہ/مجلس انتظامیہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ یہ کس طرح سے کام کرتی ہے اور اس کے اختیار اور فرائض بتائیے۔

(4) ہندوستان میں عدلیہ کے ڈھانچہ کو بتائیے اور یہ بنیادی حقوق کا تحفظ کس طرح کرتی ہے واضح کیجیے۔

(5) معاشیات کی تعریف، وسعت اور اہم تصورات کی تشریح کیجئے۔

(6) معاشیات کے معنی کیا ہے؟ کیا یہ سائنس ہے یا فن یا دونوں؟ علم سیاسیات و معاشیات کی تدریس میں استعمال ہونے والی حکمت عملی پر تفصیلی بحث کیجئے؟

(7) سوالاتی تکنیک کی تشریح کرتے ہوئے اچھے سوالوں کی خصوصیات کو مثال کے ذریعہ سمجھایئے۔

(8) علم سیاسیات اور معاشیات تدریس میں استعمال ہونے والے مختلف سوالات کے اقسام پر بحث ومباحثہ کیجئے۔

(9) علم سیاسیات اور معاشیات میں استعمال ہونے والی اہم حکمت عملی پر ایک فہرست بنایئے۔ ہر ایک تصویری وضاحت کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو مثال دے کر سمجھایئے۔

اس حصہ مین مختصر جوابی سوالات۔ ہر سوال کا جواب تقریباً 100 لفظوں پر مشتمل ہو۔

(1) علم سیاسیات کی نوعیت کو واضح کریں۔

(2) آئین میں درجہ مساوات کے حق کے بارے میں تشریح کیجیے۔

(3) بنیادی فرائض کسے کہتے ہیں اور چند اہم بنیاد کو تحریر کیجیے۔

(4) لوک سبھا کے اختیار اور فرائض کے بارے مختصراً بیان کریں۔

(5) وزراء کونسل کی تشکیل کیسے ہوتی ہے اور اُن کے کیا فرائض ہے۔

(6) تدریس کی حکمت عملی سے آپ کیا سمجھتے ہیں۔ مختصر لکھیں

(7) مندرجہ ذیل میں سے کسی دو پر بحث کیجئے۔

(i) تمہیدی سوالات

(ii) ارتقائی سوالات

(iii) تصوراتی سوالات

(iv) مسائلی سوالات

(v) اعادہ کے سوالات

(8) رائے مشورہ تفویض پر مختصر بحث کیجئے۔

(9) ڈرامائی، مشاہداتی تکنیک پر ایک نوٹ لکھئے۔

(10) علم سیاسیات اور معاشیات تدریس میں مثال تکنیک کیوں ضروری ہے۔

(11) تشریح یا توضیح تکنیک کا موجودہ دور میں کیوں اہمیت ہے وضاحت کریں۔

(12) موازنہ تکنیک کا علم سیاسیات اور معاشیات میں کیا اہمیت ہے۔

(13) مندرجہ ذیل میں کسی دو پر بحث کیجئے۔

(i) جائزہ تکنیک

(ii) سمینار

(iii) انٹریو

(iv) موازنہ تکنیک

(v) ورک شاپ ٹکنیک

(vi) بحث ومباحثہ

یہ حصہ نہایت مختصر جوابی سوالات پر مبنی ہیں، ان سوال کا جواب دیجیے۔

(1) علم سیاسیات کی کوئی ایک تعریف لکھیے۔

(2) آئین میں درجہ کوئی دو بنیادی حقوق بتائیے۔

(3) ہندوستانی پارلیمنٹ میں 'اپر ہاؤس' کسے کہتے ہیں۔

(4) لوک سبھا میں ممبران کی زیادہ سے زیادہ تعداد کتنی ہوسکتی ہے۔

(5) صدر جمہوریہ راجیہ سبھا میں کتنے فرد کو نامزد کرسکتا ہے۔

(6) ریاست (State) کے کتنے عناصر ہوتے ہیں اُن کے نام بتائیے۔

(7) معاشیات کی کوئی ایک تعریف لکھیے۔

(8) سمینار اور ورکشاپ میں کیا فرق ہے۔

یہ حصہ پانچ معروضی سوالات پر مشتمل ہے۔ ہر ایک سوال کے لئے چار جوابات (a)،(b)،(c)اور(d) دیے گیے ہیں۔ان میں کوئی ایک صحیح جواب ہے،آپ صحیح جواب کا انتخاب کیجئے۔

(1) Politic لفظ کا استعمال کرنے والے سب سے پہلے مفکر تھے۔

(a) ارسطو (b) پلیٹو (c) سکرات (d) ان میں سے کوئی نہیں

(2) علم سیاسیات، ایک سماجی سائنس ہے جس کا تعلق ہے۔

(a) تاریخی مطالعہ سے (b) حکومت اور سیاست کے مطالعہ سے

(c) سماج اور اُس میں ہونے والی تبدیلی سے (d) مندرجہ بالا سبھی

(3) ’’علم سیاسیات کی آغاز اور آخر ریاست کی ساتھ ہوتی ہے۔‘‘

(a) ڈاکٹر گارڈنر (b) لاسکی (c) لینکاک (d) ڈاکٹر ذکریا

(4) کس نے کہا ’’سیاست، ماضی حال اور مستقبل میں ریاست کا مطالعہ ہے۔‘‘

(a) ڈاکٹر گارڈنر (b) آر۔جی۔گیٹل (c) سیل (d) گلکریسٹ

(5) علم سیاسیات کی وسعت میں شامل ہے۔

(a) بین الاقوامی سیاست اور تنظیم کا مطالعہ (b) سیاسی رویہ وتصورات کا مطالعہ

(c) انسانی زندگی کے سیاسی پہلو کا مطالعہ (d) مندرجہ بالا سب ہی

(6) مذہبی آزادی کے حق کا تعلق ہے۔

(a) دفعہ 24 & 23 (b) دفعہ 28 & 25 (c) دفعہ 30 & 29 (d) دفعہ 32

(7) جدید معاشیات کی بنیاد کب رکھی گئی۔

(a) 1970 (b) 1976 (c) 1980 (d) 1975

(8) Wealth of Nation کتاب کس نے لکھی۔

(a) ایڈم اسمیتھ (b) پروفیسر مارشل (c) پروفیسر کیتھ (d) ان میں سے کوئی نہیں

(8) پروفیسر مارشل نے 1980 میں معاشیات سے متعلق کونسی کتاب لکھی۔

(a) Wealth of Nation

(b) Principle of Economics

(c) Applied Economics

(d) Micro Economics

7.13 سفارش کردہ کتابیں Suggested Books

Aggarwal, J.C. (2010). Principles and Practices of Teaching Civics and Citizenship Education, New Delhi, Shipra Publication.

Basu, D.D. (2014). Introduction to the Constitution of India, New Delhi, Jain Book Agency

Kazmi, G. and Kazmi, T. J. (2013). Political Science (Maharashta Board of Secondary and Higher Secondary Education), Mumbai, Saifee Book Agency

Kumar, C. Sharma, D. Kaur, A. (2013). Samajik Vigyan Shikshan, New Delhi, Bookman Publishers

Singh, G. (2016). Samajik Vigyan Shikshan, Meerut, R. Lal Publication

Singh, H. (2015). Hand Book of Political Science, New Delhi, Jain Book Agency

Thessarsery, I. (2012). Teaching of Social Science for the 21st Century, New Delhi, Kanishka Publishers & Distributors

Tyagi, G. (2017). Nagrikshastra Shikshan Ka Pranali Vigyan, Agra, Agrawal Publication.

Tyagi, G. (2017). Arthshastra Shikshan Ka Pranali Vigyan, Agra, Agrawal Publication

اکائی 8 سماجی علوم میں نصابی منصوبہ بندی
Curriculm Planning in Social Studies

	ساخت	Structure
8.1	تمہید	Introduction
8.2	مقاصد	Objectives
8.3	نصاب	Curriculum
	8.3.1 تصوراور نوعیت	The Concept and Nature
	8.3.2 نصاب اور درسیات میں فرق	Difference Between Curriculum and Syllabus
	8.3.3 تدوین نصاب	Curriculum Development
	8.3.4 تدوین نصاب کو اثر انداز کرنے والے عوامل	Factors influencing Curriculum Development
8.4	سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے اصول سماجی مطالعے کے حوالے سے	Principals of Curriculum Construction with reference to Social Studies
8.5	سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کے طرز رسائی	Approaches of Organising Social Studies Curriculum
	8.5.1 ہم مرکز طرز رسائی	Concentric Approach
	8.5.2 چکردار طرز رسائی	Spiral Appriach
	8.5.3 تاریخ وار طرز رسائی	Chronological Approach
	8.5.4 موضوعی طرز رسائی	Topical Approach
	8.5.5 ارتباطی طرز رسائی	Correlational Approach
8.6	سماجی علوم کی درسی کتابیں	Textbook of Social Studies

8.7	ریاستی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں کا تجزیہ اور تنقیدی مطالعہ	Analysis and Critical Study of Social Studies Textbooks of State Boards and Central Board of Secondary Education
8.8	یادرکھنے کے نکات	Points to Remember
8.9	اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں	Unit End Exercises
8.10	فرہنگ	Glossary
8.11	سفارش کردہ کتابیں	Suggested Books

8.1 تعارف Introduction

اگر غور کریں تو پیدائشی طور پر بچہ غیر سماجی ہوتا ہے۔وہ نہ بولنا جانتا ہے اور نہ چلنا۔اس کا نہ کوئی دشمن ہوتا ہے اور نہ کوئی دوست۔اسے نہ تو سماجی رسوم کا علم ہوتا ہے اور نہ ہی سماجی شعور کا۔لیکن جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا ہے اسے ان سبھی باتوں کا علم ہونے لگتا ہے۔ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے اور جمہوری مما لک کے بچوں کے لئے سماجی علوم کی تعلیم ضروری ہوجاتی ہے تا کہ وہ سماج کے اہم رکن اور ملک کے اچھے شہری بن سکیں۔سماجی علوم کا مطالعہ ملک کے سماجی ڈھانچہ کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ملک کی معیشت لوگوں کے رہن سہن طرز زندگی،تہذیب وتمدن،رسم ورواج پر اثر انداز ہوتا ہے۔کون کون سے معاشی مسائل ہیں اور انہیں کیسے حل کیا جائے،ایک فلاحی ریاست کیسے قائم ہوگی؟ان سارے سوالوں کی بحث سماجی علوم کی نصاب میں شامل کی جاتی ہے اور اس جیسے مسائل کو حل کرنے میں یہ مضمون مددگار ثابت ہوتا ہے۔

یہ اس کورس کی آٹھویں اکائی ہے۔اس اکائی میں ہم نصاب کا تصور اور نوعیت، نصاب اور درسیات میں فرق، تدوین نصاب، تدوین نصاب کو اثر انداز کرنے والے عوامل پر بحث کریں گے۔اس اکائی میں سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے اصول،سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کے طرز رسائی پر بحث ہوگی۔ریاستی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں کا تجزیہ اور تنقیدی مطالعہ پر بحث کی جائے گی۔

8.2 مقاصد Objectives

اس اکائی کا مطالعہ کے بعد طلبہ اس لائق ہوجائیں گے کہ:

- ☆ نصاب کا مفہوم بیان کرسکیں۔
- ☆ نصاب اور درسیات میں فرق کرسکیں۔
- ☆ سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے اصول بیان کرسکیں۔
- ☆ سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کے مختلف طرز رسائی کو بیان کرسکیں۔
- ☆ سماجی علوم کی درسی کتابوں کی خصوصیات بیان کرسکیں۔
- ☆ صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں کا تجزیہ اور تنقیدہ مطالعہ کی وضاحت کرسکیں۔

8.3 نصاب Curriculum

یہ حقیقت ہے کہ انسان نے اپنی ترقی کے لیے مختلف نظام قائم کیے۔ان میں سے ایک نظام تعلیم ہے۔نظام تعلیم میں طرح طرح کے پیچیدہ مسائل سے

نمٹنے کے لیے مختلف قسم کے طریقہ ہائے کار کا تعین کیا جاتا ہے۔تاکہ تمام مشکلات کا ازالہ کر کے متعینہ ہدف کو حاصل کیا جا سکے۔متعینہ ہدف و نظام تعلیم و تدریس میں تجربات کے بنیاد پر طلباء کی زندگی کے ہر پہلو سے واسطہ ان کی شخصیت کو متوازن طور پر اجاگر کرنے کے لئے ان کی ذہنی جسمانی اور اخلاقی تربیت کے لئے ان کی دلچسپیوں، صلاحیتوں اور رجحانات کا خیال رکھ کر تعلیمی قواعد و ضوابط کی روشنی میں جو بامقصد منصوبہ بند راستہ اختیار کیا جاتا ہے عرف عام میں اسے تدریسی نصاب (Curriculum) کہا جاتا ہے۔

8.3.1 تصور اور نوعیت The concept and nature

انگریزی میں Curriculum کی جو اصطلاح استعمال کی جاتی ہے وہ دراصل لاطینی زبان کے لفظ Currere سے ماخوذ ہے جس کا مفہوم ہے دوڑ نا یا گھوڑ دوڑ کے میدان کے ہیں جس میں قدیم رومن اپنے رتھوں کی دوڑ کیا کرتے تھے۔فن تعلیم میں اکثر اس کے معنی کم و بیش نصاب تعلیم کے لئے جاتے ہیں۔اس طرح نصاب تعلیم کا لفظی مطلب ہے ایک راستہ جس پر چل کر طالب علم تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرتا ہے۔یہ تعلیمی عمل کا اہم ترین حصہ ہے۔اس کے ذریعہ اسکول میں تعلیمی سرگرمیوں کو منظّم کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔محدود معنی میں نصاب تعلیم کا مطلب نصاب مضامین یا درسیات ہے۔جس میں مختلف مضامین کے حدود کا تعین کیا جاتا ہے لیکن وسیع معنوں میں نصاب تعلیم سے مراد ان سبھی تجربات سے ہے جنہیں طالب علم اپنی دلچسپیوں اور ضروریات کے مطابق مختلف مشاغل کے ذریعہ کلاس کے اندر یا کلاس کے باہر حاصل کرتا رہتا ہے اور جن سے تعلیم کے مقاصد کا حصول ہوتا رہتا ہے۔سکنڈری ایجوکیشن کمیشن 1950 نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جدید تعلیم کے خیالات کے مدنظر نصاب تعلیم کا مطلب اسکول میں تعلیمی مضامین کی روایتی تدریس ہی نہیں ہے بلکہ اس میں ان سبھی تجربات کو شامل کرنے کی سفارش کی گئی ہے جو کہ طلباء کو اسکول میں، کلاس روم میں، لائبریری میں، تجربہ گاہ میں، ورکشاپ میں، کھیل کے میدانوں میں، اساتذہ اور طلباء کے غیر رسمی میل ملاپ اور متعدد سرگرمیوں کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں۔اس طرح دیکھیں تو اسکول کا پورا ماحول نصاب تعلیم بن جاتا ہے جو کہ طلباء کی زندگی کے ہر پہلو سے رابطہ رکھتا ہے اور اس کی شخصیت کو متوازن طریقہ پر اجاگر کرنے میں مدد کرتا ہے۔اس طرح نصاب تعلیم کو ان سارے بامقصد منصوبہ بند تعلیمی تجربوں کا ایک مجموعہ سمجھنا چاہئے جو اسکول بچوں کو مہیا کرتا ہے۔اس لحاظ سے نصاب تعلیم میں تعلیم کے درج ذیل نکات شامل ہوتے ہیں۔

1۔ ایک خاص مرحلہ پر ایک خاص درجہ میں تعلیم کے عمومی مقاصد

2۔ درس اور مطالعہ کے لئے وقت کا تعین

3۔ پڑھنے پڑھانے کے تجربات

4۔ پڑھائی کے لئے امدادی سامان (Teacing Aids)

نصاب تعلیم میں ہمارے طریق زندگی اور کلچر سبھی اہم پہلوؤں کو شامل کیا جاتا ہے۔کسی ملک کے نصاب تعلیم میں اس ملک کے مزاج کے ساتھ ساتھ اس کے اہم مقاصد کی جھلک نظر آتی ہے۔تعلیمی کمیشن 66-1964 کے بہ موجب ہمارے دستور میں جن اقدار کو قابل احترام قرار دیا گیا ہے وہ اپنے ابھرتے ہوئے سماج کی نشاندہی کرتی ہے جو رنگا رنگ ہو اور وسیع النظری پر منحصر کرتی ہے۔یہ اقدار ایک ایسی ریاست کے وجود کی طرف اشارہ کرتی ہے۔جو سیکولر، جمہوری اور شوسلسٹ مزاج رکھتی ہو۔اسکول کے نصاب تعلیم میں من جملہ ساخت، مواد، مطلوبہ طریقہ کار بلکہ نصاب کی پوری ترتیب و تنظیم میں ان اقدار کی جھلک ہونی چاہئے۔

مختلف ماہرین نے نصاب کی تعریف مختلف الفاظ میں کی ہے:

ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:۔

Curriculum is a tool in the hand of an artist (teacher) to mould his materials (student) according to his ideal (objectives) in his studio (school).

نصاب فنکار یعنی استاد کے ہاتھ میں ایک آلہ ہے جس سے اپنے ساز وسامان یعنی طلبا کو اپنے تصورات یعنی مقاصد کے مطابق اپنے اسٹوڈیو یعنی اسکول میں ڈھالتا ہے۔

"The curruculum is the sum of the activities that go on the environment " Anon

تعلیم کا نصاب ماحول میں ہونے والی سرگرمیوں کا مجموعہ ہے۔

"Curriculum includes all those activities which are utilised by the school to obtain the aims of education". (Munroe)

تعلیم کے نصاب میں وہ سب سرگرمیاں شامل ہیں جن کا ہم تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اسکول میں استعمال کرتے رہتے ہیں۔

نصاب میں وہ سبھی چیزیں شامل ہیں جو طلباء ان کے والدین اور اساتذہ کی زندگیوں سے ہوکر گذرتی ہیں۔نصاب ان سبھی چیزوں میں سے نہیں ہے جو سیکھنے والوں کو کام کرنے کے اوقات میں گھیرے رہتی ہے۔صحیح معنوں میں نصاب کو حرکتی ماحول کہا جانا چاہیے۔(Casewell)

مذکورہ بالا تعریفات سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ نصاب صرف اسکول میں مواد کی تدریس کو ہی نہیں کہتے بلکہ اسکول کے منصوبہ بند سبھی سرگرمیوں اور تجربوں کو اس میں شامل کیا جاتا ہے جو کہ طلباء کے اندر کردار کی تبدیلیاں لانے میں مددگار معاون ثابت ہوتی ہیں اور نصاب تعلیم کی مندرجہ ذیل ماہیت کو واضح کرتی ہیں۔

1۔ نصاب تعلیم میں سماجی ورثے کا منتخب حصہ شامل ہوتا ہے۔

2۔ نصاب تعلیم میں منظم قابل فہم اور بامقصد معلومات اور تجربات کے منتخب حصے شامل ہوتے ہیں۔

3۔ نصاب تعلیم میں سماج کی تہذیب کے ان ہی پہلوؤں کو شامل کیا جاتا ہے جو کہ موجودہ سماج کی حفاظت اور بقا کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

4۔ نصاب تعلیم ایک عمل ہے اور مسلسل تغیر پذیر عمل کا حامل ہے۔یعنی اس میں حسب ضرورت تبدیلی کی جاتی ہے۔

5۔ سماجی تبدیلی کے ساتھ ساتھ نصاب تعلیم میں بھی تبدیلی ہونی چاہیے۔

8.3.2 نصاب اور درسیات میں فرق Difference Between Curriculum and Syllabus

عام طور سے نصاب اور درسیات دونوں الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ان دونوں کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ پہلا بڑا فرق تو یہی ہے کہ نصاب کے ماتحت درسیات آتا ہے۔درسیات کا مطلب ہے تدریس مفہوم کا خاکہ جو کسی کلاس کے لئے متعین کیا گیا ہو۔مثال کے طور پر ثانوی سطح پر ریاضی کے مضمون میں کن کن عنوان کو کتنی مواد پڑھانے کے لئے رکھا گیا ہے جس کی بنیاد پر امتحان میں سوال پوچھے جائیں گے۔استاد انہیں عنوان کو پڑھا کر طالب علم کو امتحان کے لئے تیار کرتا ہے اسے ریاضی کا درسیات کہتے ہیں۔

درسیات کا رشتہ طلبا کے وقوفی نشو ونما سے ہے جس سے بچے کو مواد کا علم ہوتا ہے۔لیکن نصاب کا تعلق بچہ کی پوری نشو ونما سے ہے جس کے اندر وقوفی، حرکی، جسمانی اور سماجی نشونما کو شامل کیا جاتا ہے۔اسکول کے اندر تدریسی سرگرمیوں کا تعلق وقوفی معلومات سے ہے۔کھیل کود اور جسمانی تربیت کا تعلق جسمانی بالیدگی سے ہوتا ہے۔اور دیگر سرگرمیاں جیسے کوئی پروگرام کرنا مثلاً تہذیبی پروگرام جس کا مقصد تہذیبی اور سماجی خوبیوں کی نشو ونما کرنا ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نصاب میں وہ سبھی چیزیں شامل ہیں جن کا تعلق طلباء کے تجربہ سے ہے۔

2.3.3 تدوین نصاب Curriculum Development

تدوین نصاب کا مفہوم مسلسل چلنے والا عمل ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ آغاز کہاں سے ہوتا ہے اس کا بھی علم نہیں ختم کہاں ہوگا اس کی خبر نہیں۔ تدریس کی ضرورت کی جانکاری طلباء کی کامیابی سے ہوسکتی ہے۔ طلبا کے لئے اس کامیابی کو اساتذہ بھی حاصل کرانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ جانچ کے ذریعہ یہ بھی علم ہوجاتا ہے کہ کس حد تک مقاصد حاصل ہوتے ہیں اور طلبا میں ہونے والی تبدیلیاں کتنی حد تک ہوسکیں، اسی کو نصاب کہتے ہیں۔ نصاب کا اصل مقصد بچوں کی نشوونما کرنی ہے۔ اس لئے نصاب اس طرح ہونا چاہئے کہ بچوں میں کرداری تبدیلیاں ہوسکیں۔ یہ عمل مسلسل چلنے والا مانا جاتا ہے۔ نصاب کے خاص ستون چار ہی مانے جاتے ہیں۔

1۔ تدریسی مقاصد

2۔ مواد اور طریقہ دریس

3۔ تعین قدر

4۔ بازرسائی

اب مذکورہ بالا عناصر کا الگ الگ ہم تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

(1) تدریسی مقاصد:

تین طرح (وقوفی، تاثراتی اور نفسی حرکی) کے مقاصد لیے گیے ہیں جن میں بلوم اور ان کے ساتھیوں نے تمام تعلیمی مقاصد کو درجہ بند کیا ہے۔ ان کا تعلق طالب علم کے سمجھ، صلاحیتوں اور اقدار سے ہے جن کی نشوونما سے ہی طالب علم کی ہمہ جہت نشوونما ممکن ہوتی ہے۔ اور سہ آموزش تجربہ کا استعمال ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

(2) تدریسی مواد اور طریقہ تدریس: (Teaching contents and methods of teaching)

تدریسی مواد نصاب کا اہم جز ہے۔ تدریسی مواد بچوں کی ذہنی عمر اور جسمانی صلاحیتاں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر جماعت کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ تدریسی مواد کی بنیاد پر طریقہ تدریس کا تعین کیا جاتا ہے اور اس طریقہ تدریس کی بنیاد پر ہی طلباء میں کرداری تبدیلیاں پیدا کی جاتی ہیں اور حصول مقاصد بھی ہوتا ہے۔

(3) تعین قدر (Evaluation)

مقصد کا حصول کہاں تک ہو پاتا ہے اس کو پرکھنے کے لئے تعین قدر کی جاتی ہے اس کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مواد اور طریقہ تدریس جو کچھ بھی استعمال کی گئی ہو کہاں تک کامیاب ہوسکی اور اس مقصد کو کہاں تک حاصل ہوسکا۔

(4) بازرسائی (Feedback)

تعین قدر کے ذریعہ ہی استاد اور طلباء کو بازرسائی حاصل ہوسکتی ہے۔ اور نصاب کو بہتر بنانے کے لئے ایک سمت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کی روشنی میں نصاب پھر سے بنایا جاسکتا ہے اور تدریسی مقاصد پر بھی غور و فکر کی جاتی ہے اور پھر نصاب کو دھیان میں رکھتے ہوئے طریقہ تدریس میں تبدیلی لائی جاتی ہے تاکہ مقاصد کو حاصل کیا جاسکے۔

تدوین نصاب کے مقاصد

تعلیمی عمل کے تین اجزا ہیں:

(1) استاد

(2) طلبا

(3) نصاب

تدریس میں نصاب اور طلبا کے بیچ باہم دیگر عمل نصاب کے ذریعہ طے پاتا ہے۔اس طرح نصاب تدریسی سرگرمیاں کو ایک رخ مہیا کرتا ہے۔ان تینوں کے جزو کے باہم دگر کے ذریعہ طلبا کی نشوونما کی جاتی ہے ان تینوں اجزاء کی کافی اہمیت ہے۔

بلوم اور اس کے ساتھیوں نےتمام تر تدریسی مقاصد تین درجات میں درجہ بند کیا ہے، جو درج ذیل ہیں:

(1) وقوفی مقاصد

(2) تاثراتی مقاصد

(3) نفسی حرکی مقاصد

بلوم کا کہنا ہے کہ تعلیمی عمل تین بنیادی ستونوں پر قائم ہے۔

(1) تدریسی مقاصد (2) آموزشی تجربات (3) اندازۂ قدر کا طریقہ کار

نصاب کے خاص مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

(1) نصاب طلبا کی نشوونما کے لئے وسائل کو مہیا کرتا ہے۔جس کی مدد سے تدریسی کام کو انجام دیتا ہے۔

(2) نصاب میں انسان تجربات کو شامل کر کے تہذیب وتمدن کو مشتمل کرتا ہے اور ترقی کرتا ہے۔

(3) نصاب طلبا میں دوستانہ، ایمانداری وضبط واشتراک، متحمل، ہمدردی وغیرہ خوبیوں کو بڑھاوادے کر اخلاق وسیرت کی بنیاد ڈالتا ہے۔

(4) نصاب بچوں میں سوچنے کی صلاحیت، دانشمندی استدلال اور دیگر دماغی صلاحیتوں کی ترقی میں مدد کرتا ہے۔

(5) نصاب سے طلبا کے نشوونما کے مختلف مرحلوں سے متعلق سبھی ضروریات جیسے رویہ، دلچسپی اقدار اور تخلیقی قابلیت کی نشوونما کرتا ہے۔

(6) نصاب سماجی اور طبعی ماحول کی سمجھ کراتا ہے۔

(7) نصاب طلبا ئمیں مذاہب نئے اقدار اور رسوم ورواج وغیرہ کا عقیدہ اور احساسات کی نشوونما کراتا ہے۔

(8) نصاب جمہوری زندگی گزارنے میں مدد کرتا ہے۔

(9) نصاب علم اور تحقیق کی حدود کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔

(10) نصاب کے ذریعہ تدریسی سرگرمیوں، معلم اور طلباء کے بیچ باہم دیگری قائم کر بچوں کو ترقی دیتا ہے۔

8.3.4 تدوین نصاب کو اثر انداز کرنے والے عوامل Factors inflencing Curriculum Development

تعلیمی عمل استاد کے ذریعہ پائے تکمیل تک پہنچتی ہے۔معلم اپنی سرگرمیوں کا منصوبہ کلاس کی تدریس کے لیے تیار کرتا ہے۔اس کے خاص تین اجزا ہیں (1) مقاصد (2) مواد (3) اور طریقہ تدریس

نصاب کی تدوین میں مواد اور طریقہ تدریس کو اہمیت دی جاتی ہے۔مواد اور طریقہ تدریس کا منصوبہ مقاصد کو دھیان میں رکھ کر کیا جاتا ہے۔ایک مواد سے کئی مقاصد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔لیکن آموزشی مقاصد حالات کو سامنے رکھ کر بنائے جاتے ہیں اور مخصوص مقاصد کے لئے مخصوص ماحول کا منصوبہ بنایا جاتا ہے۔تدریسی اور آموزشی سرگرمیاں نصاب کے ہی اجزاء مانے جاتے ہیں۔

اس طرح نصاب کے چار بنیادی اجزاء ہیں۔

(1)مقاصد (2)مواد یا مضمون (3) تدریسی حکمت عملیاں (4)تعین قدر

مذکورہ چاروں اجزا ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔

(1) مقاصد: طلبا کی عمر، دلچسپیوں اور رجحانات کو پیش نظر رکھ کر چند مخصوص مقاصد کے تحت نصاب کی تشکیل کی جاتی ہے۔ مذکورہ مقاصد طلباء کی ذہنی، جسمانی، تعلیمی سطح اور فلسفیانہ نظریات کے لحاظ سے طے کئے گئے ہیں۔ یہ مقاصد طلباء کے کردار اور عمل میں واقع ہونے والے فائدوں کا اشاریہ ہوتے ہیں اور مقاصد برتاوی انداز میں لکھے جاتے ہیں۔

(2) مضامین یا مواد: کسی بھی مضمون کا مواد کافی وسیع ہوتا ہے۔اس لئے اسے کئی حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور برتاوی انداز والے مواد اس بنیاد پر لکھے جاتے ہیں۔اس لیے نصابی مقاصد کی تکمیل کے لئے مختلف مضامین کا انتخاب کیا جاتا ہے۔جس سے طلبا کی دلچسپی اور ہمہ جہت ترقی ہوسکتی ہے۔ مضمون کا انتخاب کرتے وقت سماجی ضروریات اور طلبا کی دلچسپی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

(3) تدریسی حکمت عملی: تعلیمی تجربات میں معلم کی تدریسی سرگرمیاں اور طلباء کی اکتسابی سرگرمیاں شامل ہیں۔مضامین کا انتخاب کرتے وقت طے کر لیا جاتا ہے کہ طلباء کو کیا اور کس طرح پڑھایا جاتا ہے۔ تدریسی حکمت عملیاں اسکول کے اندر اور باہر دونوں جگہ اختیار کی جاتی ہیں۔اس کا خلاصہ اس طرح ہے۔

(1) اس میں نصاب کے اس حصہ کو تعلیمی پروگرام میں شامل کیا جاتا ہے جس میں معلموں کی ضروریات نہیں ہوتی۔

(2) اس میں معلم طلبا اور نصاب تینوں کے درمیان باہمی ربط ہوتا ہے۔

(4) تعین قدر:

مقصد کا حصول کہاں تک ہو پاتا ہے اس کو پرکھنے کے لئے تعین قدر کی جاتی ہے اس کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مواد اور طریقہ تدریس جو کچھ بھی استعمال کیے گیے ہیں وہ کہاں تک کامیاب ہوسکے اور اس مقاصد کو کہاں تک حاصل ہوسکے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

1. نصاب کے معنی اور نصاب کے مفہوم تعریفوں سے واضح کیجیے۔
2. نصاب کو اثر انداز کرنے والے عوامل کی نشاندہی کیجیے۔

8.4 سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے اصول سماجی مطالعہ کے حوالے سے

Principals of Curriculum Construction with reference to Social Studies

سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے اصول:

سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کرنا ایک مشکل کام ہے کیونکہ مختلف مضمون جیسے شہریت، تاریخ، جغرافیہ اور معاشیات وغیرہ کو اس طرح شامل کرنا ہوتا ہے کہ سماجی علوم کے تدریسی مقاصد حاصل ہوسکیں۔علم میں اضافہ اور مقررہ وقت میں پڑھانے کی پابندی نے سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کو اور مشکل کردیا۔ نئے کورسوں کو وضع کرنے کے لئے بنیادی طور سے دو طرح کے رویے اپنائے جاتے ہیں۔ پہلا رویہ مقاصد پر منحصر ہے۔

دوسرے طرح کے رویے میں اس بات کو درجہ اولیت دی جاتی ہے کہ کس طرح کا مواد مفید ہے اور پھر اس کا تعین کیا جاتا ہے کہ اس مواد کی تدریس میں کون سے عام مقاصد حاصل ہوں گے اور اس طرح کے مقاصد کے حصول کے لئے کون سے تجربات فراہم کرنا چاہئے۔اول الذکر رویے کے بجائے آخر

الذکر رویہ کو اس لئے اپنایا جاتا ہے کہ ان کرداری مقاصد کی شناخت یا نشان دہی کرنا بہت مشکل ہوتا ہے جو کہ ان سبھی نتائج کو واضح کر دیں جو کہ نصاب تعلیم سے حاصل ہوں گے جنہیں اول الذکر رویہ کا تقاضہ ہے۔

مگر موجودہ دور میں اول الذکر رویہ کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور زیادہ تر نصاب تعلیم میں اسی رویہ کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ سماج اور بچے کی فطرت اور ضروریات کو دھیان میں رکھتے ہوئے سماجی علوم کا متوازی نصاب بنانا چاہئے جس سے کہ سماجی علوم کی تدریس کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ ذیل میں سماجی علوم کا نصاب کے چند اصول دیے گیے ہیں۔

(1) افادیت یا فائدہ مندی کا اصول:

نصاب کی تدوین کا ایک اہم اصول یہ ہونا چاہئے کہ اس میں جن چیزوں کو جگہ دی جائے وہ طلباء کے مستقبل کو روشن اور کامیاب بنانے میں معاون ہوں۔ نصاب میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جس سے بچہ کو آگے چل کر کوئی فائدہ نہ ہو اس لئے نصاب تیار کرتے وقت طلباء کی افادیت کو دھیان میں رکھنا چاہئے۔

(2) دلچسپی کا اصول:

سماجی علوم کے نصاب کو مرتب کرنے میں طلباء کے پیدائشی رجحانات، دلچسپیوں اور صلاحیتوں کو دھیان میں رکھنا چاہئے۔

(3) شغل مرکوزیت کا اصول:

سماجی علوم کے مواد کو شغل کے بنیاد پر منتخب کرنا چاہئے۔ بچہ چیزوں کو زیادہ اچھی طرح سیکھ سکتا ہے اس طرح سے حاصل کیا ہوا علم مستحکم اور متوازن ہوتا ہے۔ تجربہ سیکھنے کی کنجی ہے۔ تجربہ صورت حال کا براہ راست علم مہیا کرتا ہے۔ سماجی علوم کو سماجی سرگرمیوں کے ذریعہ متعارف کرانا چاہئے۔ اور اسے احتیاط کے ساتھ ترتیب دی گئی سرگرمیوں اور مشاہدہ کے ذریعہ پڑھانا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چار H کو جگہ ملنی چاہئے۔ صحت Health سر Head اور دل Heart

(4) حیات مرکوزیت کا اصول:

اس اصول کے مطابق تدریسی نصاب کو زندگی سے گہرا تعلق ہونا چاہئے اور نصاب کو اس زندگی کی اہم خصوصیات بیان کرنی چاہئے۔ اس اصول کے بہ موجب سماجی زندگی سے متعلق ان ہی واقعات کا انتخاب کرنا چاہئے جو براہ راست طالب علم کو معاشی اور سماجی زندگی کو سمجھنے میں مدد کر سکیں۔

(5) ضرورت مرکوزیت کا اصول:

سماجی علوم کا نصاب لوگوں کی ضرورتوں سے متعلق ہونا چاہئے اور اسے ایک وسیلہ بنانا چاہئے۔ اس مقصد کے لیے سماجی علوم کے نصاب کا قومی یکجہتی، سماجی انصاف، پیداوار صلاحیت نئے تقاضوں سے سماج کی مطابقت اور توازن اور روحانی اقدار سے تعلق پیدا کیا جانا ضروری ہے۔

(6) سیکھنے کے عمل کا اصول:

سماجی علوم کا نصاب اس طرح سے تشکیل کیا جانا چاہیے کہ پڑھانے کے ایسے طریقے استعمال کیے جا سکیں کہ طلباء کو نہ صرف اسکول میں بلکہ اسکول سے باہر بھی اپنے آپ سیکھنے کی ترغیب حاصل ہو۔ جیسا کہ UNESCO کی رپورٹ میں سیکھنے اور خاص طور سے خود سیکھنے کے عمل کے بارے میں تجویز کیا چکا ہے۔ سیکھنے سکھانے کی صورتحال کو اس طرح ترتیب دینا چاہئے کہ اس سے بچے کو ایسا محسوس ہو کہ وہ بذات خود اپنے مسئلوں کو حل کر رہا ہے۔

(7) لچک کا اصول:

نصاب میں لچک کی ضرورت اس لیے ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ سبھی چیزوں میں تبدیلی آتی ہے۔ اسے طلبا کی دلچسپیوں اور ضروریات کے ساتھ ساتھ جدیدیت کے مطابق بنایا جانا چاہیے۔ وقت کے ساتھ ساتھ سبھی چیزوں میں تبدیلی آتی ہے۔ نصاب میں نئی چیزوں کو شامل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے

کہ نصاب میں لچک ہو اور وقت کے تقاضوں کے ساتھ تبدیلی لائی جا سکے۔

(8) انفرادیت کا اصول:

انفرادی امتیازات ایک نفسیاتی حقیقت ہے۔ ایک خاندان میں پیدا ہونے والے اور ایک ساتھ پرورش پانے والے دو بھائی بھی ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ان کی پسند و ناپسند اور دلچسپیاں جداگانہ ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں ہم اس بات کا تصور نہیں کرسکتے کہ ملک کے کروڑوں بچوں میں کس درجہ کے امتیازی تفریق ہوں گے۔ ایک نفسیاتی حقیقت یہ بھی ہے کہ مخصوص عمر کے بچوں کی ضروریات اور دلچسپیاں یکساں نہیں ہوتی ہیں۔ اس لئے نصاب تیار کرتے وقت اس طرح کے اختلافی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے اکتسابی تجربات کا تعین کر کے سرگرمیوں اور پروگراموں کا انتخاب کیا جانا چاہئے۔

(9) پختگی کا اصول:

کسی بھی چیز کو خواہ علم ہو یا ہنر، سیکھنے کے لیے جسم اور ذہن کا آمادہ ہونا ضروری ہے۔ جسمانی اور ذہنی آمادگی کا تعلق پختگی سے ہے۔ اس لیے نصاب تیار کرتے وقت، ذہن اور اعضا کی پختگی کا خیال رکھنا چاہیے۔

(10) ربط کا اصول۔

سماجی علوم کے مواد کو اس طرح منظّم کرنا چاہئے کہ اس مواد کا دوسرے مضامین سے ربط قائم ہو جائے۔ یعنی کسی موضوع کا مطالعہ کرتے وقت اس تمام متعلقہ مواد سے مدد لینی چاہئے۔ جو موضوع زیرِ غور ہو واضح طور پر سمجھنے میں معاون ہوسکتا ہے۔ ثانوی مرحلہ تک سماجی علوم کا مربوط نصاب ہی ترتیب دینا چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

1. سماجی علوم کے تدوین نصاب کے اصول بیان کیجیے۔

سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کے طرز رسائی Approaches of Organising Social Studies Curriculum

کسی بھی مضمون کی تدریس کے لیے نصاب کو منتخب کرنے کے بعد اس کو منظّم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نصاب کی تنظیم ان مقاصد پر منحصر ہوتی ہے جو تعلیم کے ذریعہ تعین کئے جاتے ہیں۔ آج ایک معلم کے سامنے سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ نصاب کی تنظیم کس طرح کریں تاکہ تدریس بہتر ہو سکے اور طلباء کو اس سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔

سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کے لیے کئی طرح کے طریقے اور طرز رسائی آزمائے جا چکے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں کچھ نہ کچھ خامیاں ہیں اور کچھ خاصیتیں بھی ہیں۔ یہ ٹیچر کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلباء کی ضرویات ان کی عمر وسطح اور اس کے ساتھ ساتھ سماجی قومی اور بین الاقوامی ضرورت کے مطابق اغراض ومقاصد کے حصول کو یقینی بنائیں۔

کسی واحد اور بے لچک انداز سے نصاب کے تنظیم کرنے کی وجہ سے مذکورہ مقاصد کے حصول میں عدم توازن پیدا ہو جاتا ہے۔ اس حصہ میں سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم مختلف اور متبادل طرز رسائی کے انتخاب کے کلیدی نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ طرز رسائی مندرجہ ذیل ہیں:

8.5.1 ہم مرکز طرز رسائی

8.5.2 چکر دار طرز رسائی

8.5.3 تاریخ وار طرز رسائی

8.5.4 موضوعی طرز رسائی

8.5.5 ارتباطی طرز رسائی

8.5.1 ہم مرکز طرز رسائی:

ہم مرکز طرز رسائی پر منحصر تنظیم میں پرائمری سطح پر طلباء میں عام سوچ کی نشو ونما کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور طلباء کے ذہنی نشو ونما کے ساتھ ساتھ ان کے عام معلومات کو وسیع شکل دی جاتی ہے۔ تجربات اور مشاہدے سے ٹھوس اور پائیدار آموزش حاصل ہوتی ہے۔ شہریت اور سماجیات کے مطالعہ میں تسلسل قائم رہتا ہے۔ جب طلباء ثانوی تعلیم پوری کرنے کی حالت میں پہونچتے ہیں تو ان کیحاصل شدہ ٹھوس تصورات بہتر ہوکر وسیع طرز رسائی کو چھونے لگتے ہیں اور اس میں ایک واضح سمجھ کی نشو ونما ہونے لگتی ہے۔ اس طرز رسائی میں تدریسی مواد کو ہر ایک تعلیمی سطح پر پوری طرح لیا جاتا ہے۔ اور یہی مواد چھوٹے چھوٹے مختلف سطحوں پر ترقی کرتی رہتی ہے۔ مثلاً آزادی کی لڑائی کا علم طلباء کو پرائمری سطح سے دینا شروع کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے انہیں اس لڑائی سے متعلق حادثات کا علم دیا جاتا ہے۔ ثانوی سطح تک پہونچتے پہونچتے آزادی کی لڑائی کی کوششوں کو سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ اپنے ملک کی آزادی کی لڑائی کا دوسرے ملک کی آزادی کی لڑائی سے موازنہ کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ اس طرح علم تو وہی رہتا ہے لیکن اس کا دائرہ وسیع ہوجاتا ہے۔

ہم مرکز طرز رسائی کی افادیت:۔

(1) پرائمری سطح سے ثانوی سطح تک مواد مضمون کے لگاتار آموزش میں مدد۔

(2) نفسیاتی اصول سادہ سے پیچیدہ کی طرف پر منحصر

(3) معلوم سے غیر معلوم کی طرف بڑھنا آسان۔

(4) مہارت کے لئے بنیاد بنانا۔

(5) طلباء میں بچپن سے سماجی علوم کے لئے دلچسپی پیدا کرتی ہے۔

8.5.2 چکردار طرز رسائی:

سماجی علوم کے مطالعہ کی تدریس میں مختلف طرز رسائی کا استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں انسان کے متعلق سبھی طرح کی جانکاری دی جاتی ہے۔ سماجی علوم کا نصاب زیادہ مشکل ہے۔ ہر ایک طرز رسائی میں مختلف حصوں کو اپنے طریقہ سے مواد کا مطالعہ اور تدریس کی شکل میں پیش کیا ہے۔ لیکن سماجی علوم کا مطالعہ تدریس کا خاص مقصد انسانی ترقی کو سمجھانا ہے۔ میتھلی شرن گپت نے اپنی کتاب ''بھارت بھارتی'' میں لکھا ہے۔ ہم کیا تھے، کیا ہوگئے اور کیا ہوں گے سبھی آؤ سب مل کر سونچیں۔ یہ بیان سماجی علوم کے مواد، مطالعہ اور تدریس کے حصوں کو دکھاتا ہے۔ یہ جملہ انسانی ترقی اور مستقبل کے منصوبہ کا راستہ دکھاتا ہے۔ ماضی کی بنیاد پر حال کو سمجھیں اور مستقبل کے لئے منصوبہ بنائیں۔ انسانوں کی ترقی میں معاشی ترقی اس میں جغرافیائی حالتوں اور انتظامیہ کا دین سمجھیں۔ تاریخ میں حالات اور واقعات کی جانکاری حاصل نہیں ہے۔ پھر بھی اس زمانہ میں معاشی اور سماجی ترقی جغرافیائی حالات اور انتظامی امور کے نظام کو کس طرح متاثر کیا۔ اس طرح کے مطالعہ کے طرز رسائی کو چکردار طرز رسائی کا نام دیا جاتا ہے۔

سماجی علوم میں کسی زمانہ کا تاریخی مطالعہ اس طرح کیا جائے کہ اس زمانہ کے آغاز کے معاشی، سماجی ترقی کی کیسی حالت تھی اور وقت کی تبدیلی کے مطابق جغرافیائی حالات، سیاسی سرگرمیاں اور نظام نے کس طرح اثر ڈالا۔ انسانی ترقی میں معاشی، سیاسی، جغرافیائی اور سیاسی حالات اثر ڈالتی رہی ہے اس طرح کے مطالعہ کو چکردار طرز رسائی کہتے ہیں۔

چکردار طرز رسائی کے اصول:

1۔ مواد کے اقدار کا علم کرانا۔

2۔ سماجی علوم کی افادیت کا علم دینا۔

3۔ معاشی اور سماجی ترقی میں جغرافیائی نظام کا علم دینا۔

4۔ زمانہ کے مطابق معاشی وسماجی ترقی کا علم کرانا۔

5۔ سماجی ترقی وتبدیلی کا علم مخصوص طریقہ سے کرانا

چکردار طرز رسائی کے فوائد:

1۔ اس طرز رسائی میں دوسرے طرز رسائی جیسے ارتباط، مربوط طرز رسائی کو شامل کرتے ہیں۔

2۔ سماجی علوم میں اس کے مختلف اجزا کی کارکردگی اور افادیت کا علم ہوتا ہے۔

3۔ اس طرز رسائی کو تاریخ پر مرکوز مانتے ہیں۔

4۔ سماجی علوم کے خاص ہدایات کے مطابق تدریس کا منصوبہ تیار کیا جاتا ہے اور سلسلہ وار ترقی پر زور دیا جاتا ہے۔

5۔ اس سے سماجی علوم کے مخصوص مقاصد کی حصولیابی کی جا سکتی ہے۔

6۔ سماجی علوم کا خاص مرکز انسان ہے۔ اس ماضی، حال اور مستقبل کی پیشن گوئی سے متعلق نصاب اور تدریس کا منصوبہ بنایا جاتا ہے۔

چکردار طرز رسائی کے حدود:

چکردار طرز رسائی کے حدود مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ چکردار طرز رسائی کافی مشکل ہے۔

2۔ سبھی اساتذہ اس کا استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔

3۔ طلباء کو اس طرز رسائی کے ذریعہ سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔

4۔ اس طرز رسائی کی حکمت عملی وسیلے سے نہیں ہے۔

8.5.3 تاریخ وار طرز رسائی:

تدریس اور نصاب کے نظریے سے دو تصور وابستہ ہیں:

پہلا تدریس اور نصاب تاریخ وار ہی ہونا چاہئے۔ دوسرا تدریس نصاب طرز رسائی کے سلسلہ کے مطابق کی جائے۔ لیکن تدریس کے نظریہ سے دونوں کو الگ الگ شکل میں استعمال کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ دونوں کو ضم کر دیا جائے۔

تدریسی اصول:

1۔ تدریس اور نصاب کے انتخاب میں طلباء کی دلچسپیوں اور قابلیت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

2۔ طلبا کی ذہانت کی نشو ونما کی بنیاد پر مواد کو مشکل بنایا جاتا ہے۔

3۔ یہ طرز رسائی نفسیات کے اصولوں پر منحصر ہے۔

4۔ طلباء میں مضمون کے لئے دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

تاریخ وار طرز رسائی کے طریقے:

اس میں خاص کر یہ چار طریقوں کا استعمال کیا جاتا ہے:۔

1۔ ٹائم لائن

2۔ ٹائم گراف

3۔ تقابلی ٹائم گراف

4۔ ٹائم چارٹ

(1) ٹائم لائن:

ٹائم لائن تجربہ کی ترقی کوتاریخ وار دیکھنے کے لئے ہے۔مثلاً ایک صدی کوایک انچ کے اندر دکھایا جاسکتا ہے۔ ہرایک انچ کا ایک دسواں حصہ دس سالہ مدت کودکھائے گی۔سال کو بائیں طرف لکھتے ہیں اوردائیں طرف طریقہ کودکھاتے ہیں اورکوئی خاص حادثہ میں لکھا جاتا ہے۔

ٹائم لائن کا استعمال کسی بڑی شخصیت کی زندگی کو بتانے اور دکھانے کے کام آتا ہے۔

اس ٹائم لائن میں زندگی کے خاص واقعات کو پیدائش سے لے کرموت تک کی زندگی کو دکھایا گیا ہے۔شیواجی کی پیدائش ۱۶۳۰ء میں اور وفات 1680ء میں ہوئی تھی۔

ٹائم لائن کا تاریخ کی تدریس میں خاص اہمیت ہے کیونکہ کم سے کم وقت میں تمام واقعات کوٹائم لائن کے ذریعہ طلبا کودکھایا جاسکتا ہے۔جس میں گراف کوسیکھنے میں شامل کیاجاسکتا ہے۔اس سے تدریس دلچسپ اور موثر ہوتا ہے۔

ٹائم گراف کا استعمال ترقی کوسلسلہ وار دکھانے کے لئے کیا جاتا ہے۔اسی طرح تقابلی ٹائم گراف کا استعمال کیا جاتا ہے۔مغل اورمراٹھا دوگراف پر موازنہ کا مطالعہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اس طرح کا گراف زیادہ تر گراف پیپر پر تیارنہیں کیا جاتا ہے۔اس طرح ٹائم چارٹ کا بھی تاریخ وارمعاشیات کی تدریس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

8.5.4 موضوعی طرزرسائی:

موضوعی طرزرسائی نصاب تنظیم کا ایک ایسا طریقہ ہےجس میں مخصوص مضمون سے متعلق مواد جمع کئے جاتے ہیں۔امریکہ میں اس طرزرسائی کوکافی اہمیت دی گئی ہے۔اس کے ذریعہ تاریخی چیزوں کوقوت حاصل ہوتی ہے۔اس میں ہندوستانی تاریخ کوکئی حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔مغل کی حکومت، آزادی کی لڑائی،۱۹۴۲ء کا ہندوستان چھوڑ وتحریک وغیرہ ان میں سے ہرایک عنوان اپنے آپ میں مختلف اورالگ ہے۔دوران تدریس معلم ان میں رشتہ قائم کرتا ہے۔کس عنوان میں کیا کیا شامل ہونا چاہئے۔موضوعی تنظیم اکثر تاریخی نصاب کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔بہت ساری درسی کتابوں کی تنظیم۔موضوع کے بنیاد پرہوتی ہے۔جس میں کچھ اسباق کوجمع کرکے ایک اکائی کا نام دے دیا جاتا ہے۔ہرایک سطح پر بچے کی ذہنی صلاحیت اور دلچسپی کے مطابق موضوع کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

موضوعی طرزرسائی کے فائدے:۔

(1) تسلسل مہیا کرتا ہے۔

(2) موضوعی موادکواہمیت دیتا ہے۔

(3) ہرایک موضوع کا دوسرے موضوع سے ربط رہتا ہے۔

(4) آموزش کوسادہ اورآسان بناتا ہے۔

(5) معلم کے لئے اثر دار مواد مہیا کرتا ہے۔کیونکہ اسکے ذریعہ سبق کے دشوار موادکو پڑھانا آسان ہوتا ہے۔

(6) یہ طرز رسائی نفسیاتی ہے کیونکہ اس میں موضوع کا انتخاب طلباء کی دماغی اور ذہنی قابلیت واہلیت کے مطابق ہوتا ہے۔

(7) کسی بھی موضوع کو خواہ وہ ماضی یا حال سے متعلق ہو اس کو تاریخی، جغرافیائی، سیاسی، تہذیبی، سماجی وغیرہ مختلف طریقوں سے سمجھا جاسکتا ہے۔

(8) یہ سماجی علوم کی تدریس کو بامقصد بناتا ہے۔

(9) سادہ سے عام سے مشکل کی طرف لوٹتا ہے۔

(10) یہ عملی ڈھنگ سے اہم چیزوں کی معلومات فراہم کرتا ہے۔

موضوعی طرز رسائی کے حدود:

(1) موضوعی طرز رسائی ہم مرکزی طرز رسائی کے بہ نسبت زیادہ کارآمد ہے کیونکہ یہ زیادہ نفسیاتی ہے۔ یہ طلباء میں دلچسپی، حوصلہ افزائی اور نشو ونما کرنے میں زیادہ کارگر ہے۔

(2) یہ ایسی سادگی پر منحصر ہے جو طلباء کو دھوکہ میں رکھ دیتی ہے۔

(3) اس پر کوئی ایک رائے نہیں ہے کہ ایک بہتر طرز رسائی میں کیا ہونا چاہیے۔

(4) اس طرز رسائی میں بہتر مطالعہ کے لئے اچھی لائبیری کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کی زیادہ تر اسکولوں میں بہت کمی پائی جاتی ہے۔

(5) اس طرز رسائی کے موزوں انتخاب کے لئے اچھے اساتذہ کی کمی پائی جاتی ہے۔

(6) ایک طرز رسائی سبھی نظریے سے پیش کرنا کئی بار طلباء کی دماغی صحت کے مطابق نہیں ہوتا۔

(7) یہ طرز رسائی طلباء میں ہر جگہ تجربہ حاصل کرنے میں مددگار نہیں ہوتا۔

(8) اس کے اندر طلباء کو نئے نئے ایجاد کی جانکاری مہیا نہیں کرائی جاسکتی اور مختلف قسم کی سرگرمیاں شامل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

8.5.5 بین شعبہ جاتی ارتباطی طرز رسائی

سماجی علوم کے تصورات کی انتہاؤں کے درمیان ایک جانب انفرادی مضامین ہیں تو دوسری جانب بین کلیاتی اور کثیر شعبہ جاتی طرز رسائی کے بہ شمول مربوط طرز رسائی کے بعض دوسرے خیالات بھی پائے جاتے ہیں۔ عنوان کے مطابق یہ طرز رسائی انفرادی مضمون کے ساتھ گہری وابستگی کو رد کرتے ہیں۔ بین شعبہ جاتی طرز رسائی ایک یا ایک سے زیادہ علحدہ مضمون کے شعبوں کو باہم مربوط کرتا ہے۔ مثلاً سیاست اور معیشت کو باہم مربوط کرتے ہوئے سیاسی معاشیات بنایا جاسکتا ہے۔ یہ مضمون اپنے اندر دونوں شعبوں کے اہم عناصر کو سموئے ہوئے ہے۔ کثیر شعبہ جاتی طرز رسائی کی اصلاح کو اکثر تصوراتی، حصول معلومات کے طریقوں اور کئی شعبوں سے متعلق تصوراتی اسکیموں سے استفادہ کی کوشش کو بیان کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جن کو باہم ایک دوسرے کے ساتھ بحیثیت مجموعی اختیار کرنے سے نصاب تیار کرنیوالے کو مدد ملتی ہے۔ ان دونوں طرز رسائی کی اہمیت اس بات پر منحصر ہے کہ انہیں کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ تاریخ جغرافیہ کے نصاب دوسرے مضامین کے زیر اثر نہیں رہیں گے۔ انفرادی طور پر کمرہ جماعت میں اساتذہ کبھی کبھی دیگر شعبہ جاتی معلومات پہونچا سکتے ہیں۔ اور نقطہ نظر کا تعارف بھی کرا سکتے ہیں۔ حالانکہ ابھی اس پہلو سے عملی کام کی بہت زیادہ توسیع نہیں ہوئی ہے۔ نصاب کے منصوبہ بنانے والوں کی زیادہ توجہ بین کلیاتی اور بین شعبہ جاتی طرز رسائی پر مرکوز رہی ہے۔ مثلا جب بھی آزادی کی تحریک کے بارے میں گفتگو کریں تو یہ تاریخ اور مغربیت کے درمیان ربط پیدا کرنے کا عمل ہوگا۔

علم میں اضافہ کے ساتھ ساتھ انسانوں نے اپنی سہولت کے لئے اس کو حصوں میں منقسم کردیا ہے۔ اور حصوں کو مضمون کا نام دیا گیا۔ لیکن مضمون علم کی تقسیم نہیں ہے بلکہ یہ صرف نظریہ کا فرق ہے۔ تمام مضامین کا اپنا ایک مقصد اور نظریہ ہوتا ہے۔ جن کے حصول کے لئے وہ کوشاں وسرگرداں رہتا ہے۔

دوسری طرف بچے کا دماغ علیحدہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ہی ہے اور سبھی مضمون کی جانکاری اسی ایک دماغ کے ذریعہ حاصل کی جاتی ہے۔ ارتباطی طرز رسائی کا خاص مقصد نصاب کو آسان اور دلچسپ بنانا ہے۔ طلبا کے ساتھ ساتھ یہ اساتذہ کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس طرز رسائی کے ذریعہ وقت کی بچت کی جاسکتی ہے۔ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ مضامین کو ارتباط کرکے پڑھایا جاسکتا ہے۔ اگر انسانی رشتوں کو صحیح طور پر سمجھنا ہے تو مضمون کو ارتباطی شکل میں تعلیم دینا طلباء کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ سماجی علوم کے مواد کو ارتباط کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تین طریقے ہیں:

☆ عمودی ارتباط

☆ افقی ارتباط

☆ زندگی سے ارتباط

☆ عمودی ارتباط:

یقیناً ایک مضمون کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں۔ نصاب تیار کرتے وقت ان پہلوؤں کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ طلباء کو مضمون کا باقاعدہ علم ہو جائے اور مضمون کی سالمیت بھی قائم رہے۔ مثلاً سماجی علوم میں معاشیات کا مواد تعلیم اس کے پانچ مخصوص اسباب صرف دولت، پیداوار، مبادلہ، تقسیم دولت اور حکمت مالیہ پر مشتمل ہے۔ ظاہر ہے چونکہ یہ ابواب معاشی مشاغل سے متعلق ہیں اس لیے اس میں ربط پایا جاتا ہے۔ اس طرح کے باہمی ربط کو ذہن نشیں کرانا۔ عمودی ارتباط کہلاتا ہے۔ معاشیات کے ان حصوں میں صرف دولت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ صرف دولت کے لئے ہی پیداوار کی جاتی ہے اور پیداوار کا مبادلہ اور تقسیم کے ذریعہ صرف کیا جاتا ہے۔ اس لئے معاشیات کے کسی پہلو کے مطالعہ کرنے میں ان حصوں کے باہمی تعلق کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح کسی موضوع کو پڑھاتے وقت سابقہ معلومات کا استعمال عمودی ربط کی ایک شکل ہے۔

☆ افقی ارتباط:

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے کہ انسانی تجربات پر منحصر مختلف علوم کو مربوط کرکے ہی صحیح علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ایک مضمون کو پڑھاتے وقت اکثر دوسرے مضامین سے مربوط کرنے کو افقی ارتباط کہا جاتا ہے۔ افقی ارتباط دو طرح کے ہوتے ہیں۔

- اتفاقی یا ضمنی ربط
- منصوبہ بند ربط

- ضمنی ربط:

اس میں اساتذہ پہلے سے کوئی پلان مرتب نہیں کرتے ہیں بلکہ پڑھاتے وقت کسی نقطہ کی وضاحت کرنے کے لئے دوسرے علوم کے مواد کو استعمال کر لیتے ہیں۔ جیسے کپڑا کی صنعت کے بارے میں بحث کرتے وقت کپڑا کے لئے کچا مال یعنی کپاس کی بات آتی ہے تو وہ کپاس پیدا کرنے والے علاقوں، مٹی پانی اور پیداوار کے لئے آب وہوا وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح جغرافیہ کے متعلق معلومات فراہم کرنا ضمنی یا افقی ربط کہلائے گا۔

- منصوبہ بند ربط:

اس میں اساتذہ ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے ذریعہ کسی مضمون کو پڑھاتے وقت دوسرے مضامین کے متعلقہ مواد کو بھی استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اکثر نصاب تعلیم وضع کرنے میں ہی اس نقطہ کو دھیان میں رکھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر زیر ثانوی مرحلہ پر سماجی علوم کا نصاب ایک مربوط مثال ہے جس میں ہر مضمون کے لازمی اکائیوں کو شناخت کرکے ان کی تعلیم کو اس طرح مربوط کئے جانے پر زور دیا گیا ہے۔ طلباء حقائق اور صحیح پس منظر میں اور انفرادی مضمون کی ہیئت کو نقصان پہونچائے بغیر مناسب معلومات حاصل کرسکیں۔

زندگی سے ارتباط

حالت زندگی سے بے نیاز ہوکر علم حاصل کرنا ایک عبث فعل ہے۔اس لئے کہ عملی تعلیم سے ہی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ایک اچھے شہری کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے سماج، علاقہ ملک اور پوری دنیا کے معاملات میں موئثر طور پر حصہ لے، چنانچہ تعلیم کا ایک اہم مقصد طلبا میں یہ جاننے کی دلچسپی پیدا کرنا ہے کہ لوگ کس طرح رہتے سہتے ہیں اور مختلف معاشی، سماجی، معاشرتی اور سیاسی رواداری میں کس طرح کام کرتے ہیں۔اس لئے اس کی سخت ضرورت ہو جاتی ہے کہ طلباء کو کلاس روم سے باہر اور حقیقی زندگی کی صورت حال سے روشناس کرایا جائے۔انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں سماجی معاشی سیاسی وغیرہ مشاغل کا دخل ہوتا ہے۔سماجی علوم کو زندگی سے مربوط کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تصورات، اصولوں اور رجحانات کو واضح کرتے وقت ان کا تعلق حقیقی زندگی سے وابستہ کیا جائے۔اس سے طلباء کو صحیح واقفیت ہوگی اور ساتھ ساتھ ان کا اطلاق عملی زندگی میں پیش آنے والے واقعات اور مسائل پر بھی کر سکیں گے۔اسکول میں Co-operative اسٹور، کینٹن، بچوں کا بینک قائم کر کے طلباء کو بعض سماجی اداروں سے واقف کرایا جاسکتا ہے۔اس طرح ایک علاقے کا سروے ایک فیکٹری یا زراعتی فارم یا گھریلو صنعت کا مطالعہ، پوسٹ آفس، اور بینک وغیرہ کے کارگذاری کا مشاہدہ کر کے سماجی علوم کے بعض اصولوں کا ٹھوس اور پائیدار علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

1. سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کی مختلف طرز رسائی کے بارے میں تفصیل سے بیان کیجیے۔
2. موضوئی طرز رسائی اور بین شعبہ جاتی ارتباطی طرز رسائی کے درامیان کیا فرق ہے؟

8.6 سماجی علوم کی درسی کتابیں Text Books of Social Studies

قدیم زمانہ میں استاد لکچر کے ذریعہ اپنے خیالات کو طلباء تک پہنچاتے تھے۔لیکن جب سے لکھنے کا فن شروع ہوا تو درسی کتابوں کے لکھنے اور چھپنے کا رواج بھی پڑا۔اس طرح استاد کو درس و تدریس کے لیے ایک معاون حاصل ہو گیا جو درسی کتاب کی شکل میں ملا ہے۔

درسی کتاب طلبہ کے ایک خاص گروپ کے لئے تجویز کی جاتی ہے۔نصاب میں شامل تمام مواد کا احاطہ کرتی ہے۔اور کمرۂ جماعت میں تدریس و اکتساب کی بنیاد مانی جاتی ہے۔درسی کتاب بچوں کی استعداد کے مطابق اور ان کے ذہنی شعور کی غمازی کرنے والی ہوتی ہے۔

تعلیم و تدریس کے شعبہ میں درسی کتابوں کی بڑی اہمیت مانی جاتی ہے۔کیونکہ درسی کتاب وہ اہم وسیلہ ہے جس پر معلم کے تمام درسی پروگرام کی کامیابی کا انحصار ہوتا ہے۔یہ وہ مرکزی تار ہے جس کے ارد گرد تدریس و اکتساب کے جملے تانے بانے بنے جاتے ہیں۔پڑھنے پڑھانے کے مختلف مواقع میں درسی کتاب طلبہ کو مدد پہنچاتی ہے۔کتابوں کے ذریعہ ہی بچوں میں قومی اور ثقافتی ورثہ منتقل ہوتا ہے۔طلبہ خود ان درسی کتابوں کے مطالعہ سے مختلف موضوعات کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں یا پھر معلم کے ذریعہ ان کو معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ہر مسلک کے تعلیمی نظام میں درسی کتابوں کی قدر و منزلت ہے۔

امریکی ماہر تعلیم Wesley کا کہنا ہے:

درسی کتب تعلیم کا معیار مقرر کرتی ہے۔اور ان کے مطالعہ ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا تعلیمی معیار کیسا ہے۔اس نے معاشرتی علوم کی کتابوں کا خاص طور سے ذکر کیا ہے۔کتابیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ معلم کو کیا جاننا چاہئے اور طلبہ کو کیا سیکھنا چاہیے۔ان کی تدریسی عمل سے تعلیمی معیار اور طریقۂ تدریس دونوں متاثر ہوتے ہیں۔

Wesely Sheetle اور T.H. Sheetle کا قول ہے کہ درسی کتابوں کے غلط استعمال سے لوگوں میں غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ نصاب میں درسی

کتب کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔کتاب کا مصنف صرف اپنے مضامین لکھنے میں مصروف رہتا ہے۔معاشرتی قدروں کا خیال نہیں رکھ پاتا اور نہ تو ان کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ معلمین کے لئے درسی کتاب کے استعمال سے بچنا کسی طرح ممکن نہیں۔

حقیقی تعلیم یہ ہے کہ درسی کتاب کے علاوہ بھی دوسری کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔اس سے زیادہ سے زیادہ قیمتی معلومات حاصل ہوسکتی ہے۔اور تعلیم کی محدودیت سے طلبہ بہ آسانی باہر نکل سکتے ہیں۔درسی کتب کی افادیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔لیکن ان پر محنت کی ضرورت ہے۔وہ معلومات کے بجائے تمام موضوعات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوں۔وہ تمام قسم کی غلطیوں سے پاک ہوں۔اوران مواد کا مقصد صرف سماج کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو۔درسی کتب تعلیمی ساز وسامان میں سب سے اہم افادیت کی حامل ہوتی ہیں۔اوران کو جماعتی تدریس ہی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں درسی کتابیں تیار کرنے کا کام قومی سطح پر ماہرین کے ذریعہ این . سی. آر. ٹی میں ہوتا ہے۔ یہاں معیاری درسی کتابیں تیار کیجاتی ہیں یہی کام مختلف ریاستوں میں ایس۔سی۔ئی۔آر۔ٹی کرتی ہے۔ان کتابون کے مواد میں ریاست کی زندگی کی جھلک ملتی ہے۔

ڈگلس نے اس کی اہمیت پر لکھا ہے:

موثر استاد کے لئے یہ بہت ہی معاون اورامدادی اشیاء میں سب سے زیادہ معتبر سمجھی جاتی ہے۔

The text book may be one of the most helpful aids to the affective teachers (Mille Donglass)

کینتھ کا کہنا ہے کہ معلم ناقص درسی کتاب استعمال کرتا ہے یا اچھی کتاب کو ناقص طریقہ سے استعمال کرتا ہے تو پھر آموزش غیر تشفی بخش ہوگی۔لہٰذا درسی کتاب کا استعمال بہتر طریقہ سے ہونا چاہئے اور یہ بات صاف ہونی چاہئے کہ درسی کتاب معلم کا درجہ نہیں لے سکتے۔معلم کا کام ان درسی کتابوں کو اچھی طرح اچھے ڈھنگ سے طلبا میں پیش کرنا ہے۔

درسی کتابوں کی اہمیت کو ہم مندرجہ ذیل نکات میں پیش کرسکتے ہیں:

1۔ درسی کتاب سے استاد کی رہنما ہوتی ہے۔

2۔ یہ طلبہ کے حافظہ کا وسیلہ بنتی ہے۔

3۔ تدریس کے عمل کو منظّم بناتی ہے۔

4۔ وقت کی بچت کراتی ہے۔

5۔ تدریسی مواد کا تعین کراتی ہے۔

6 ۔ امتحان کے دوران بڑی معاون ثابت ہوتی ہیں۔

درسی کتابوں کی نوعیت اوراہمیت کے بارے میں بہت بحث ہوچکی ہے۔اب ان کے انتخاب کا مسئلہ ہے جو بہت ہی پیچیدہ ہے۔موجودہ دور میں اسی کتاب کے انتخاب میں معروضی جائزہ پر زور دیا جانے لگا ہے۔لیکن یہی کام بہت ہی مشکل ہے۔اگر کتاب کا معیار مفصل طور پر طے کردیا جائے اور درسی کتاب انتخاب کرنے میں اساتذہ کو بھی شریک کرلیا جائے تو بہتر نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے۔درسی کتابوں میں دو قسم کی خوبیاں ہونی ضروری ہیں۔

1۔ ظاہری خوبیاں

2۔ باطنی خوبیاں

ظاہری خوبیاں:

1۔ کاغذ سفید اور عمدہ کوالٹی کا ہو۔

2۔ کاغذ اتنا موٹا ہو کہ ایک جانب کی لکھاوٹ دوسری جانب دکھائی نہ دے۔

3۔ حروف جلی اور چھوٹے بچوں کی کتابوں میں موٹے حروف ہوں۔

4۔ جلد مضبوط اور خوبصورت ہو۔

5۔ سرورق عمدہ، جاذب نظر اور دلکش ہو۔

6۔ اندر میں حسب ضرورت خوبصورت رنگین تصاویر ہوں۔خاص کر چھوٹے بچوں کی کتابوں میں اس کا دھیان ضرور رکھا جائے۔

7۔ تصاویر صاف اور غیر مبہم ہوں

8۔ سائز ایسا مناسب ہو کہ اٹھانے، رکھنے، اور لے جانے میں دشواری نہ ہو۔

9۔ کتاب کی قیمت عام طالب علم کی طاقت خرید کے اندر ہو۔

باطنی خوبیاں:

1۔ مضمون کا مواد بچوں کی روزمرہ زندگی سے متعلق ہو۔

2۔ مضامین مختلف موضوعات جیسے سائنس، عملی مضامین، شخصیات کے ہوں۔

3۔ مختلف اصناف کے مضامین شامل کئے جائیں۔

4۔ اسباق بچوں کی استعداد کو دھیان میں رکھتے ہوئے منتخب کئے جائیں۔اسباق کو آسانی سے مشکل کی طرف بتدریج جگہ دی جائے۔

5۔ بچوں کی دلچسپی کا لحاظ رکھتے ہوئے اسباق منتخب کیے جائیں۔

6۔ الفاظ کے استعمال میں ترتیب اور تدریج کا خیال رکھا جائے۔

7۔ ہر سبق کے خاتمہ پر طلباء کو مشق کیلئے سوالات دیے جائیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے:

1. سماجی علوم کی تدریس میں درسی کتب کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

2. سماجی علوم کی درسی کتب میں کون کون سی خوبیاں ہونی چاہیے؟

8.7 صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں کا تجزیہ اور تنقیدی مطالعہ

Analysis and Critical Study of Social Studies Textbooks of State Boards and and Central Board of Secondary Education

سماجی علوم کی تعریف سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اس کا تعلق براہ راست انسانوں سے ہے اور اس کا موضوع بھی یہی ہے کہ انسانوں کو اچھا شہری کیسے بنایا جائے اور شہریوں کے حکومت سے کس قسم کے تعلقات ہونے چاہئے اور ان کی کیا ذمہ داریاں اور حقوق ہیں۔

بہت سے علوم ہیں جو اپنے اپنے دائرہ اور حدود میں انسانی کردار کا مطالعہ کرتے ہیں۔اسی طرح سماجی علوم کے حدود ہیں اور ساتھ ہی اس کی عملی حیثیت بھی ہے جو دوسرے علوم سے اس کو ممتاز کرتی ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ سماجی علوم کا دیگر مضامین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔انسان کی سماجی سرگرمیوں کا مطالعہ کرنے کے لئے قریب قریب سبھی علوم سے استفادہ کیا جاتا ہے۔اسی لئے سماجی علوم دیگر علوم سے وہ چیزیں اپنے حدود میں شامل کر لیتا ہے جو انسان کی سماجی مسائل کو حل کرنے میں مدد دیتی ہے۔بعض علوم ایسے ہیں جن سے سماجی علوم کو مربوط کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔لہٰذا سماجی علوم کے طالب علم کے لئے

ضروری ہے کہ اس کا مطالعہ کرے کہ سماجی علوم اور دوسرے علوم میں کس قسم کا باہمی ربط پایا جاتا ہے اور اس مطالعہ سے وہ اس علم کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں میں جو چار مضمون شامل کئے گئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ معاشیات

2۔ تاریخ

3۔ جغرافیہ

4۔ علم شہریت

سماجی علوم کے نصاب میں معاشیات کے تحت ملک کے معاشی حالت اور آئے دن کے مسائل جیسے مہنگائی، بے روزگاری، غریبی وغیرہ مسائل کی جانکاری فراہم کی جاتی ہیں جن سے تقریباً دنیا کے سبھی ممالک دوچار ہیں۔ ان۔ معاشیات کے ذریعہ صارفین کو اس بات پر آمادہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کو کیسے مکمل کریں۔ ایک صارف اور گھر کے مکھیا کے لئے معاشیات کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ اسی کے مدد سے وہ کم سے کم آمدنی میں بھی وہ اپنا بجٹ کو پایۂ تکمیل تک پہونچا سکتا ہے اور اپنے خاندان کی ضرورتوں کو پورا کرسکتا ہے چونکہ کسی بھی ملک کی ترقی وامن وسکون کے لئے معاشیات ریڑھ کی ہڈی ہے اس لئے سیاست دانوں کو معاشیات کے مختلف پہلوؤں کی جانکاری ہونی چاہئے۔ سماجی کارکن کو معاشیات کے مطالعہ کے ذریعہ مختلف سماجی اور معاشی مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ مختلف سماجی برائیوں جیسے ذات پات کا نظام، مشترک خاندانی نظام، بیروزگاری، بچپن اور پھر شادی وغیرہ کے معاشی اثرات کو سمجھے بغیر سماجی فلاح و بہبود کے لئے کوئی پروگرام مرتب نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ سماجی معشیات کے مختلف پہلو جیسے زر اور قرض، عالم کاری اور ہندوستانی معیشت کی بھی شمولیت ہے۔ معاشیات کے نصاب میں یہ تمام پہلو شامل کیے جاتے ہیں۔

سماجی علوم کے نصاب میں تاریخ کی شمولیت سے کو سماجی ارتقا کے مختلف مراحل کی سمجھ اور مختلف تہذیب وتمدن کی ترقی کی جانکاری حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس لئے اس مضمون میں یوروپ میں نیشنلزم کا عروج، انڈوچینا میں نیشنلسٹ تحریک، نیشلزم ہندوستان میں، ایک عالم گیر دنیا کا بننا، صنعت کا عہد، کام زندگی اور فرصت کے اوقات اور سماج کی شمولیت کی گئی ہے۔ اس لیےسماجی علوم اس مضمون کا مقصد بچوں کے اندر امن وامان بھی پیدا کرنا ہے اور تاریخ جہاں اپنے دامن میں ماضی کے بہترین روایات کو سمیٹے ہوئے ہے وہیں پران روایات کی مدد سے بچوں میں امن وامان کی خوبیاں بھی پیدا کی جاسکتی ہیں۔

جغرافیہ انسان اور قدرتی ماحول کا مطالعہ کرتا ہے۔ طبعی حالت، آب وہوا، معدنیات، جنگلات وغیرہ قدرتی ماحول کے عناصر ہیں۔ سماجی علوم میں زمین کا تصور ان ہی عناصر پر مشتمل ہے پھر زمین سے غلہ کی شکل میں پیداوار کا مسئلہ الگ اپنا مکمل حیثیت رکھتا ہے۔ زمین میں وہ تمام قدرتی وسائل شامل ہیں جنہیں پیدا کرنے میں انسانی جدوجہد کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ سارے ملک کے امکانی دولت کا ایک اہم حصہ ہوتے ہیں ان کا مناسب اور موزوں استعمال ملک کی ترقی میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں میں جو عنوان شامل کیے گیے ہیں جیسے وسائل اور ترقی، جنگل اور جنگلاتی زندگی کے مسائل، آبی وسائل، زراعت، معدنیات اور توانائی کے وسائل، سامان تیار کرنے والی صنعتیں وغیر شامل ہیں۔

شہریت ایک ایسا مضمون ہے جس کے تحت انسانی حقوق اور فرائض کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ شہریت کے اندر جہاں ایک طرف سماج کے طور طریقوں اور لوگوں کی طرز زندگی کے بارے میں جانکاری حاصل ہوتی ہے وہیں دوسری طرف انسانی زندگی کو ترقی یافتہ بنانے کے لئے اقدامات فراہم کئے جاتے ہیں۔ سماج کی بہتری کے لئے کن کن چیزوں پر غور کیا جائے اور لوگوں کی زندگی اور رہن سہن کو کس طرح بہتر بنایا جائے شہریت اس پر بھی غور کرتی ہے۔ صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں میں شہریت کے اندر کے مضامین جیسے طاقت کی حصہ داری، جمہوریت اور تنوع، جنس، مذہب اور ذات برادری، عوامی جدوجہد اور تحریکیں، سیاسی جماعتیں، جمہوریت کے نتائج اور جمہوریت کے درپیش مسائل جیسے عنوان کو شامل کیا گیا ہے۔

حالانکہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ بچوں کے عمر میں ترقی کے ساتھ سمجھ بوجھ میں بھی ترقی کو دھیان میں رکھکر عنوان کو شامل کیا گیا ہے لیکن علم باہمی ربط کے ساتھ ساتھ منظم شکل میں دی جانی چاہیے جو ایک بچہ کی اہم ضرورت ہے۔اس لئے مضمون مثلاً تاریخ، جغرافیہ، شہریت اور معاشیات کو اس طرح پڑھانا چاہئے کہ بچوں کے اندر صحیح سمجھ بیدار ہو سکے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجیے

1. صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں کا تقابلی جائزہ لیجیے۔

2.8 یاد رکھنے کے نکات Points to Remembe

انگریزی میں Curriculum کی جو اصطلاح استعمال کی جاتی ہے وہ دراصل لاطینی زبان کے لفظ Currere سے ماخوذ ہے جس کا مفہوم ہے دوڑنا یا گھوڑ دوڑ کے میدان کے ہیں۔

- ☆ درسیات کا مطلب ہے تدریس مفہوم کا خاکہ جو کسی کلاس کے لئے متعین کیا گیا ہو۔
- ☆ تدوین نصاب مسلسل چلنے والا عمل ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔
- ☆ تعلیمی عمل استاد کے ذریعہ پائے تکمیل تک پہونچتی ہے۔معلم اپنی سرگرمیوں کا منصوبہ کلاس کی تدریس کے لئے تیار کرتا ہے اس کے خاص تین اجزاء ہیں (1) مقاصد (2) مواد (3) اور طریقہ تدریس
- ☆ ہم مرکز طرز رسائی پر منحصر تنظیم میں پرائمری سطح پر طلبا میں عام سوچ کی نشو ونما کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور طلبا کے ذہنی نشو ونما کے ساتھ ساتھ ان کے عام معلومات کو وسیع شکل دی جاتی ہے۔
- ☆ سماجی علوم میں کسی زمانہ کا تاریخی مطالعہ اس طرح کیا جائے کہ اس زمانہ کے آغاز میں معاشی، سماجی ترقی کی کیسی حالت تھی اور وقت کی تبدیلی کے مطابق جغرافیائی حالات، سیاسی سرگرمیاں اور نظام نے کس طرح اثر ڈالا۔انسانی ترقی میں معاشی، سیاسی جغرافیائی اور سیاسی حالات اثر ڈالتی رہی ہے اس طرح کے مطالعہ کو چکردار طرز رسائی کہتے ہیں۔
- ☆ ٹائم لائنسی قوم، شخص یا معاشرہ کی ترقی کو تاریخ وار دیکھنے کے لیے ہے۔
- ☆ ٹائم گراف کا استعمال ترقی کو سلسلہ وار دکھانے کے لیے کیا جاتا ہے۔
- ☆ موضوعی طرز رسائی نصاب تنظیم کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں مخصوص مضمون سے متعلق مواد جمع کیے جاتے ہیں۔
- ☆ بین شعبہ جاتی طرز رسائی ایک یا ایک سے زیادہ علحدہ مضمون کے شعبوں کو باہم مربوط کرتا ہے۔

8.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں Unit End Activities

طویل جوابی سوالات

1۔ نصاب کا تصور وضاحت کے ساتھ لکھیں۔

2۔ نصاب اور درسیات میں فرق واضح کریں۔

3۔ سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے مختلف اصول بیان کریں۔

4۔ تدوین نصاب کو اثر انداز کرنے والے عوامل بیان کریں۔

5۔ ہم مرکز طرزِ رسائی کو تفصیل سے بیان کریں۔

6۔ سماجی علوم کے درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ پیش کریں۔

مختصر جوابی سوالات

1۔ نصاب کو مثال کے ذریعہ سمجھائے۔

2۔ سماجی علوم کے درسی کتاب کی خصوصیات بیان کریں۔

3۔ نصاب میں لچک کا اصول بیان کریں۔

4۔ درسیات کی تعریف بیان کریں۔

5۔ موضوعی طرز رسائی کی خصوصیات بیان کریں۔

معروضی قسم کے سوالات Objective Type Questions

(a) Currere لفظ کس زبان سے لیا گیا ہے۔

(الف) لاطینی (ب) یونانی

(ج) انگریزی (د) پالی

(b) مندرجہ ذیل میں سے کون سا نصاب کا قسم نہیں ہے۔

(الف) مضمون مرکوز نصاب (ب) طفل مرکوز نصاب

(ج) معلم مرکوز نصاب (د) لچک نصاب

(c) مندرجہ ذیل میں سے نصاب کا اساس کون سا ہے۔

(الف) فلسفیانہ Philosophical (ب) نفسیاتی Psychological

(ج) سماجیاتی Sociological (د) مذکورہ بالا سبھی

(d) مندرجہ ذیل میں سے نصابی تشکیل میں کون سے اصول اہم ہیں۔

(الف) سرگرمی مرکوز (ب) متعلم مرکوز

(ج) کمیونیٹی مرکوز (د) مذکورہ بالا سبھی

(e) نصابی تبدیلی کو اثر انداز کرنے والے عناصر ان میں سے کون ہیں۔

(الف) تکنیکی رجحان (ب) سماجی رجحان

(ج) سائنسی رجحان (د) ان میں سے سبھی

(f) نصابی تبدیلی میں خاص رکاوٹ کون سا ہے۔

(الف) سائنسی رویہ (ب) تکنیکی رویہ

(ج) سماجی رجحان (د) قدامت پسند

2.10 فرہنگ Glossary

Concept	:	تصور (ایک مجرد خیال، کسی شے کے بارے میں اس کی فہم)
Nature	:	نوعیت (مجموعی طور پر فطری دنیا کا مظاہر جس میں پودوں، جانوروں زمین کی دیگر خصوصیات شامل ہیں اور کسی چیز کی بنیادی خصوصیات)
Curriculum	:	نصاب (اسکول یا کالج میں مطالعہ کے کورس پر مشتمل مضامین اور سرگرمی)
Syllabus	:	درسیات (تدریس کے لئے مضامین کا خاکہ)
Evaluation	:	مقصد کے حصول کی جانکاری
Approach	:	طرزِ رسائی(کام کرنے کا طریقہ)

8.11 سفارش کردہ کتابیں Suggested Books

(1) معاشیات کیسے پڑھائیں: ریاض شاکر خاں، ترقی اردو بیورونئی دہلی

(2) تعلیم اوراس کے اصول: محمد شریف خاں، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

(3) Aggarwal, J. C. (2006). Teaching of Social Studies, Vikas Publishing House, Pvt. Ltd., New Delhi

(4) Bining, A.C and Bining D.H (1952). Teaching Social Studies in Secondary Schools, Third Edition, Tata McGraw Hill Publishing Co.Ltd., Bombay

(5) Kochhar, T. C. (2006).Teaching of Social Studies, Sterling Publisher, Pvt. Ltd., New Delhi

(6) Mangal, S. K. & Mangal, U. (2015). Teaching of Social Studies, PHI Learning, Pvt. Ltd., Delhi

(7) Sharma, T. C. (2002). Modern Methods of Teaching Social Studies, Sarup & Sons, N. Delhi

اکائی-9 : سماجی علوم میں تدریسی اشیاء
Instructional Material in Social Studies

ساخت

9.1 تمہید

9.2 مقاصد

9.3 سماجی علوم کے تدریسی واکتسابی عمل میں تدریسی واکتسابی اشیاء کی اہمیت

9.4 تدریسی واکتسابی اشیاء کی درجہ بندی۔

9.5 نقشے اور گلوب

9.5.1 نقشہ

9.5.2 گلوب

9.6 چارٹس وگرافس

9.6.1 چارٹ

9.6.2 گراف

9.7 ماڈل اوراس کے اقسام

9.8 خلاصہ

9.9 فرہنگ

9.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

9.11 مجوزہ کتب

9.1 تمہید

ہندوستانی تعلیم کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہیں کہ قدیم ہندوستان میں درس وتدریس کے الگ الگ طریقے تھے۔عہد قدیم میں طریقۂ تقریر ایک اہم طریقہ تھا۔اس وقت درس وتدریس کے درمیان کسی اشیاء کا استعمال نہیں کیا جاتا تھا بلکہ معلم طلباء کے سامنے تقریر کرتے اور طلباء اسے غور سے سنتے تھے اور یاد کرلیتے تھے۔یعنی طریقۂ تقریر اور طریقۂ حفظ عام تھا۔اس عہد میں تدریسی واکتسابی مواد یا آلات کی کوئی اہمیت نظر نہیں آتی۔اگر عہد قدیم

سے عہد حاضر تک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب تک تعلیم معلم مرکوز تھی تب تک تدریسی واکتسابی اشیاء کا استعمال درس وتدریس میں کوئی خاص اہمیت کا حامل نہیں تھا۔ لیکن جب سے تعلیم طلباء مرکوز ہوئی ہے تب سے تدریسی عمل کے درمیان اس کی اہمیت وضرورت کو سمجھا جانے لگا۔ تعلیم طفل مرکوز ہونے کے بعد تعلیم میں نفسیاتی پہلوؤں پر زور دیا جانے لگا اور تعلیم کا مقصد طلباء کی مکمل نشو ونما و ترقی ہو گیا۔ کمرۂ جماعت میں طلباء کی اہمیت وضرورت پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔ اس کے بعد درس وتدریسی عمل میں تدریسی واکتسابی مواد یا اشیاء کی اہمیت کافی بڑھ گئی ہے۔ آج کے تکنیکی دور میں جب ٹکنالوجی کافی ترقی کر چکی ہے کمرۂ جماعت میں صرف خطاب یا تقریر سے ہم تعلیمی مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ طلباء کے علم میں فروغ ان کی تفہیم کو بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ کمرۂ جماعت میں تدریسی عمل کے درمیان سبق سے متعلق کچھ تدریسی واکتسابی اشیاء کا بھی مظاہرہ کیا جائے تا کہ طلباء سبق کو آسانی سے سمجھ جائیں۔ معلم جب کمرہ ٔجماعت میں درس وتدریس کے درمیان طلباء کو سبق اچھی طرح سمجھانے کے لئے جن جن اشیاء کا استعمال کرتا ہے اسے تدریسی واکتسابی اشیاء کہا جاتا ہے۔

9.2 مقاصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

1) سماجی علوم کے تدریسی واکتسابی عمل کے درمیان تدریسی واکتسابی مواد یا آلات کی اہمیت کو بتاسکیں۔

2) سماجی علوم کے تدریسی واکتسابی عمل میں تدریسی واکتسابی مواد یا آلات کی درجہ بندی کو سمجھا سکیں۔

3) سماجی علوم میں چھپی ہوئی تدریسی واکتسابی مواد، سمعی، بصری، سمعی وبصری آلات کے استعمال سے واقف ہو جائیں۔

۴) سماجی علوم میں نقشہ اور گلوب اوران کے اقسام بتاسکیں گیا ورنقشہ کی زبان، نقشہ پڑھنا، نقشہ بنانا وغیرہ میں مہارت حاصل کرسکیں۔

۵) سماجی علوم میں چارٹ وگراف اوران کے اقسام اوران کے استعمال کے طریقے سیکھ لیں۔

6) سماجی علوم میں ماڈل اوراس کے اقسام کی ضرورت اوراہمیت کو سمجھ سکیں۔

9.3 سماجی علوم کے تدریسی واکتسابی عمل میں تدریسی واکتسابی اشیاء کی اہمیت

آج کی تعلیم طلباء مرکوز تعلیم ہے۔ اس تعلیمی نظام میں طلباء کی نفسیات، دلچسپی اور ان کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر تعلیم دی جاتی ہے۔ کمرۂ جمات میں درس وتدریس کا عمل مؤثر اور دلچسپ بنانے کے لئے معلم مختلف طرح کے سامان کا استعمال کرتا ہے جسے تدریسی آلات یا اشیاء کے نام سے جانا جاتا ہے۔ تدریسی اشیاء کے متعلق کوٹھاری کمیشن نے کہا ہے کہ ”تدریسی معیار کے فروغ کے لئے ہر اسکول کو تدریسی امدادی اشیاء کو فراہم کرنا ضروری ہے۔ یہ ملک میں تعلیمی انقلاب کا باعث ہے“

ہر معلم کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی تدریس مؤثر ہو۔ اس کی پڑھائی گئی چیزوں کو طلباء ذہن نشیں کر لیں۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مدرس بے شمار اور مختلف تدریسی مواد کا استعمال کرتا ہے۔ تدریسی اشیاء کے ذریعہ دی گئی تعلیم بہت ہی پائیدار ہوتی ہے اور طلباء کے ذہن پر اس کا نقش دیر تک قائم رہتا ہے۔ کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کے درمیان معلم اپنے تدریس کو مؤثر اور دلچسپ بنانے کے لئے مختلف ذرائع یا امدادی اشیاء کا استعمال کرتا ہے۔ اس سے معلم سبق کو آسان، واضح اور سہل ترین بناتا ہے۔ اس کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ طلباء کے دلوں میں تدریس سے متعلق ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔ مختلف طریقے کے خیالات کی وضاحت تدریسی اشیاء کے ذریعہ آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ اس کے استعمال سے کم وقت میں معلم طلباء کو زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرانے میں کامیابی ملتی ہے۔ کمرۂ جماعت میں طلباء کو سبق کی طرف آمادہ کرنے میں تدریسی اشیاء کافی معاون ثابت ہوتی ہیں۔ تدریسی اشیاء سے طلباء میں رٹ کر پڑھنے کی عادت کم ہوتی ہے اور غور وفکر کرنے کی عادت کا فروغ ملتا ہے الفاظ وتصورات کو سمجھنے میں بھی سہولت ملتی ہے۔ چارٹ، ماڈل، ٹھوس چیزیں، ساز وسامان، اشیاء اور دوسرے وسائل کا استعمال کر کے معلم اپنی تدریس کو مؤثر بناتا ہے۔ ماہرین تعلیم ایڈ گر ڈیل نے بتایا تھا کہ کسی

مواد کا حرف سن کر 20%، صرف دیکھ کر 30% اور دیکھ اور سن کر 50% تک یاد رکھا جاتا ہے اور تدریسی اشیاء کو دیکھنے، سننے کے ساتھ عمل میں لایا جائے تو اکتساب 70% ہوتا ہے۔ اس سے اشیاء کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

درسی و تدریسی اشیاء کی اہمیت اور ضرورت:

درسی و تدریسی اشیاء کے استعمال کے ساتھ کمرۂ جماعت میں دی گئی تعلیم اثر انداز اور دلچسپ ہوتی ہے۔ درس و تدرس کے درمیان تدریسی اشیاء کا استعال سبق کی آموزش کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے کیونکہ تعلیمی عمل میں اس سے سہولت ملتی ہے۔ ترقی یافتہ مما لک میں درس و تدریس کے درمیان تدریسی آلات کو کافی توجہ دی جاتی ہے۔ ہندوستان میں اس کا استعال اس پیمانے پر نہیں ہوتا جیسا کہ ترقی یافتہ مما لک میں ہوتا ہے۔

درسی و تدریسی اشیاء کی اہمیت اور ضرورت مندرجہ ذیل ہیں:

1) تدریسی اشیاء کا استعال کر کے معلم تدریس کے بنیادی اصولوں پر عمل کرتا ہے۔ تدریسی اشیاء کا استعال کر کے معلم کمرۂ جماعت میں تدریس کی بنیادی اصولوں کو تفصیل کے ساتھ مظاہرہ کر کے طلباء کو سمجھا سکتا ہے۔ تدریسی اشیاء کے ذریعہ بنیادی سہولتوں کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے کیونکہ معلم آلہ کا مظاہرہ کر کے اصولوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے اور طلباء اسے دیکھ کر سیکھتے ہیں۔ کسی بھی چیز کو اگر دیکھ کر سکھایا جائے تو جلدی سمجھ میں بھی آتی ہے اور اس کا اثر ذہن پر طویل عرصے تک رہتا ہے۔

2) یہ طلباء کے اندر دلچسپی پیدا کرنے میں مدد کرتی ہے۔ کوئی بھی نئی چیز اگر انسان کے سامنے لائی جائے تو اسے دیکھنے کی نفسیاتی طور پر جستجو پیدا ہو جاتی ہے۔ معلم کمرۂ جماعت میں جب داخل ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ میں کوئی تدریسی آلہ ہوتا ہے تو اس سے بچوں کے اندر نفسیاتی طور پر ایک دلچسپی پیدا ہوتی ہے کہ استاد اپنے ہاتھ میں کیا لئے ہوئے ہیں۔ جب معلم تدریسی آلہ کے ذریعہ اپنا تدریسی عمل شروع کرتا ہے تو طلباء اس میں کافی دلچسپی لیتے ہیں جس کی وجہ سے کمرۂ جماعت کا ماحول دلچسپ اور مؤثر بن جاتا ہے۔ اور تدریسی عمل کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام پر پہنچتا ہے۔

3) تدریسی اشیاء تدریس اور اکتسابی عمل کو آسان اور پرکشش بناتی ہیں۔ تدریسی اشئے کمرۂ جماعت میں تدریسی و اکتسابی عمل کو آسان کرتا ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ تدریسی اشئے طلباء کیلئے دلچسپی کا سامان ہوتا ہے اور دیکھ کر سیکھنا بھی آسان ہوتا ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ تدریسی و اکتسابی عمل کو تدریسی اشیاء سہل و آسان بناتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اکتسابی عمل کو پرکشش بھی بناتا ہے۔

4) تدریسی اشیاء کی مدد سے اصطلاحات اور مجرد تصورات بڑی اچھی طرح واضح ہو جاتے ہیں۔ تدریسی اشیاء کے ذریعہ اصطلاحات، تصورات وغیرہ کو آسانی سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ کمرہ جماعت میں جب معلم کوئی بھی نئے تصورات کو پڑھانا شروع کرتا ہے تو طلباء کے لئے بھی بالکل نیا ہوتا ہے جسے تقریری تدریس کے ذریعہ سمجھنے میں اسے مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر تدریسی آلہ کے ذریعہ نئے تصوارات کو پڑھایا جائے تو یہ ممکن ہے کہ طلباء اسے با آسانی سمجھ جائیں۔

5) تدریسی آلہ طلباء کے اندر کی خود اکتسابی اور تعمیری صلاحیتوں کو ابھارتا ہے۔ چونکہ تدریسی آلہ کے ذریعہ بچے کوئی بھی مضمون اچھی طرح اور آسانی کے ساتھ سیکھ پاتے ہیں جس کی وجہ سے طلباء خود اکتسابی کی طرف مائل ہوتے ہیں جس سے انکے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے۔

6) تدریسی اشیاء طلباء کو تعلیمی مسائل حل کرنے میں مدد کرتا ہے۔ تدریسی اشیاء کے ذریعہ طلباء اپنے تعلیمی مسائل کو بھی حل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

7) یہ طلباء کے پیدائشی رجحان کو مطمئن کرتی ہیں۔ نفسیاتی طور پر دیکھا جائے تو بچوں کے اندر سامان یا اشیاء سے کھیلنے کا رجحان ہوتا ہے۔ بچہ سامانوں کے ذریعہ بہت شروعاتی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو تدریسی اشیاء بچوں کے پیدائشی رجحان کو مطمئن کرتی ہیں۔

8) تدریسی اشیاء کی مدد سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔تدریسی اشیاء کے ذریعہ کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کے عمل کوانجام دینے سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔تدریسی اشیاء کے ذریعہ کم وقت میں طلباء کومضمون کے پیچیدہ تصورات کوآسانی سے کوسمجھایا جاسکتا ہےاوراس طرح سے درس وتدریس کو انجام دینے سے بچوں کوسمجھنے میں بھی آسانی ہوتی ہےاوروہ جلد سیکھ اور سمجھ جاتے ہیں۔

9) تدریسی اشیاء طلباء کے لئے ایک محرکہ کی حیثیت رکھتا ہےاور ساتھ ہی ساتھ ان کو چاق وچوبند بنادیتا ہے۔تدریسی اشیاء معلم کے ساتھ ساتھ طلباء بھی تیار کرتے ہیں اوراسکے ذریعہ کمرۂ جماعت میں علم حاصل کرتے ہیں۔

10) تدریسی اشیاء بچوں کے اندر تجسس پیدا کردیتی ہیں جس کی وجہ سے وہ مختلف مضامین کی ہیئت کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔چونکہ تدریسی اشیاء بچوں کے اندر دلچسپی اور تجسس پیدا کرتی ہےاوروہ سیکھنے کی طرف مائل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے علم کوفروغ ملتا ہے۔تدریسی اشیاء چونکہ دلچسپی کا باعث ہےاس لئے طلباء مضامین کی ہیئت کو جاننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جوانکے علمی وذہنی فروغ کے لئے اہم ہے۔

9.4 تدریسی واکتسابی اشیاء کی درجہ بندی:

تدریسی واکتسابی اشیاء کی ہم درج ذیل طریقہ پر درجہ بندی کرسکتے ہیں۔

(1) پرنٹیڈ یا چھپی ہوئی اشیاء: ایسی اشیاء جوچھپی ہوئی شکل میں مہیا ہواوراسے پڑھ کرسیکھا جاسکے اسے چھپی ہوئی اشیاء کہتے ہیں جیسے اخبار، رسالہ، میگزین وغیرہ

(2) سمعی آلات: ایسی اشیاء جنہیں سنا جاتا ہو جیسے ریڈیو، ٹیپ ریکاڈر، گراموفون، سی ڈیز وغیرہ سن کرسیکھنے میں مدد کرنے والے اشیاء ہیں۔یہ سبھی سمعی اشیاء کہے جاتے ہیں۔

(3) بصری اشیاء: بصریا شیاء جیسے چارٹ، ماڈل، نقشہ، گراف، تختہ سیاہ، فلم اسکرپٹ، پروجیکٹر وغیرہ جن کو دیکھ کراورسن کر اکتساب میں مدد لی جاتی ہے۔ایسی اشیاء کو بصری اشیاء کہا جاتا ہے۔

(4) سمعی وبصری: سمعی وبصری ایسی اشیاء ہیں جس کو سنا بھی جاسکتا ہےاور دیکھا بھی جاسکتا ہےاس سے اکتسابی عمل کو دلچسپ بنانے اور طلباء کے ذہن کو فروغ دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ہم سنا ہوا بھول جاتے ہیں، پڑھی ہوئی بات کم عرصہ تک ہی یادرکھ پاتے ہیں لیکن سمعی وبصری اشیاء کے ذریعہ حاصل کیا ہوا علم مدت ودیر تک ذہن میں محفوظ رہتا ہے۔اسے سمعی بصری اشیاء کہتے ہیں جیسے۔ٹی۔وی، کمپیوٹر، سنیما اور ڈرامہ وغیرہ۔

چھپی ہوئی اشیاء:(Printed Materials)

چھپی ہوئی اشیاء میں اخبار، رسالہ، میگزین، جرنلس، نصاب سے متعلق معاون کتابیں وغیرہ آتی ہیں۔سماجی علوم کے تدریسی عمل میں ان کی کافی اہمیت ہے۔یہ تدریسی اشیاء کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کے درمیان کافی اہم کردارادا کرتی ہیں۔روزانہ اخبار میں ہم سیاسی، سماجی، معاشی اور حالات حاضرہ سے متعلق خبریں پڑھتے ہیں۔رسالہ اور جرنلس میں بھی انہیں سے متعلق مضمون وتحقیقی مقالہ پڑھتے ہیں۔ان ساری خبروں اور مقالوں سے ہمیں کافی اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں۔جونہ صرف معلم کے لئے بلکہ طلباء کے لئے بھی کافی مفید ثابت ہوتی ہیں۔چونکہ سماجی علوم ہم چار مضامین تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات اور معاشیات کو یکجا کرکے پڑھتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ معلم اور طلباء ان چاروں مضامین سے واقفیت رکھیں۔چھپی ہوئی اشیاء میں ان چاروں مضامین سے متعلق مواد دستیاب ہیں۔آج کے جدید دور میں جب سیاسی، سماجی اور معاشی حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں روزنئی تحقیقات سامنے آرہے ہیں ایسے ماحول میں سماجی علوم کے معلم اور طالب علموں کے لئے لازمی ہے کہ وہ بدلتے ہوئے حالات اور تعلیمی نظام پر باریک نظریں رکھیں اوراپنے علم میں اضافہ کریں۔ان سارے بدلتے ہوے حالات اور تعلیمی رجحان کی تفصیلی معلومات ہمیں چھپی ہوئی اشیاء سے ملتی ہیں۔

سمعی آلات

سمعی آلات میں ہم ان آلات کو شامل کرتے ہیں جن کے ذریع سن کر علم میں اضافہ ہوتا ہے۔

1) ریڈیو:(Redio):

ریڈیو ایک بہت ہی پرانا سننے والا آلہ ہے۔ ریڈیو پر بہت سارے تعلیمی پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں جنہیں سنا کر طلباء کی تعلیمی صلاحیت کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ یہ نشر کافی صاف وسہل ہوتے ہیں اور نصابی جانکاریاں فراہم کراتے ہیں۔ ریڈیو سننے سے سننے اور سمجھنے کی صلاحیت کا فروغ ہوتا ہے۔

2) ٹیپ ریکارڈر:(Tape Recorder)

اس کے ذریعہ پروگرام یا تقریر کو ٹیپ کر کے رکھتے ہیں اور حسب ضرورت طلباء کو کمرۂ جماعت میں سنایا جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ غزلیں، نظمیں، مشاعروں اور تقریروں کو آسانی کے ساتھ ریکارڈ کر کے رکھا جاسکتا ہے اور ضرورت کے مطابق طلباء کو سنایا جاسکتا ہے اس سے تلفظ کی صحیح ادائیگی اور زبان و بیان کی درستگی میں کافی مدد ملتی ہے۔

بصری آلات

بصری آلات وہ آلات ہیں جن کے ذریعہ ہم دیکھ کر معلومات حاصل کرتے ہیں۔

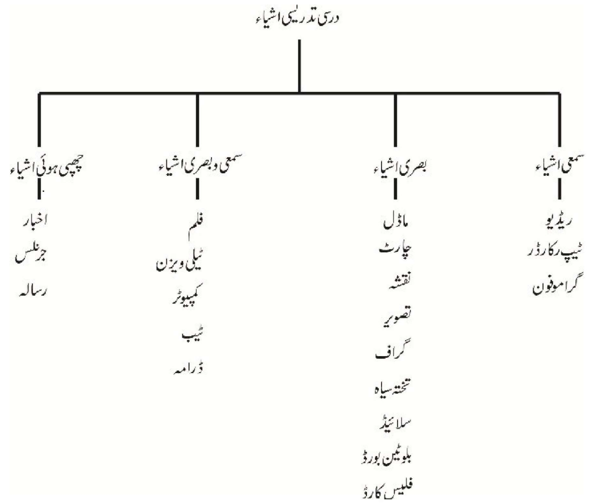

1) تختہ سیاہ(Blackboard)

تختۂ سیاہ کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کا ایک اہم آلہ ہے۔ تعلیمی کمیشن میں تختہ سیاہ کی اہمیت کو بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ہمارے بیشتر اسکولوں میں خاص کر بنیادی اسکولوں میں آج بھی تختۂ سیاہ کی کمی ہے'' جبکہ بنیادی اسکولوں میں تختہ سیاہ درس وتدریس میں کافی اہم رول ادا کرتا ہے۔ تختۂ سیاہ کے استعمال کے بغیر تعلیم دینا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ کمرۂ جماعت میں معلم تختۂ سیاہ میں لکھ کر، تصویر بنا کر طلباء کو سمجھاتے ہیں جو طلبہ کو سمجھنے میں کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

2) حقیقی اشیاء(Real Objects):

درس وتدریس کے درمیان حقیقی اشیاء کو بھی تدریسی آلہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جو کافی اثر دار اور کم خرچ والا ہوتا ہے۔ حقیقی اشیاء میں قلم،

کتاب، ٹیبل یا دیگر اور بھی حقیقی اشیاء کا مظاہرہ درس وتدریس کے درمیان معلم کرتا ہے۔ حقیقی اشیاء کے ذریعہ درس وتدریس کرنے سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ طلبہ حقیقی اشیاء کے ذریعہ حقیقی علم حاصل کر لیتے ہیں۔

4) نمونے :(Models)

سماجی علوم کی تدریس میں ماڈل کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے۔ جیسے آتش فشاں، پہاڑ مختلف اقسام کے مکانات وغیرہ۔ جب معلم کو حقیقی اشیاء مہیا نہیں ہو پاتی یا حقیقی اشیاء کا کمرۂ جماعت میں مظاہرہ کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے تب معلم اس کے نمونے کو درس وتدریس کے درمیان استعمال میں لاتا ہے۔ نمونہ حقیقی اشیاء کی چھوٹی شکل ہوتی ہے۔ بازار میں تیار کیے ہوئے نمونے فروخت بھی کیے جاتے ہیں اور معلم وطلباء بھی خود نمونے بناتے ہیں۔ خود سے بنائے گئے نمونوں کو درس وتدریس کے درمیان زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ نمونہ کے استعمال میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کا استعمال سہل وآسان ہو اور طلباء کے علم میں اضافہ کرنے والا ہو۔ سماجی علوم میں ہم تہذیب وثقافت، تاریخی چیزوں کے ماڈل کو پیش کر سکتے ہیں۔

6) پوسٹر (Poster):

پوسٹر ایک چارٹ کی طرح کاغذ یا کورٹ پر بنائی گئی شئے ہے۔ اس کا استعمال اشاعت کے لئے کیا جاتا ہے۔ پوسٹر میں اشیاء شخصیت، مقام، حادثوں سے متعلق تصویریں بنا کر دکھائی جاتی ہیں۔ درس وتدرس میں پوسٹر کی اہمیت کافی اہم ہے کیونکہ یہ بہت ہی آسانی سے تیار کیا جاسکتا ہے اور اسے کمرۂ جماعت میں مظاہرہ کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ اس کے بنانے میں خرچ بھی بہت کم آتا ہے۔ پوسٹر میں ہم مختلف طرح کے تصاویر وغیرہ کو آسانی سے بنا سکتے ہیں۔

8) رولر بورڈ(Roler Board):

رولر بورڈ کا استعمال سماجی علوم پڑھانے میں آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ اس کا استعمال کمرۂ جماعت میں معلم آسانی کے ساتھ کرتا ہے۔ رولولر بورڈ میں معلم تصاویر، اہم نکات وغیرہ کو درج کر کے کمرۂ جماعت میں مظاہرہ کر سکتا ہے۔ چونکہ اس پر لکھے ہوئے الفاظ یا تصاویر کو مٹا کر پھر دوبارہ سے ہم استعمال کر سکتے ہیں اس لئے یہ کافی کفایتی ہوتا ہے۔

سمعی وبصری آلات:

سمعی وبصری آلات میں درجہ ذیل آلات کا ذکر کیا گیا ہے۔

1) ٹیلی ویژن(Television):

ٹیلی ویژن ایک تکنیکی آلہ ہے۔ اس کا استعمال زبان وادب کی تعلیم میں بھی کافی اہمیت کا حامل ہے۔ چونکہ سماجی علوم میں طلباء کو تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات اور معاشیات پڑھنا ہوتا ہے۔ ٹیلی ویژن کے ذریعہ ان چاروں مضامین کو آسانی سے سکھایا و پڑھایا جاسکتا ہے۔ ٹیلی ویژن پر سماجی علوم سے متعلق روز مرہ زندگی کی خبریں، دنیا بھر کی اہم خبریں، ماحولیاتی تبدیلیوں سے متعلق پروگرام بھی اشاعت ہوتے رہتے ہیں جو سماجی علوم کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور طلباء کے لئے بھی کافی مفید ہوتے ہیں۔ اسکولوں میں ٹیلی ویزن پر تاریخی فلمیں، سماجی علوم پر تقریریں وغیرہ دکھا کر بچوں کو سماجی علوم سے متعارف کروایا جاتا ہے۔ ٹیلی ویژن ایسا آلہ ہے جسے بچے دیکھ کر اور سن کر دونوں طریقے سے سیکھتے ہیں۔ اسلئے طلباء کو کمرۂ جماعت میں معلم کے ذریعہ پڑھائے گئے مضمون کو آسانی سے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

2) وڈیو(Video):

سماجی علوم کے درس وتدریس میں وڈیو بھی اہم رول ادا کرتا ہے۔ اس کے ذریعہ طلبہ کو سماجی موضوعات سے متعلق وڈیو دکھا کر طلباء کے علم میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ سماجی علوم کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے میں وڈیو بہت ہی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ وڈیو کے ذریعہ طلبہ کی شخصیت کے فروغ کا کام

بھی لیا جاتا ہے۔مختلف طرح کی سماجی، سیاسی اور تاریخی فلموں کے ساتھ ساتھ ڈاکومنٹری فلمیں وڈیو پر دکھا کر طلباء کے علم میں اضافہ کرنے میں مدد فراہم ہوتی ہیں۔وڈیو ایک بہترین تدریسی آلہ ہے۔ یہ کمرۂ جماعت میں طلبہ کی دلچسپی کا باعث بنتا ہے۔نفسیاتی طور پر بچے وڈیو دیکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں اسلئے اسکے ذریعہ ہم سماجی علوم کی تدریس بہتر طریقے سے کرسکتے ہیں۔

4) فلم (Film):

فلم دلچسپی اور تفریح کا بہترین آلہ ہے۔نفسیاتی طور پر طلبہ کو فلم دیکھنے میں دلچسپی ہوتی ہے۔فلم کو بھی کمرۂ جماعت میں تدریسی آلہ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔سماجی علوم میں فلم ایک بہترین آلہ ہے۔اس میں مختلف طرح کے سماجی اور سیاسی فلمیں، ڈاکومنٹری فلمیں، تاریخی فلمیں وغیرہ دکھا کر بچوں کو سماجی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔فلم کے ذریعہ طلباء کی شخصیت کو بھی فروغ ملتا ہے۔حقیقی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو فلم کے ذریعہ آسانی سے سکھایا جاسکتا ہے۔فلم آج کے دور کا بے حد اہم تکنیک وآلہ ہے۔سماجی علوم کی تدریس میں فلم کا استعمال موقع اور سبق کے مناسبت سے معلم کو استعمال کرنا چاہیے۔

5) کمپیوٹر (Computer):

کمپیوٹر جدید دور کی اہم ایجاد ہے۔اس کے ذریعہ زندگی میں بہت سے بدلاؤ دیکھنے کو مل رہے ہیں۔کمپیوٹر کے ذریعہ ہم لکھنا، پڑھنا اور بولنا آسانی سے سیکھ سکتے ہیں۔کیونکہ کمپیوٹر لکھنے پڑھنے کے علاوہ ٹیلی ویژن کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔آج کے دور میں کمپیوٹر سیکھنے کا ایک بہت ہی اہم آلہ ہے۔سماجی علوم سے متعلق مختلف جانکاریاں آسانی سے انٹرنیٹ کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہیں۔جیسے سماجی علوم کی ابتداونشوونما اور اس کے مختلف مضامین کے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔کمپیوٹر پڑھنے لکھنے کے علاوہ تحقیق کرنے، امتحان لینے اور خود کی جانچ کرنے میں بھی کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔موجودہ دور میں کمپیوٹر کا دائرہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ اس کے استعمال کے بغیر روزمرہ کی زندگی میں خاص کر تعلیمی شعبے میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔تعلیم کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔اسلئے معلم کو اچھی طرح سے کمپیوٹر کی جانکاری ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اس کا استعمال کمرۂ جماعت میں بہترین اور مؤثر طریقے سے کرسکے اور اپنے طلبہ کو بھی اسکا علم دے سکے۔

6) پروجیکٹر (Projector):

پروجیکٹر کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کے دوران استعمال کئے جانے والا ایک جدید آلہ ہے۔اس کے استعمال سے کمرۂ جماعت میں درس و تدریس کافی دلچسپ اور مؤثر ہوجاتا ہے۔پروجیکٹر کے ذریعہ کمرۂ جماعت میں تدریس کرنے سے بچوں کو سبق کے اہم نقطوں کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔پروجیکٹر میں اہم نقاط کو پردے پر دکھایا جاتا ہے جس سے بچے آسانی سے دیکھتے رہتے ہیں۔اس سے ان کا ذہن اس نکات پر دیر تک قائم رہتا ہے جس سے انکے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔اسلئے معلم کو بھی پروجیکٹر کا علم ہونا ضروری ہے۔آج کے تکنیکی دور میں پروجیکٹر درس وتدریس کے لئے اسکا استعمال کافی اہمیت رکھتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے۔

(1) چھپی ہوئی اشیاء پر نوٹ لکھئے؟

(2) سمعی آلات کونسے ہیں؟

9.5 نقشے اور گلوب/ (Map and Globe)

9.5.1 نقشے (Maps)

نقشہ کلینڈر کی طرح دکھائی دینے والی ایک اہم شئے ہے۔نقشے کا اکثر و بیشتر استعمال سماجی علوم کے مضمون کے درس وتدریس میں کیا جاتا ہے۔سماجی

علوم میں اس کا استعمال بہت ہی زیادہ ہوتا ہے۔ جغرافیہ اور تاریخ پڑھانے میں نقشہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ نقشہ میں ہر چیز سپاٹ دکھائی دیتی ہے۔ گلوب اور نقشہ میں بنیادی فرق یہی ہے کہ گلوب گول یا انڈے کی طرح دکھائی دیتا ہے جب کہ نقشہ سپاٹ دکھائی دیتا ہے۔ نقشہ ایک ایسا سپاٹ کاغذ ہوتا ہے جس پر مختلف لائنوں، لفظوں، رنگوں، علامتوں اور اصطلاحوں کے ذریعہ ہم زمین، پہاڑ، ندیوں وغیرہ کے مقام بناوٹ اور خصوصیات کو سمجھتے ہیں۔ زمین پر پائے جانے سکے بارے میں تفصیل سے سمجھنے میں نقشہ ہمارے لئے بہت ہی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ سماجی علوم کی تدریس کے درمیان نقشہ کا استعمال سبق کو آسان بنا دیتا ہے۔ کمرہ جماعت میں نقشہ کے ذریعہ طلباء کو سماجی علوم کے سبق کو سمجھنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔ سماجی علوم میں کچھ سبق ایسے ہوتے ہیں جنہیں بغیر نقشہ کے سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ معلم کو بھی نقشہ کے ساتھ سماجی علوم پڑھانے میں بہت سہولت ہوتی ہے۔ تدریسی آلہ کے طور پر نقشے کا استعمال دنیا کے ہر ممالک میں ہوتا ہے اور اس میں استعمال کئے گئے علامتوں اور اصطلاحوں کی قبولیت پوری دنیا میں ہے۔

نقشہ کئی طرح کے ہوتے ہیں جیسے سماجی نقشہ، سیاسی نقشہ، معاشی نقشہ، جغرافیائی نقشہ وغیرہ۔ نقشوں کے ذریعہ تاریخ کے کسی بھی عہد کے حکمراں کے سیاسی پھیلاؤ، ریاستوں کے رقبے وغیر کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جغرافیہ میں نقشہ کے ذریعہ ہمیں ندی، پہاڑ، میدان وغیرہ کے علاوہ عمارتوں، سڑکوں وغیرہ کی جانکاری اور سمجھ آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ سماجی علوم میں نقشے کے ذریعہ تاریخ اور جغرافیہ کے دائرہ کار کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے اور اس سے تدریسی عمل دلچسپ بھی بنتا ہے۔ اس کے ذریعہ دی گئی تعلیم کا اثر بچوں کے ذہن میں دیر تک رہتا ہے۔ کمرۂ جماعت میں نقشے کے استعمال کے دوران معلم کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو نقشہ وہ استعمال کر رہا ہے وہ عمدہ قسم کا ہو اس کی تصویریں رنگین اور صاف ہوں تا کہ بچوں کو اچھی طرح دکھائی دے اور دلچسپ بھی لگے۔

نقشہ گلوب کے بہ نسبت آسان اور سہل ہوتا ہے۔ اسے موڑ کر آسانی سے رکھا اور لایا لے جایا جا سکتا ہے۔ یہ بازار میں چھپا ہوا بھی ملتا ہے یا معلم اور طالب علم اسے خود بھی آسانی سے تیار کر سکتے ہیں۔ اس میں خرچ بھی کم لگتا ہے۔ آج کے ترقی یافتہ اور تکنیکی دور میں نقشہ کا استعمال نہ صرف درس و تدریس میں ہوتا ہے بلکہ دنیا کے ہر شعبہ میں اس کا استعمال رائج ہے۔ فوج ہو، حکمراں ہو، رہبری کرنے والا ہو گرچہ کہ زندگی کے ہر شعبے میں اس کی اہمیت اور ضرورت ہے۔ آج نقشے کی اہمیت انسان کے روزمرہ زندگی میں بھی بہت زیادہ ہے۔ آج انسان اپنے روزمرہ کی زندگی میں راستہ تلاش کرنے، منزل تلاش کرنے میں نقشہ کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔

مندرجہ بالا باتوں سے انسانی زندگی میں نقشہ کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس لئے نقشہ کی زبان، نقشہ کو پڑھنے اور نقشہ بنانے کی مہارت کا علم طلباء اور معلم کے پاس ہونا چاہیے۔ سماجی علوم میں کئی طرح کے نقشے ملتے ہیں جیسے۔ سیاسی نقشے، سماجی نقشے، تاریخی نقشے، معاشی نقشے وغیرہ

نقشہ کی زبان:

نقشہ میں جگہ، پہاڑ، ندی، میدان وغیرہ سبھی معلومات کو علامتوں، لکیروں، نقطوں، رنگوں وغیرہ کے ذریعہ دکھایا جاتا ہے۔ انہیں علامتوں، نقطوں اور لکیروں کے ذریعہ حقیقی چیزوں کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ نقشہ میں علامتی زبان کے ذریعہ حقیقی چیزوں کی پہچان کو درج کیا جاتا ہے۔ انہیں علامتی زبان کو پڑھ کر اور سمجھ کر ہم حقیقی مقام یا منزل کے بارے میں تفصیل سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے معلم اور طلباء کے لئے نہایت ضروری ہے کہ نقشہ کی زبان کا بھی علم ہو۔ بغیر نقشہ کی زبان جانے نہ ہم نقشہ کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔ اس لئے اشد ضروری ہے کہ معلم سب سے پہلے طلباء کو نقشہ کی زبان سکھائے پھر نقشہ کا استعمال کمرۂ جماعت میں درس و تدریس کے درمیان کرے۔

نقشہ کو پڑھنا:

نقشہ کو پڑھنا ایک مہارت ہے۔ ہر شخص کو نقشہ کو پڑھنے کا علم جانتا ہو یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔ نقشہ پڑھنے سے پہلے نقشے میں درج علامتوں کے

بارے میں جاننا بے حد ضروری ہے۔ بغیر علامتوں کے معنی و مطلب جانے ہم نقشہ کو نہیں سمجھ سکتے۔اس لئے سماجی علوم کے معلم اور طلباء کو نقشہ پڑھنے کا فن آنا چاہیے تبھی اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ سماجی علوم کے معلم کو چاہیے کہ نقشہ کو تدریسی اشیاء کے طور پر استعمال کر کے طلباء کو نقشہ پڑھنے کا فن سکھائے۔

نقشہ کا بنانا:

نقشہ بنانا بھی ایک فن اور مہارت ہے۔ ہر شخص نقشہ نہیں بنا سکتا۔ سماجی علوم کے معلم کو نقشہ بنانے کا فن آنا چاہیے تبھی وہ کمرۂ جماعت میں طلباء کو نقشہ بنانے کا طریقہ بتا اور سکھا سکتا ہے اور اسے تدریسی اشیاء کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔ سماجی علوم کے سبھی طالب علموں کو نقشہ بنانے کا ہنر آنا چاہیے۔اس کے لئے استاد کو سماجی علوم کے درس و تدریس کے درمیان خود کا بنایا ہوا نقشہ کمرۂ جماعت میں استعمال کرنا چاہیے اور طلباء سے بھی بنوانا چاہیے۔

9.5.2 گلوب (Globe) :

سماجی علوم میں گلوب تدریسی آلہ کے طور پر خاص اہمیت کا حامل ہے۔ سماجی علوم میں گلوب کا استعمال جغرافیہ اور تاریخ پڑھانے میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ گلوب کی شکل گول ہوتی ہے جس پر پوری دنیا کا نقشہ درج رہتا ہے۔ بنیادی طور پر گلوب کا استعمال جغرافیہ کے درس و تدریس کے دوران زیادہ کیا جاتا ہے۔اس کے ذریعہ کرۂ ارض کا نقشہ بچوں کو دکھایا جاتا ہے۔اس کے ذریعہ زمین کی محوری گردش، وقت کا بدلنا، موسم کا بدلنا وغیرہ کے بارے میں تفصیل سے بتایا و پڑھایا جاتا ہے۔ گلوب کے ذریعہ طلباء کو جغرافیہ پڑھنے اور سمجھنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔

سماجی علوم میں گلوب ایک نہایت ہی دلچسپ اور کارگر تدریسی آلہ ہے۔ معلم کو گلوب کے ذریعہ دنیا کی بناوٹ اور اس کے سائز وغیرہ بتانے اور سمجھانے میں کافی سہولت ہوتی ہے۔ معلم بہت سی ایسی باتیں جو نقشہ سے نہیں سمجھائی جاسکتی وہ گلوب کے ذریعہ سمجھائی جاسکتی ہیں۔اس لئے اس کا استعمال سماجی علوم کے تدریس میں بہت ہی زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے۔

(1) گلوب کے استعمال کی تعلیمی اہمیت پر نوٹ لکھئے؟

(2) نقشوں کے اقسام بیان کیجئے۔

9.6 چارٹس و گرافس (Charts and Graphs)

تدریس میں استعمال ہونے والے چارٹس اور گراف کی مختلف اقسام ہوتی ہیں جن کا ذکر ذیلی سطور میں دیا جارہا ہے۔

9.6.1 چارٹ (Chart)

سماجی علوم کے مطالعہ میں چارٹ پیپر کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ چارٹ درس و تدریس کو بہت ہی پُرکشش، دلچسپ اور مؤثر بناتا ہے۔ سماجی علوم کے چارٹ پیپر میں مختلف طرح کی تصویریں جیسے کوئی خاص جگہ، شخصیت، قومی نشانوں وغیرہ کی تصویریں بنائی جاتی ہیں۔ چارٹ پیپر کے ذریعہ سبق کے مختلف نکات کو درج کر کمرۂ جماعت میں درس و تدریس کا کام انجام دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ چارٹ پیپر میں سبق سے متعلق معلومات، تاریخ وارانہ تفصیل وغیرہ بھی درج کئے جاتے ہیں۔اس کے ذریعہ طلباء کو سبق سمجھنے میں کافی سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔ چارٹ کو استعمال کے دوران معلم کو کچھ احتیاط بھی برتنی چاہیے جیسے چارٹ کا سائز زیادہ بڑا نہ ہو، موزوں کے مطابق ہو اور اس میں غیر ضروری باتیں درج نہ ہوں۔

چارٹ کی کئی قسمیں ہوتی ہیں کچھ کا نام مندرجہ ذیل ہیں۔

تاریخ وارانہ چارٹ (Chronological Chart)

جدول سازی چارٹ/(Tabulation Chart)

ترسیمی چارٹ/(Diagrammatic Chart)

تصویری چارٹ/(Pictorial Chart)

درخت چارٹ/(Tree Chart)

فلوچارٹ/(Flow Chart)

درجہ بندی چارٹ/(Classification Chart)

اب ہم ان اقسام کی تفصیلات بیان کریں گے۔

(1) تاریخ وارانہ چارٹ(Chronology Chart)

سماجی علوم کی تدریس میں تاریخ وارانہ چارٹ کافی اہمیت کا حامل ہے۔اس میں واقعات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔اس طرح کے چارٹ میں واقعات کو تاریخ وارانہ طریقے سے پیش کیا جاتا ہے۔اس میں بڑے بڑے واقعات کو تصویروں اور علامتوں کے ذریعہ مختلف رنگوں میں دکھایا جاتا ہے۔واقعات کو سلسلہ وارطریقے سے پیش کیا جاتا ہے تاکہ طلباء کو آسانی سے سمجھ میں آسکے۔چونکہ سماجی علوم میں تاریخ، سیاست، معاشیات اور جغرافیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔تاریخ وارانہ چارٹ کے ذریعہ ان چاروں مضامین کے تاریخی حصے کو اس چارٹ کے ذریعہ بہتر طریقے سے دیکھایا جاسکتا ہے۔تاریخ ورانہ چارٹ کے ذریعہ معلم کسی بھی ملک، جگہ یا واقعات کی تاریخ کو کمرۂ جماعت میں مؤثر طریقے سے پڑھا سکتا ہے۔اس کے استعمال سے کمرۂ جماعت کی درس وتدریسی ماحول دلچسپ ہو جاتی ہے جس سے طلبا کی تدریسی واکتسابی عمل میں بہتر شمولیت دیکھنے کو ملتی ہے۔اس کے ذریعہ دی گئی تعلیم بچوں کو آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے اور اس کا اثر اس کے ذہن پر دیر تک قائم بھی رہتا ہے۔کمرۂ جماعت میں اس کے استعمال سے طلباء کو واقعات کو بتاریخ سمجھنے اور یاد کرنے میں بہت ہی آسانی ہوتی ہے۔معلم کو تاریخ وارانہ چارٹ کا استعمال سبق کے مطابق کمرۂ جماعت میں ضرور کرنا چاہیے اور تاریخ وارانہ چارٹ بنانے میں طلبا کی بھی شمولیت حاصل کرنی چاہیے۔

تصویر۔گوگل انٹرنیٹ

(2) جدول: (Table)

اس طرح کے چارٹ میں کسی واقعات یا چیزوں کی جانکاری شمارہ نمبر کے ساتھ ٹیبل بنا کر تفصیل کے ساتھ لکھی رہتی ہیں۔سماجی علوم کے درس و تدریس کے دوران اس طرح کے چارٹ کثرت سے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ان کے ذریعہ طلباء کو بادشاہوں، مختلف اہم جنگوں، حکمرانوں وغیرہ کی فہرست بنا کر کمرۂ جماعت میں دکھائی جاتی ہے۔اس طرح کے چارٹ میں اعداد وشمار وغیرہ کو کمرۂ جماعت میں سمجھانے اور پڑھانے میں کافی مدد ملتی ہے۔ایک

نمونہ:

The Numbers in the Brackets give the Maximum Marks in Each Subject.

Student	Subject (Max. Marks)					
	Maths	Chemistry	Physics	Geography	History	Computer Science
	(150)	(130)	(120)	(100)	(60)	(40)
Ayush	90	50	90	60	70	80
Aman	100	80	80	40	80	70
Sajal	90	60	70	70	90	70
Rohit	80	65	80	80	60	60
Muskan	80	65	85	95	50	90
Tanvi	70	75	65	85	40	60
Tarun	65	35	50	77	80	80

تصویر۔گوگل انٹرنیٹ

(3) ترسیمی چارٹ(Diagrammatic Chart):

سماجی علوم میں ترسیمی چارٹ بہت اہمیت کا حامل ہے۔اس میں لکیروں کے ذریعہ سبق کو پڑھایا جاتا ہے۔معلم تختۂ سیاہ پر لکیروں کو بنا کر سبق کو نکات کے درمیان آپسی تعلقات کے بارے میں طلباء کو بتاتے ہیں۔اس تدریسی آلہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے باہر سے بنا کر نہیں لانا پڑتا ہے۔ بلکہ معلم حسب ضرورت کمرۂ جماعت میں تختۂ سیاہ پر بنا کر تدریسی عمل کو انجام دے دیتا ہے۔تدریس کے درمیان جب کوئی دوسرا تدریسی آلہ موجود نہ ہو اس وقت بھی یہ ایک کارگر آلہ ثابت ہوتا ہے۔ترسیمی آلہ مندرجہ ذیل طریقے کے ہوتے ہیں۔ جیسے

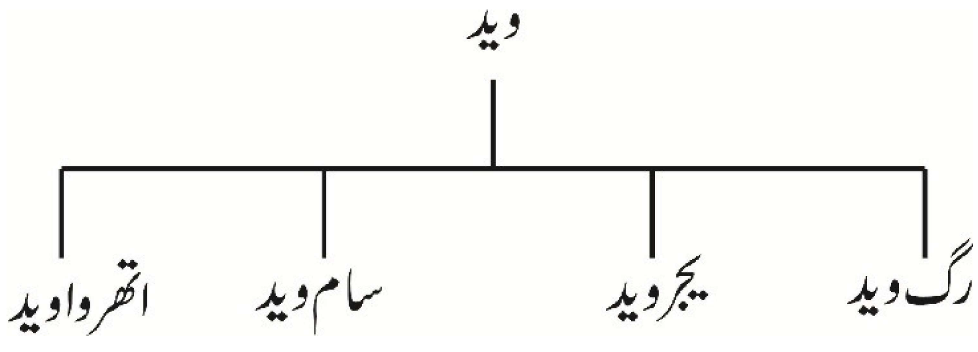

(4) تصویری چارٹ(Pictorial Chart):

اس طرح کے چارٹ میں سبق سے متعلق تصویریں بنا کر کمرۂ جماعت میں طلباء کو دکھایا جاتا ہے۔نفسیاتی نظریہ سے دیکھا جائے تو بچے تصویریں دیکھنا کافی پسند کرتے ہیں۔اگر تصویریں رنگین ہو تو انہیں اور زیادہ پسند آتے ہیں۔چارٹ پیپر میں جب معلم سبق سے متعلق رنگین تصویریں بنا کر کمرۂ جماعت میں مظاہرہ کرتا ہے تو کمرۂ جماعت کا ماحول پر کشش اور دلچسپ بن جاتا ہے۔اور طلباء کافی دلچسپی کے ساتھ تدریسی عمل میں شامل ہوتے ہیں۔اس طرح کے چارٹ نچلے درجہ کے لئے کافی مفید ثابت ہوتے ہیں۔

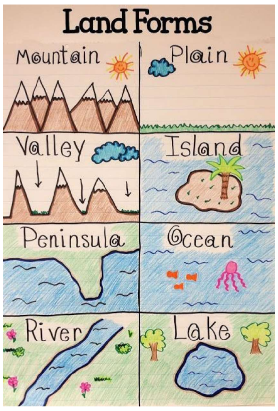

تصویر۔گوگل انٹرنیٹ

9.6.2 گراف(Graphs)

گراف سماجی علوم میں استعمال کئے جانے والا ایک اہم آلہ ہے۔اس کا استعمال سماجی علوم میں مفروضات یا اعداد وشمار سے متعلق معلومات فراہم کرنے میں کیا جاتا ہے۔گراف کے ذریعہ معلم مفروضات یا اعداد وشمار کے باہمی تعلقات یا پھران کے درمیان مماثلت طلباء کو بتاتا ہے۔گراف دوسرے تدریسی اشیاء کی طرح بازار سے خریدا نہیں جا سکتا بلکہ معلم کو خود سے بنانا پڑتا ہے۔گراف تیار کرنے یا بناتے وقت معلم کو بہت ہی احتیاط برتنی چاہیے کیونکہ ذرا سی بھول یا چوک سے گراف کے معنی بدل جاتے ہیں۔معلم کو چاہیے کہ وہ طلباء کو بھی گراف بنانا سکھائے۔

گراف کی کئی قسمیں ملتی ہیں سماجی علوم میں استعمال کئے جانے والے کچھ گراف مندرجہ ذیل ہیں۔

۱)بارگراف(Bar Graph)

۲)پائی گراف(Pie Graph)

۳)لائن گراف(Line Graph)

۴)تصویری گراف(Pictorial Graph)

۱)بارگراف(Bar Graph) :

اس میں مفروضات یا اعداد وشمار کو دکھانے کے لئے باریکی سے گراف پیپر پر بار کی طرح لائن کھینچی جاتی ہے جیسے۔

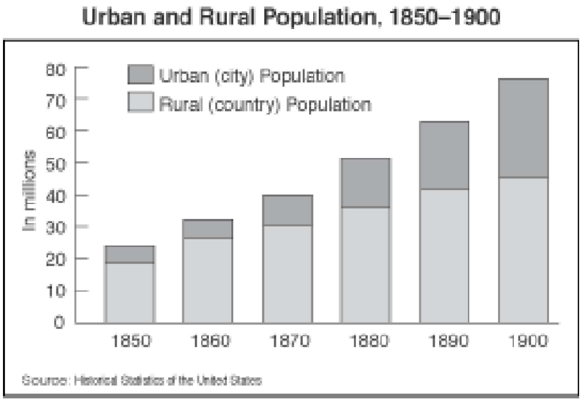

2) پائی گراف(Pie Graph):

پائی گراف کا استعمال اعداد شمار کے موازنہ ان کے درمیان تعلق وغیرہ بتانے کے لئے کیا جاتا ہے۔اسے گراف پیپر پر یا گراف بورڈ پر بنا کر معلم سماجی علوم کے درس وتدریس کے درمیان استعمال کرتا ہے۔اسے بنانے یا تیار کرنے میں معلم کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔درس وتدریس کے درمیان اس کے استعمال سے سبق آسان اور سہل ہو جاتا ہے۔

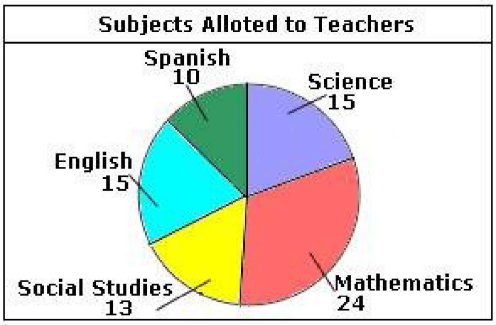

3) لائن یا خطی گراف(Line Graph):

یہ بھی پائی گراف کی طرح ہی ہوتا ہے۔فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس میں پائی کی جگہ لائن کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس کا بھی استعمال پائی گراف ہی کی طرح کمرۂ جماعت میں ہوتا ہے۔اسے بھی بنانے یا تیار کرنے میں معلم کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔سماجی علوم کے درس وتدریس کے درمیان اس کے استعمال سے بھی سبق آسان وسہل اور دلچسپ ہو جاتا ہے۔

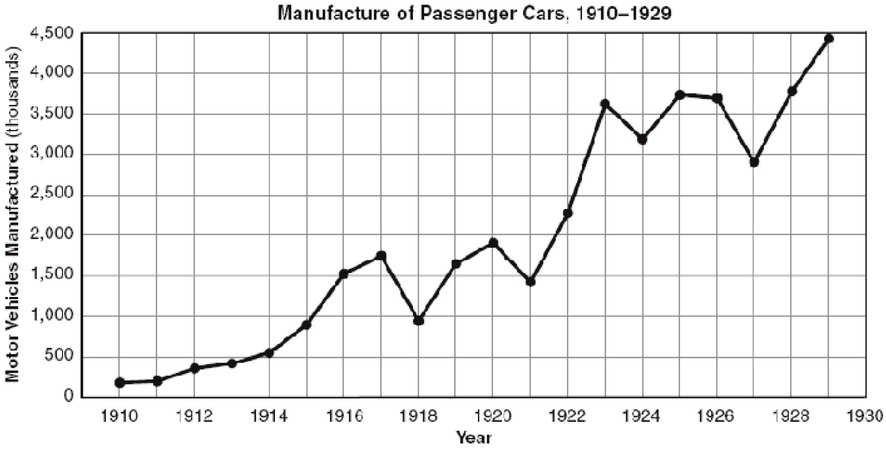

Source: *Historical Statistics of the United States, Colonial Times to 1970, Part 2*, U. S. Department of Commerce (adapted)

تصویر۔گوگل انٹرنیٹ

4) تصویری گراف(Pictorial Graph):

اس گراف میں رنگین تصویر کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس طرح کے گراف دیکھنے میں دلکش اور دلچسپ لگتے ہیں۔سماجی علوم کا معلم کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کے درمیان جب اس کا استعمال کرتا ہے تب تدریسی عمل کافی دلکش اور مؤثر ہو جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے۔

(1) گراف کے مختلف اقسام بتایئے؟

(2) تاریخ وار نہ چارٹ کے بارے میں لکھئے؟

9.7 ماڈل اوراس کے اقسام

ماڈل یعنی نمونہ

نمونہ کا استعمال سماجی علوم کے تدریس میں بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔درس تدریس کے درمیان معلم جب بڑے بڑے حقیقی اشیاء کو چھوٹی شکل میں بنا کر کمرۂ جماعت میں پیش کرتا ہے تو اسے ہم ماڈل یا نمونہ کے نام سے جانتے ہیں۔نمونہ کے استعمال سے طلباء کو سبق کے متعلق حقیقی علم حاصل ہوتا ہے کیونکہ ماڈل حقیقی اشیاء کی سچی تصویر پیش کرتا ہے۔سماجی علوم کی تدریس کے درمیان معلم سبق کے مطابق مختلف طرح کے نمونوں کو کمرۂ جماعت میں مظاہرہ کرتا ہے جیسے ہتھیاروں، برتنوں،عمارتوں،شخصیتوں وغیرہ کے نمونوں کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ماڈل خود سے بنائے بھی جاتے ہیں یا ضرورت کے مطابق بازار سے خریدا بھی جا سکتا ہے۔چونکہ کوئی بھی ماڈل حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے اس لئے اس کا استعمال کرتے وقت معلم کو اس بات پر ہمیشہ خاص طور سے خیال رکھنا چاہیے کہ وہ جو ماڈل اور جس اشیاء کا ماڈل کمرۂ جماعت میں استعمال کرنے جارہا ہے وہ اس کی صحیح ترجمانی کرتا ہو اوراس کی معنویت قابل قبول ہو۔جہاں تک ہو سکے معلم کو ماڈل خود سے بنا کر پیش کرنا چاہیے یا معلم چاہے تو ماڈل طلباء سے بھی تیار کرا سکتا ہے۔ماڈل بنانے میں ایسی چیزوں کا استعمال کرنا چاہیے جس میں کم سے کم خرچ ہو یا بغیر کسی خرچ کے ہی بنایا جا سکے۔ماڈل بنانے میں مقامی ذرائع کا استعمال کرنا چاہیے جیسے لکڑی، بانس، کاغذ،ٹوٹا ہوا سامان وغیرہ۔

سماجی علوم میں کئی طرح کے ماڈلس دیکھنے کو ملتے ہیں۔

کارگرد ماڈل:۔ کارکرد ماڈل وہ ماڈل ہے جس میں کسی بھی اشیاء کی اصل کارگردگی کو کمرۂ جماعت میں دکھایا جاتا ہے۔جیسے پہاڑوں کے برف اور جھرنے کا ماڈل،سمندروں کی لہروں کا ماڈل وغیرہ۔ان میں کارگرد چیزوں کے ماڈل کو کمرۂ جماعت میں استعمال کر سبق کو سہل طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

غیر حرکی ماڈل:۔اس میں ایسی اشیاء کا ماڈل بنایا جاتا ہے جو غیر حرکی ہو۔یعنی ایسی چیز جو خود سے حرکت نہیں کر سکتی ہو۔جیسے بت،مورتیاں،عمارتوں وغیرہ کے ماڈل اس میں بنائے جاتے ہیں۔کمرۂ جماعت میں انہیں دکھا کر طلباء کو بڑی اور غیر موجود چیزوں کے بارے میں معلومات فراہم کئے جاتے ہیں۔

تجسیم ماڈل:۔ اس میں ایسے ماڈل تیار کیے جاتے جسے زمین کی سطح پر کھڑا کر مجسمہ کی طرح طلباء کے سامنے پیش کیا جا سکے۔اس میں انسانی مورت،قدرتی مناظر،درخت وغیرہ کے ماڈل تیار کئے جاتے ہیں جسے کمرۂ جماعت میں دیوار سے لگا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے اوراس کے ذریعہ تدریسی عمل کو پورا کیا جاتا ہے۔استعمال کیا جاتا ہے اوراسکے فروغ وترقی کی تاریخ اور جغرافیائی حالات کو سمجھ سکتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے۔

(1) ماڈل کی کوئی دو قسموں کے بارے میں لکھئے؟

(2) سماجی مطالعہ کی تدریس میں ماڈل کے استعمال پر نوٹ لکھئے؟

9.8 خلاصہ:

سماجی علوم میں درسی وتدریسی اشیاء کا استعمال کافی اہمیت کے حامل ہیں۔سماجی علوم کے معلم کے لئے تدریسی اشیاء تدریسی عمل میں بہت ہی مددگار

ثابت ہوتی ہیں۔درسی امدادی اشیاء کے استعمال سے کمرۂ جماعت میں موضوع کو سمجھانے اور سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔معلم کو اس کا استعمال سبق کی ضرورت اور مناسبت کے مطابق اپنے تدریسی عمل کے درمیان کرنی چاہیے۔کمرۂ جماعت میں اس کا استعمال وقت اور ضرورت کے مناسبت سے کرنا چاہیے۔تدریسی اشیاء ایسی ہونی چاہیے جو تعلیمی لحاظ سے مفید اور طلباء کے سیکھنے میں مددگار ہو ورنہ چند چیزوں کے مظاہرے سے طلباء کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔تدریسی اشیاء خوبصورت، صاف اور موزوں ہونا چاہیے۔درسی آلات کا استعمال طلباء کی عمر، درجہ اور ذہنی سطح کے مطابق ہی کرنا چاہیے۔ایک ہی موضوع یا سبق میں بہت سے تدریسی اشیاء کے استعمال سے گریز کرنا چاہیے۔اس سے طلباء کو سمجھنے میں پریشانیاں آسکتی ہیں۔جہاں تک ہو سکے تدریسی امدادی اشیاء کو معلم خود سے بنا کر پیش کریں۔

سماجی علوم یا دیگر مضامین میں تدریسی امدادی اشیاء کے استعمال کی کافی گنجائش ہوتی ہے۔تدریسی امدادی اشیاء کے استعمال سے سماجی علوم کے مختلف مہارتوں کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔اس کے استعمال سے طلباء میں ادبی ذوق بھی پیدا کیا جاسکتا ہے۔تدریسی اشیاء کے استعمال سے کمرۂ جماعت میں نظم و ضبط کو قائم رکھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

☆ تدریسی واکتسابی مواد کمرۂ جماعت میں تدریس کو مؤثر بناتی ہے

☆ تدریسی واکتسابی مواد عموماً چار طرح کے ہوتے ہیں

(1) چھپی ہوئی مواد (2) سمعی

(3) بصری (4) سمعی وبصری

☆ چھپی ہوئی آلات میں میگزین، جرنلس وغیرہ آتے ہیں۔

☆ سمعی۔ایسے تدریسی واکتسابی مواد جسے صرف سنا جاتا ہے جیسے ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر۔

☆ بصری۔ایسے تدریسی واکتسابی مواد جسے دیکھا جاسکتا ہو جیسے چارٹ، ماڈل گراف وغیرہ

☆ سمعی وبصری۔ایسے مواد آتے ہیں جسے سنا بھی جاسکتا ہے اور دیکھا بھی جاسکتا ہے جیسے فلم، سنیما وغیرہ۔

9.9 فرہنگ:

اکتساب : Learning

اشیاء : Materials

تعاون : Co-operative

9.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں

1) سماجی مطالعہ میں درس وتدریسی اشیاء کی اہمیت بیان کیجئے؟

2) سماجی مطالعہ میں درسی وتدریسی اشیاء کی درجہ بندی کیجئے؟

3) سماجی مطالعہ میں نقشہ اور گلوب کی اہمیت واضح کیجئے؟

4) سماجی مطالعہ میں درسی اشیاء کے طور پر چارٹ کی قسمیں اور ان کی اہمیت بیان کیجئے؟

5) تدریسی معاون اشیاء کے طور پر گراف کے اقسام اور ان کے استعمال پر نوٹ لکھئے۔

6) ماڈل اور ان کی قسمیں بیان کیجئے؟

9.11 مجوزہ کتب

محمد ابراہیم خلیل۔طریقۂ تدریس سماجی علوم(2012)،دکن ٹریڈرس اینڈ پبلیکشر،حیدرآباد

اتیہاس شکچھن۔رام پال سنگھ (2007)،آر لال بک ڈپو،میرٹھ

ساجیک ادھیین شکچھن کا پرنالی وگیان۔گوروسرن داس تیا گی(2013)،اگروال پبلیکشن،آگرہ

سماجی علوم کی تدریس۔مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

تصویریں۔گوگل ویب سائٹ

METHOD OF TEACHING SOCIAL STUDIES(2016), DAS B.N. AND Dr, I.V.RADHAKRISHNA MURTHY, NEELKAMAL PUBLICATION, HYDERABAD

THE TEACHING OF SOCIAL STUDIES(2014),KOCHHAR S.K., STERLING PUBLISHERS, NEW DELHI

TEACHING OF SOCIAL STUDIES (2015), MANGAL S.K., UMA MANGAL, PHI LEARNING PVT LTD, NEW DELHI

SOCIAL STUDIES FOR SECONDARY SCHOOLS(2003), SINGER J. ALAN, LAWRENCE ERLBAUM ASSOCIATES, PUBLISHERS, LONDON

SOCIAL SCIENCE LEARNING IN SCHOOLS PERSPECTIVE AND CHALLANGES(2010), (Edit)BATRA POONAM, SAGE PUBLICATIONS NEW DELHI

اکائی 10: سماجی مطالعہ میں تعین قدر
Evaluation in Social Studies

ساخت

10.1 تمہید (Introduction)

10.2 مقاصد(Obiectives)

10.3 سماجی مطالعہ میں تعین قدر(Evaluation in Socail Studies)

10.4 تعین قدر کا مفہوم اور تعریف(Meaning and Definition of Evaluation)

10.5 پیمائش(Measurement)

10.6 پیمائش اور تعین قدر میں فرق (Difference between Measurement and Evaluation)

10.7 تعین قدر کے مقاصد(Purpose of Evaluation)

10.7.1 تعین قدر کا عمل (Process of Evaluation)

10.7.2 ایک اچھے تعین قدر کے اصول (Principles of Good Evaluation)

10.7.3 تعین قدر کے آلات یا تکنیکیں(Evaluation Tools or Techniques)

10.8 سماجی مطالعہ میں تعین قدر کے کمیتی اور کیفیتی (مقداری اور معیاری) آلات
(Quantitative and Qualitative Tools of Evoluation in Social Studies)

10.8.1 کمیتی تعین قدر(Quantitative Evaluation)

10.8.2 کیفیتی تعین قدر (Qualitative Evaluation)

10.9 مسلسل اور جامع جانچ (Comprehensive and Continuous Evaluation(CCE))

10.9.1 مسلسل اور جامع جانچ کے مقاصد(The Obiectives of CCE)

10.9.2 مسلسل جامع جانچ کو نافذ کرنے میں اساتذہ کا کردار (Role of teacher for implementing CCE)

10.10 یاد رکھنے کے نکات (Points to Remember)

10.11 فرہنگ: (Glossary)

10.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Activities)

10.13 سفارش کردہ کتابیں: (Suggested Books)

10.1 تمہید

سماجی علوم میں طالب علم کا تعین قدر کرنا ایک اہم کام ہے۔اس کے ذریعے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ طلبہ نے سماجی علوم کی تدریس کے مقاصد کس حد

تک حاصل کئے ہیں۔تعین قدر عموماً سند کی اجرائی (Certification) اور ملازمت کی فراہمی (Placement) کے لئے کی جاتی ہے لیکن تدریسی مقاصد کے بہتر حصول کیلئے تعین قدر اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔اس غرض سے جو تعین قدر کی جاتی ہے وہ مسلسل اور جامع طرز پر ہونا چاہیے۔

ابتداء میں سماجی علوم کے ٹیچر کو یہ جان لینا ضروری ہے کہ ادراکی وغیر ادراکی اکتساب کے ماحصل میں کس کی پیائش اور تعین قدر کی جانی چاہیے،اور اس کام کیلئے کون سے طریقے اور ذرائع دستیاب ہیں۔اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ایک اچھا پرچۂ سوالات کیسے ترتیب دیا جائے اور کس طرح طلبہ کی کارکردگی کی تعین کی جائے کہ تعین قدر کا عمل درست بھی ہو اور قابل اعتماد بھی۔اس اکائی میں ان تمام پہلوؤں پر سماجی علوم کے نقطۂ نظر سے بحث کی جائے گی۔

10.2 مقاصد

اس اکائی کے اختتام پر معلم / طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ سماجی علوم میں تعین قدر کے مقاصد اور اس کے خصوصیات بیان کر سکیں۔
- ☆ یہ جان سکیں کہ تعین قدر کو کس طرح ایک جامع اور مسلسل عمل کی صورت میں اختیار کیا جائے۔
- ☆ تشکیلی (Farmative) اور تجمیعی (Summative) تعین قدر کے درمیان فرق کر سکیں۔
- ☆ سماجی علوم میں تعین قدر کے مختلف ذرائع اور طریقۂ کار کی نشان دہی کر سکیں۔
- ☆ یہ جان سکیں کہ ٹیچر کے تیار کردہ امتحان اور معیاری امتحان کس وقت استعمال میں لائے جاتے ہیں۔
- ☆ سماجی علوم میں مضمون کے مواد کا تجزیہ کر سکیں۔
- ☆ رویوں کی اصطلاحات میں تدریس کے مقاصد تحریر کر سکیں۔
- ☆ امتحان کا تفصیلی نقشہ مرتب کر سکیں۔
- ☆ ادراکی وغیر ادراکی ماحصل کی تعین قدر کیلئے سوالات تیار کر سکیں۔
- ☆ یہ بتا سکیں کہ ایک اچھے پرچۂ سوالات کی تیاری میں کن امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔
- ☆ کمیتی اندازۂ قدر اور کیفیتی اندازۂ قدر کے صحیح اور مناسب وقت کا فیصلہ کر سکیں۔
- ☆ معروضی طرز پر درجہ بندی کرنے اور نمبر دینے کا طریقہ جان سکیں۔
- ☆ کیفیت اور معیار کے اعتبار سے طلبہ کی کارکردگی کی توضیح کر سکیں۔

سماجی علوم میں جانچ کے مقاصد:

تعلیمی عمل میں تعین قدر ایک اہم اور لازمی جز وکی حیثیت رکھتا ہے۔خصوصیت سے اسکولی تعلیم کے مرحلہ میں تعین قدر کے نقطۂ نظر سے سماجی علوم ایک اہم مضمون ہے۔اس مضمون کے ٹیچر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تعین قدر کے عمل کو بہتر انداز میں انجام دیں تاکہ جن مقاصد کیلئے سماجی علوم کی تدریس کی جارہی ہے ان کے حصول کا علم ہو سکے۔طلبہ میں مختلف قابلیتوں،صلاحیتوں،دلچسپیوں،رویوں اور دیگر خصوصیات کو پروان چڑھانا بھی سماجی علوم کی تدریس کا ایک مقصد ہے ان مقاصد کے حصول کا جائزہ بھی تعین قدر ہی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔اور کسی بھی طالب علم کی قابلیتوں،صلاحیتوں،دلچسپیوں کے متعلق اسی ذریعہ سے واضح نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔

10.3 سماجی مطالعہ میں تعین قدر

قدر پیمائی تدریسی عمل یا فعل کا اہم اور خاص حصّہ ہے۔سماجی علوم کے طلبہ کے عمل یا کام کی قدر پیمائی کرنا ایک اہم سرگرمی ہے کیونکہ اس کے ذریعے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ نے کتنا سیکھا اور سماجی علوم کے مقاصد کس حد تک مکمل ہوئے۔قدر پیمائی کی اہمیت صرف درس وتدریس ہی میں نہیں ہیں بلکہ زندگی کے

ہر شعبے میں ہے۔ ہماری پوری زندگی میں قدر پیمائی شامل ہوتی ہے اور اس کی مدد سے ہم آگے بڑھتے ہیں۔ قدر پیمائی کے ذریعے ہم اپنی کمزوری اور مضبوطی کو سمجھ پاتے ہیں سماجی علوم میں قدر پیمائی کا مقصد ہوتا ہے طلبہ کو سند (Certifcate) دینا اور ان کو مختلف درجے میں رکھنا جیسے اول، دوم اور سوم وغیرہ۔ سماجی علوم کے معلم کے لئے قدر پیمائی بہت اہم ہے کیونکہ وہ اس کے ذریعے طلبہ کی صلاحیت اور قابلیت کو جانچتا ہے اور اسی کے مطابق اپنی تدریس میں تبدیلی لاتا ہے ۔معلم قدر پیمائی کے ذریعے طلبہ کے طرزِ عمل میں تبدیلی کا پتہ لگاتا ہے اور طلبہ کی رہنمائی کرتے ہوئے تشخیص کرتا ہے اور پھر ان کے لئے الگ سے تدریس کا انتظام کرتا ہے تاکہ طلبہ سماجی علوم کے تدریسی مقاصد کو پورا کر سکیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) تعین قدر کی اہمیت واضح کیجئے؟

10.4 تعین قدر کا مفہوم اور تعریف

تعین قدر پیمائی کے معنی ہیں کسی بھی مانے ہوئے پیمانے کے مطابق تخمینہ کرنا یا جانچنا۔تعین قدر کے ذریعے ہم طلبہ کی کارکردگی کو کسی مانے ہوئے معیاری پیمانے کے مطابق جانچتے ہیں تعین قدر یا قدر پیمائی ایک فعل ہے جو یہ بتاتا ہے کہ طلبہ نے سماجی علوم کے تدریسی مقاصد کو کس حد تک پورے کئے یا حاصل کئے۔سماجی علوم کے معلم کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ طلبہ کے سیکھنے کے وقوفی (Cognitive) اور غیر وقوفی (non.cognitive) نتیجوں کو ناپنے اور جانچنے کے آلات اور طریقہ کار سے واقفیت ہوتا ہے کہ وہ طلبہ کی تمام صلاحیتوں کو صحیح طریقے سے جانچ سکے۔معلم کو اچھے سوالات بنانے میں مہارت ہونی چاہیے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ طلبہ کی کارکردگی کو جس آزمائشی پیمانے سے جانچنا چاہیے وہ معتبر (Reliable) اور معقول (valid) ہو۔تعین قدر تعلیمی عمل کو صحیح اور درست کرنے کے لئے کیا جاتا ہے نہ کہ طلبہ کو آخری سند کے لئے۔اس کے ذریعے معلم طلبہ کی کمزوری کو پتہ لگا کر اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے اصلاحی تدریس کرتا ہے اور طلبہ اپنی کمزوری کو معلم کی مدد سے دور کرتا ہے۔اس طرح طلبہ اپنے مضمون میں مکمل علم حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔

تعریف

سی سی راس (C.C Ross) کے مطابق: ’’لفظ تعین قدر جانچ یا پیمائش سے الگ ہے کیونکہ تعین قدر اس عمل یا فعل کو کہتے ہیں جس میں طلبہ کے تمام جہتوں کو اور پورے تعلیمی ماحول کو ناپا جاتا ہے۔

ویسلے (Wesley) کے مطابق: تعین قدر ایک داخلی تصور ہے جو مطلوبہ نتائج کی خوبی یا صفت، اہمیت اور موثر ہونے پر فیصلہ کرنے کے لئے تمام طرح کی کوششوں اور وسائل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔یہ معروضی سند اور موضوعی مشاہدہ کا مرکّب ہے۔یہ مکمل اور آخری تخمینہ ہے۔یہ لائحہ عمل میں ترمیم یا جزوی اصلاح کرنے اور مستقبل کے لائحہ عمل کو بنانے میں اہم رول ادا کرتا ہے اور صحیح راستہ دکھاتا ہے۔

جان مائکلس (John Michealis) کے مطابق: ’’تعین قدر مقاصد کے حصول کی حد کو متعین کرنے والی سرگرمی ہے۔اس میں تدریس کے نتیجے کو جانچنے کے لئے معلم، طلبہ، صدر مدرسہ اور اسکول کے دیگر عملہ یا ملازمین کے ذریعے استعمال کی جانے والی سبھی سرگرمیاں شامل ہیں۔‘‘

حنّا (Hanna) کے مطابق: ’’تعین قدر ایک عمل یا فعل ہے جو اسکول کے ذریعے ہونے والی طلبہ کے طرزِ عمل میں تبدیلی کے ثبوت کو اکٹھا کرتا ہے اور ان کی تشریح کرتا ہے‘‘۔

کوٹھاری کمیشن (Kothari Commision) کے مطابق: ’’تعین قدر ایک مسلسل فعل یا عمل ہے جو پورے تعلیمی نظام کا اہم حصّہ ہے اور اس کا تعلیمی مقاصد سے بہت گہرا تعلق ہے۔یہ معلم کے طریقہ تدریس اور طلبہ کی مطالعہ کرنے کی عادت کو بہت متاثر کرتا ہے اور اسطرح یہ نہ صرف تعلیمی حصول کو ناپنے میں مدد کرتا ہے بلکہ اسے بہتر بنانے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔‘‘

مذکورہ بالا تعریفوں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں جس سے قدر پیمائی کی خصوصیات صاف ہو جاتی ہے:

(i) تعین قدر ایک ایسا عمل ہے جو مسلسل چلتا رہتا ہے۔

(ii) تعین قدر معلم کو اپنے تدریس کے طریقہ کار میں اصلاح کرنے میں مدد کرتی ہے۔

(iii) تعین قدر طلبہ کو انفرادی اور وسیع مطالعہ کے لئے متحرک کرتا ہے۔

(iv) تعین قدر طلبہ کی تمام صلاحیتوں کو جانچتا ہے۔

(v) تعین قدر طلبہ کے طرزِ عمل میں ہونے والی تبدیلی کو جانچتا ہے اور اس کی تشریح کرتا ہے۔

(vi) تعین قدر کا تعلیمی مقاصد سے بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ اس کے ذریعے ہی تعلیمی مقاصد کے حصول کو جانا جاسکتا ہے۔

(vii) تعین قدر تعلیمی معیار کو بہتر بناتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) تعین قدر کے مفہوم کی وضاحت کیجئے؟

10.5 پیمائش

پیمائش وہ عمل یا فعل ہے جو یہ بتاتا ہے کہ طلبہ نے موادِ مضمون پر کتنا عبور حاصل کیا۔ طلبہ کی کامیابی سے متعلق معلم اس کے ذریعے فیصلہ لیتا ہے طلبہ کی کامیابی پر فیصلہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں کامیابی کی سطح معلوم ہونی چاہیئے۔ کامیابی کی سطح کو ہم جانچ کے ذریعے معلوم کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ متعلم (طالب علم) کی کارگزاری کیسی اور کتنی ہے۔ جانچ کا اہم مقصد ہوتا ہے طلبہ کے ذریعے دیئے گئے جوابات پر نمبرات دے دینا طلبہ کو جوابات میں نمبر دینے کے بعد جانچ کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ جانچ کے ذریعے ہم طلبہ کی ہمہ جہت معلومات کو پیش نہیں کرتے۔ مندرجہ ذیل تعریف سے جانچ کو اور بہتر طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے۔

According to Kerlinger,"Measurement is the assignment of numerals to objects or events according to rule."

کرلنگر کے مطابق: ''جانچ اصول کے مطابق کسی شئے یا واقعات کو نمبر تفویض کرنا ہے''۔

According to Nunnally, 1967," The term measurement is limited to the quantitative description of trait and is defined as a process of assigning numerals to objservation(or objects) to represent quantities of attributes".

ننّلی کے مطابق: ''جانچ کا دائرہ اختیار ہے طلبہ کی خصوصیت کو مقدار یا کمّیت میں واضح کرنا اور اس وصف کی مقدار نمبروں کے ذریعے بتانا''۔

E.B.Wesley," Measurement is that subdivision of evaluation which is stated in terms of percentage, amounts, score, medians and everage etc."

ای. بی. ویسلے کے مطابق: ''جانچ تعین قدر کا وہ حصہ ہے جو فی صد، شمار، نمبر، وسطانیہ اور اوسط کے ذریعے بیان کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا تعریفوں سے جانچ کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ یہ ایسا عمل یا فعل ہے جس میں طلبہ کی صلاحیت اور اس کی خصوصیت کو نمبروں کے ذریعے بتایا جاتا ہے۔ اس فعل یا عمل کے ذریعے طلبہ کی مکمل شخصیت کو جانا نہیں جاسکتا۔ جانچ کے ذریعے معلم یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ طلبہ نے کتنا موادِ مضمون کو جانا یا سمجھا اس کے ذریعے معلم طلبہ کی خاص مہارتوں اور صلاحیتوں کو جانچتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے؟

(1) پیمائش کی تعریف لکھئے؟

10.6 پیائش اور تعین قدر میں فرق

مندرجہ ذیل بحث سے جانچ اور تعین قدر میں کیا فرق ہے با آسانی سمجھا جاسکتا ہے۔طلبہ کی آسانی کے لئے اس کے فرق کو نکات میں پیش کیا گیا ہے۔

10.6.1 پیائش:Measurement

1۔ پیائش کے ذریعے طلبہ کی صلاحیت اور وصف کی مقدار معلوم کی جاتی ہے۔ یہ نمبر میں اور متعدد دونوں میں ہوسکتا ہے۔

2۔ اس کے ذریعے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ طلبہ کو کسی بھی ایک مضمون میں کتنا علم حاصل ہوا ہے۔

3۔ اس کے ذریعے ہم طلبہ کی کسی ایک صفت یا وصف کو جان پاتے ہیں۔

4۔ جانچ کا طریقہ اگر صحیح نہیں ہے تو تعین قدر کا کام سائنسی نہیں ہوسکتا۔

10.6.2 تعین قدر:Evaluation

1۔ تعین قدر کے ذریعہ یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ طلبہ کی اہمیت اور وصف جاننے کیلئے دیئے گئے نمبر کس حد تک صحیح ہیں۔

2۔ تعین قدر کے ذریعے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ جو طلبہ نے علم حاصل کیا وہ کتنا پائیدار علم ہے کیا وہ اسے اپنی زندگی میں استعمال کرسکتا ہے

3۔ اس کے ذریعے ہم طلبہ کی ہمہ جہت فروغ کو ناپ سکتے ہیں۔

4۔ تعین قدر کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے پاس اچھا جانچ کا طریقہ موجود ہو لیکن جانچ کا صحیح تعلیمی فائدہ تعین قدر کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

مذکورہ بالا بحث کو ہم اس مثال کے ذریعے با آسانی سمجھ سکتے ہیں۔ایک طالب علم نے اپنے امتحان میں 60% فی صد نمبر حاصل کیا اسے ہم جانچ کہتے ہیں لیکن جب ان نمبروں کو کسی معیار سے موازنہ کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم اوّل درجے میں رکھا گیا ہے یہ تعین قدر ہے۔اسی طرح اگر ہم کسی ایک خاص عمر کے بچے کی لمبائی ناپیں تو اسے جانچ کہتے ہیں لیکن جب ان نمبروں کو کسی معیار سے موازنہ کرنے پر یہ علم ہوا کہ وہ جماعت کے سب سے لمبے بچوں کے درجے میں رکھا گیا یہ تعین قدر ہے اسی طرح اگر ہم ایک خاص عمر کے بچے کی لمبائی ناپیں تو اسے جانچ کہتے ہیں لیکن جب اس کی لمبائی کو عمومی اوسط لمبائی سے موازنہ کیا گیا تو یہ معنی اخذ کیا کہ وہ بچہ چھوٹے قد کا ہے اس عمل کو ہم تعین قدر کہتے ہیں اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جانچ کے ذریعہ حاصل نمبروں کو جب ہم کسی معیار سے موازنہ کرتے ہیں اور ایک نتیجہ اخذ کرتے ہیں تو اسے تعین قدر کہتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) پیائش اور تعین قدر میں آپ کس طرح فرق واضح کریں گے۔

10.7 تعین قدر کے مقاصد:

تعین قدر کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

(i) تعین قدر کا اہم مقصد ہوتا ہے طلبہ کی صلاحیتوں، کامیابی، خصوصیات، دلچسپی اور فہم اطلاق وغیرہ کو جانچنا اور یہ معلوم کرنا کہ طالب علم نے کس حد تک صل کئے۔

(ii) اس کے ذریعہ سماجی علوم کے معلم کو یہ معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ کون سا طالب علم کس صلاحیت کا ہے اور پھر وہ اس کی صلاحیت کے مطابق درس دیتا ہے۔

(iii) تعین قدر معلم کو اپنے طریقہ تدریس میں تبدیلی لانے کیلئے رہنمائی کرتا ہے

(iv) تعین قدر طریقہ تدریس میں اصلاح لاتا ہے اور سیکھنے کے عمل کو بڑھاتا ہے۔

(v) تعین قدر کا اہم مقصد ہوتا ہے کہ طلبہ کی کارکردگی کو جانچ کے مختلف طریقہ کے ذریعے معلوم کرنا اور اس کے بعد طلبا کو مختلف گریڈ (Grade) دینا تاکہ طلبا کو سندی دی جا سکے۔

(vi) اس کے ذریعہ طلبا کی مختلف درجہ بندی کی جاسکتی ہے جو کبھی کبھی بہت ضروری ہو جاتا ہے جیسے سماجی علوم کے معلم کو درجہ جماعت میں کچھ مسائل نظر آ رہے ہیں اور معلم کے ذریعہ طلبہ کو کم ذہین، اوسط ذہن والے اور اعلیٰ ذہن والے طالب علم میں تقسیم کر کے کم ذہن کے طالب علموں پر زیادہ توجہ مبذول کر سکتا ہے۔

(vii) Galton اور Darwin نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ دو شخص ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان خصوصیت میں، ذہنی فعل یا عمل میں، عادت میں، رجحان، تعلیمی تحصیل اور صلاحیت وغیرہ میں فرق ہوتا ہے۔ جب بھی دو شخص میں باہمی موازنہ مذکورہ بالا عناصر پر کیا جاتا ہے تو تعین قدر کی ضرورت پڑتی ہے۔

(viii) اس کے ذریعے طلبہ کو اعلیٰ تعلیم اور روزگار کے لئے رہنمائی کرنے میں مدد ملتی ہے۔

(ix) تعین قدر کے ذریعے تعلیمی مقاصد کی تکمیل کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔

تعین قدر کا عمل Process of Evaluation

تعین قدر ایک عمل ہے اس عمل کو کرنے میں مختلف مراحل ہوتے ہیں جن پر عمل کرنے پر تعین قدر کا عمل آسان ہو جاتا ہے۔ تعین قدر کا عمل مندرجہ ذیل مراحل پر مشتمل ہوتا ہے:

(i) مقاصد مرتب کرنا: Formulation of objectives

(ii) مخصوص مقاصد کی تعریف اور وضاحت کرنا۔ Clarifying and defining specific objectives

(iii) مناسب اکتسابی تجربات کا انتخاب۔ Choosing Appropriate learning Experience

(iv) تشخیص کے مناسب اور موزوں طریقے کو اپنانا اور بنانا۔ Developing and Adopting Suitable Assessment Procedure

(v) جمع شدہ شہادت کی بنیاد پر نتائج کا تعین قدر کرنا۔ Evaluating the outcomes on the basis of Evidence collected.

(vi) بہتر نتائج کے لئے سسٹم کے ضروری پہلوؤں میں ترمیم کرنا۔ Modifying Necessary aspects of the system for better results.

اوپر دئے گئے (مذکورہ بالا) نکات کو ہم ذیل میں تفصیل سے مطالعہ کریں گے.

عمومی مقاصد مرتب کرنا Formulation of General Aims

تعین قدر کا یہ پہلا مرحلہ ہے اس میں عمومی مقاصد طے کئے جاتے ہیں۔ عمومی مقاصد کے مطابق موادِ مضمون کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ عمومی مقاصد کا تعلق طلبہ کی ہمہ جہت شخصیت کے فروغ سے ہوتا ہے۔ عمومی مقاصد کو طے کرنے کے بعد ان مقاصد کی وضاحت کی جاتی ہے تاکہ مقصد واضح اور صاف ہو جائیں۔ مثال کے طور پر طلبہ کے اندر حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرنا ایک عمومی مقصد ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہم موادِ مضمون اسی انداز کا لیتے ہیں جیسے اپنے ملک کی تاریخ، ملک کو آزاد کرانے میں اہم شخصیات کی خدمات و کارنامے وغیرہ کو شامل کرتے ہیں۔

مخصوص مقاصد کی تعریف اور وضاحت کرنا۔ Clarifying and defining specific objectives

خصوصی مقاصد کا تعلق موضوع سے ہوتا ہے۔ یہ وہ مقاصد ہوتے ہیں جن کو کم وقت میں حاصل کیا جاتا ہے۔ خصوصی مقاصد کو ہم تین بڑے گروپ میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ادراکی (وقوفی)، جذباتی (تاثراتی) اور نفسی و حرکی۔ ادراکی گروپ میں وہ مقاصد شامل ہیں جن کا تعلق علم کی بازطلبی (Recall) صلاحیت اور مہارت کی نشو و نما سے ہے۔ جذباتی گروپ میں وہ تمام مقاصد آتے ہیں جن کا تعلق طلبہ کے جذبات سے ہوتا ہے جیسے اقدار شناسی، رویہ اور کردار وغیرہ۔ ان

سب کا تعین قدر کرنا بہت مشکل ہے لیکن اس کو طلبہ کے طرزِ عمل کو دیکھ کر سمجھا جا سکتا ہے۔ نفسی وحرکی گروپ وہ ہے جس میں طلبہ سیکھے ہوئے علم کو حاصل کرتا ہے اور عملی طور پر اس کا مظاہرہ مختلف صلاحیتوں کی بنیاد پر کرتا ہے جیسے نقشے سے سیکھے ہوئے علم کو خالی نقشے پر بھرنا، خاکہ بنانا، فہرست بنانا وغیرہ شامل ہیں۔

مناسب اکتسابی تجربوں کی تشکیل کرنا Developing the Learning Experience

تعین قدر کا اگلا مرحلہ ہے مناسب اکتسابی تجربوں کی تشکیل کرنا۔ طالب علم جب ایک مخصوص مواد کا علم حاصل کرتا ہے تو اس کے برتاؤ میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حصولِ علم میں طالب علم اور مواد میں ایک ربط پایا جا رہا ہے۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ایسے حالات پیدا کریں جس سے مواد اور طالب علم کے درمیان باہمی ربط پیدا ہو سکے۔ سیکھنے اور سکھانے کے وہ تجربے اچھے مانے جاتے ہیں جو دو قطبی (Bipolar) ہوں اور یہ حالت علمی مواد کے ذریعے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اکتسابی تجربات اسے کہتے ہیں جہاں سیکھنے والے اور مواد کے درمیان ربط پیدا ہوتا ہے۔ سیکھنے والا یعنی طالب علم مواد کو سیکھ کر جو تجربہ حاصل کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم نے کیا سیکھا اور اس سیکھنے کے عمل میں کون سا طریقہ کار اپنایا گیا۔ علمی مواقع پیدا کرنے اور علمی تجربات پیدا کرنے کے نظام میں اس بات کو ذہن میں رکھ کر بنانا چاہیئے کہ طلبہ کی عمر اور ذہنی صلاحیت کیا ہے۔ اکتسابی تجربے طلبہ کے اندر تبدیلی پیدا کرتے ہیں اور یہ تبدیلی مواد اور طلبہ کے باہمی ربط سے پیدا ہوتا ہے۔

تشخیص کے مناسب اور موزوں طریقے کو اپنانا اور بنانا Developing and Adopting Suitable Assessment Procedure

اس مرحلے میں معلم ان طریقہ کاروں کا انتخاب کرتا ہے جو طلبہ کے اچھے اور مناسب طرزِ عمل کے بارے میں براہِ راست یا بالواسطہ ثبوت پیش کر سکیں۔ طلبہ کے طرزِ عمل میں اکتساب کے بعد کتنی تبدیلی آتی ہے اسے دو طرح کے تشخیصی پیمانوں کے ذریعے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا ان معیاری پیمانوں کو استعمال کرکے جو بنے بنائے موجود ہوں اور دوسرے وہ پیمانے جو معلم خود بناتا ہے ان کے ذریعے معلم اکتسابی سرگرمی سے ہونے والی تبدیلی کو معلوم کرتا ہے۔ معلم جب کسی بھی طریقہ کار کی تشکیل کرے تو اسے خود سے مندرجہ ذیل سوال پوچھنے چاہیئے :

(a) اس طریقہ کار کے ذریعے وہ تعلیمی مقاصد کی شکل میں کس بات کا تعین قدر کرنا چاہتے ہیں

(b) کیا یہ طریقہ مرغوب یا خاطر خواہ طرزِ عمل میں ہونے والی تبدیلی سے متعلق کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(c) کیا دو مختلف اشخاص اس طریقہ کار کو استعمال کرکے ایک ہی نتیجے پر پہنچتے ہیں یا نہیں؟

(d) کیا اس طریقہ کار کو با آسانی استعمال میں لایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جمع شدہ شہادت کی بنیاد پر نتائج کا تعین قدر کرنا Evaluating the Outcomes on basis of Evidence collected

تشخیصی پیمانوں کے ذریعے جو شہادتیں جمع کی گئی ان کی بنیاد پر طلبہ کی کارکردگی کا تعین قدر کرنا اس مرحلہ میں شامل ہے۔ تعین قدر اسے کہتے ہیں جس میں ہم تمام اکتسابی سرگرمیوں کو جانچ کر کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ طلبہ کی طرزِ عمل میں ہونے والی تبدیلی میں کون سا طریقہ کار موثر ہے کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ معلم نے اکتساب کو موثر بنانے کے لئے اور حصولِ مقاصد کے لئے جو بھی کوشش کی اس کو ہم تعین قدر کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ان اچھی سرگرمیوں کو دوبارہ استعمال کیا جا سکے۔ اس سے تدریس میں استعمال کئے طریقہ کار کو بہتر بنانے یا تبدیل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ معلم کی رہنمائی کرتا ہے جس سے معلم اپنے طریقہ تدریس میں تبدیلی لا سکتا ہے۔

بہتر نتائج کے لئے سسٹم کے ضروری پہلوؤں میں ترمیم کرنا Modifying Necessary aspects of the system for better results

تعین قدر کا اگلا مرحلہ ہے بہتر نتائج کے لئے سسٹم کے ضروری پہلوؤں میں ترمیم کرنا۔ تعین قدر معلم اور تعلیمی نظام کو یہ بتاتا ہے کہ اکتساب کے عمل میں کیا کمی رہ گئی اور اس میں کیا تبدیلی پیدا کی جانی چاہیئے۔ تعلیمی مقاصد حصولِ تعلیم کا اہم مقصد ہے اس لئے ضروری ہے کہ معلم کو اس بات کا احتساب کرنے کہ کس طریقہ تدریس سے اکتسابی عمل موثر ہوا اور کون سا طریقۂ تدریس اکتسابی عمل میں موثر ثابت نہیں ہو پا رہا ہے اس احتساب کے ذریعے معلم کو اپنے طریقہ کار میں تبدیلی کرنے میں مدد ملتی ہے۔ چونکہ تعین قدر ایک وسیع عمل ہے اس میں اسکول کا انتظامیہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے ذریعے انتظامیہ اپنے

کارکردگی اور طریقۂ عمل میں تبدیل پیدا کر سکتے ہیں اور نظام کو بہتر بنا سکتے ہیں۔اس طرح تعین قدر معلم اور انتظامیہ دونوں کی مدد کرتی ہے۔

10.7.2 ایک اچھے تعین قدر کے اصول Principles of Good Evaluation

ایک اچھے تعین قدر کے اصول ہوتے ہیں اگر ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو تعین قدر کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ایک اچھے تعین قدر کے مندرجہ ذیل اصول ہیں:

(i) پروگرام کے مقصد کے حصول کے لئے تعین قدر کیا جانا چاہیئے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ اس پروگرام کے مقاصد کی تکمیل کس حد تک ہوئی۔تعین قدر کے ذریعے طلبہ کی سماجی، جذباتی، ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کا پتہ لگانا اور یہ معلوم کرنا کہ ان کا کس حد تک فروغ ہوا ہے۔دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تعین قدر کو اس انداز میں بنانا چاہیئے کہ وہ طلبہ کی ہمہ جہت جانچ کر سکے۔

(ii) تعین قدر وہ عمل ہے جو مسلسل چلتا رہتا ہے۔یہ ایک مسلسل جانچ کا طریقہ کار ہے جو طلبہ کی ہر روز، ہفتہ وار اور پورے سال قدر پیمائی کرتا رہتا ہے اس کے ذریعہ طلبہ کی مکمل جانچ کی جا سکتی ہے۔

(iii) قدر پیمائی کا اگلا اصول ہے کہ اس کو اس انداز سے تعلیمی سرگرمیوں میں شامل کرنا جیسے یہ ہدایت کا ایک اہم اور خاص حصّہ ہے۔تعین قدر کو معلم جب ہدایت یا تدریس کے اہم جز کی طرح استعمال کرتا ہے تو اس سے طلبہ کے اندر تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

(iv) تعین قدر کو ایک باہمی ربط کے عمل کی طرح استعمال کرنا چاہیئے۔تعین قدر کے عمل میں معلم ،طلبہ، والدین، امیر مدرسہ کا تعاون درکار ہے کیونکہ ان سبھی کی مدد سے ہی اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔اس میں معلم اور طلبہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ہی اس عمل کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔تعین قدر کے مقاصد کو طلبہ کے والدین کو واضح طور پر سمجھنا چاہیئے۔تاکہ وہ جن مقاصد کی توقع رکھتے ہیں وہ اس میں شامل ہیں یا نہیں۔تعین قدر کے عمل میں مدرسہ کی شمولیت لازمی ہے کیونکہ وہ اس پورے منصوبے کو منظّم اور اچھی طرح سے عمل درآمد کرنے میں مدد کرتا ہے۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ تعین قدر کا ایک اہم اصول ہے معلم ،طلبہ، امیر مدرسہ اور والدین کا باہمی ربط اور تعاون۔

(v) تعین قدر کا اگلا اصول ہے طلبہ کی صلاحیتوں کو جاننے اور ناپنے کے لیے مختلف قسم کے تشخیصی پیمانوں کا استعمال کرنا تاکہ ہدف اور مقاصد کی تکمیل کی جا سکے۔

(vi) مختلف قسم کے تشخیصی آلات سے اکھٹا کی گئی معلومات کو طلبہ کی مدد اور رہنمائی کے لئے استعمال کرنا۔طلبہ نے جو بھی نمبرات حاصل کئے ہیں ان کو ان کے پچھلے سال کے نمبرات سے موازنہ کرنا اور طلبہ کی کمزوری اور اچھائی کو معلوم کرنا اور ان نکات پر مفصل بحث کر کے مستقبل کا لائحہ عمل تیار کرنا۔

(vii) طلبہ نے جو کچھ امتحانات میں نمبر حاصل کئے ان پر بہت سارے عناصر شامل ہوتے ہیں اور یہ عناصر طلبہ کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں اس لئے ان عناصر کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جیسے طلبہ کی صحت اور اس کا جسمانی فروغ، اس کے پڑوس کا ماحول، طلبہ کے تجربے اور اس کا معاشی اور سماجی پس منظر وغیرہ۔اس لئے ضروری ہے کہ طلبہ کا تعین قدر صحیح طریقے سے کیا جائے۔

(viii) تعین قدر اس انداز سے مرتب کرنا چاہیئے کہ طلبہ کے سامنے ایک مشکل لیکن دلچسپ مسئلہ ہو انداز قدر کی جو بھی تکنیک لی جائے وہ دلچسپی پیدا کرنے والی ہو تاکہ طلبہ مشکل سے مشکل مسئلے کو کھیل کھیل میں سیکھ لیں۔

تعین قدر کے آلات یا تکنیکیں

تعین قدر کے آلات یا طریقۂ کار کو ہم مندرجہ ذیل قسم میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(1) زبانی امتحان (Oral test)

(2) مقالاتی قسم کے امتحان (Essay type test)

(3) مختصر جوابی قسم کے امتحان (Short Answer type test)

(4) معروضی قسم کے امتحان (Objective type test)

زبانی امتحان (Oral test)

اس طریقہ کار میں فرداً فرداً طلبہ کو بلایا جاتا ہے اور ان کے علم کو جانچا جاتا ہے۔اس طریقہ کار کے ذریعہ طلبہ کو بولنے کی صلاحیت،علم کو اپنی زبان سے پیش کرنے کی صلاحیت،خود اعتمادی اور حاضر جوابی وغیرہ کو معلوم کیا جاتا ہے اس طریقہ کار میں امتحان لینے والا طالب علموں سے سوال پوچھتا ہے اور طالب علم اس کا جواب پیش کرتا ہے۔طالب علم کے ذریعے دیا گیا جواب نامکمل ہونے کے بنا پر امتحان لینے والا اس نامکمل جواب پر دوسرا سوال اسے مکمل کرنے کے لئے پوچھتا ہے اور اس طرح طالب علم کو اپنی کمی معلوم ہوجاتی ہے اور اس کی فوری اصلاح ہوجاتی ہے۔سماجی علوم طالب علم کے اندر انفرادی سوچ کو فروغ کرتا ہے۔اس طرح کے امتحان سے طلبہ کی اپنی سوچ کو پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔اس طرح کے امتحان کے ذریعے طلبہ کے علم کے گہرائی اور اسے مضمون میں کتنا عبور ہے کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔اس طرح کے امتحان میں اگر امتحان لینے والا تھوڑا سا سوال کے رُخ کو موڑ کر اس انداز میں پوچھے کہ طلبہ سوچنے پر مجبور ہوجائے اور خود سے جواب پیدا کرنے کی کوشش کریں تو یہ امتحان بہت بہتر نتیجہ دے۔اس طرح کے امتحان معلم ہر روز درجہ جماعت میں استعمال کرسکتا ہے اور اس دن اس موضوع کو طالب علم نے کتنا سمجھا یا سیکھا ہے۔اس طرح کے امتحان سال میں کم سے کم دو بار منعقد کرنا چاہیئے تا کہ طلبہ کے علم،فہم،ادراک وغیرہ کو جانا جاسکے ۔اس طرح کے امتحان بہت فائدے مند ثابت ہوسکتے ہیں اگر ان کو بہت ہی منظم طریقے سے پیش کیا جائے اور ایک خاص اکائی سے تمام سوالات بنائے جائیں۔اس طریقہ کار میں ایک بہت ہی معروف طریقہ ہے کہ امتحان لینے والا بہت سارے کارڈ میں مختلف قسم کے سوالات لکھے ہوئے رکھتا ہے اور ان کارڈوں میں سے طلبہ کو ایک کارڈ چننے کو کہتا ہے۔طلبہ ان کارڈوں میں سے ایک کارڈ لے لیتا ہے اور پھر اسی کارڈ پر لکھے سوال کا جواب پوچھا جاتا ہے اور پھر اس جواب سے نیا سوال پیدا کر کے اگلا سوال پوچھا جاتا ہے اور اس طرح سوال وجواب کا

سلسلہ چلتا رہتا ہے۔زبانی امتحان میں معلم طلبہ کو کوئی موضوع دے سکتا ہے اور اس پر بحث کرائی جاسکتی ہے۔اس بحث میں کچھ منصف یا جج بنائے جاتے ہیں اور یہ جج پوری بحث کو سن کر اپنا فیصلہ سنا دیتے ہیں، یہ بھی ایک بہترین طریقہ کار ہے۔اس طرح کی بحث میں گریڈ دینا زیادہ بہتر مانا جاتا ہے۔

خوبیاں:Merits

اس طریقہ کار کی بہت ساری خوبیاں ہیں اس میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(i) اس طریقہ کار سے طلبہ کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔

(ii) طلبہ کو اپنی سوچ اور فکر کو پیش کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

(iii) طلبہ کو اپنے علم کو اپنے زبان سے پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(iv) کسی بھی موضوع پر گہرائی سے علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(v) طلبہ کو فوری رہنمائی ملتی ہے اور تقویت بھی ملتی ہے۔

(vi) اس طریقہ کار سے طلبہ میں حقائق کو پیش کرنے کی صلاحیت کو جانچا جاسکتا ہے۔

خامیاں Demerits

اس طریقہ کار کی جہاں خوبیاں ہیں وہیں بہت ساری خامیاں بھی ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(i) اس طریقہ کار میں وقت بہت ضائع ہوتا ہے۔

(ii) یہ طریقہ کار بہت ہی منصفانہ نہیں ہوتا یعنی اس میں معروضیت کی کمی ہوتی ہے۔

(iii) اس طریقہ کار میں اگر کوئی طالب علم شرمیلا ہے تو اس کے علم اور معلومات کو با آسانی جانا نہیں جاسکتا۔

(iv) اس طریقہ کار میں وہ طلبہ کم نمبرات حاصل کرتے ہیں جن کے اندر اچھی طرح اپنی بات کو پیش کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

(v) فوری فیصلہ ایک اچھا طریقہ کار نہیں مانا جاتا ہے اور اس طریقہ کار میں فوری فیصلہ ہی لیا جاتا ہے۔

مقالاتی قسم کے امتحان(Essay type Test)

مقالاتی سوالات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ پہلی قسم: تفصیلی جواب کے جس میں امتحان دینے والا500-300 لفظوں پر مشتمل جواب پیش کرتا ہے اور دوسری قسم ہے جس میں امتحان دینے والا مختصر جواب دیتا ہے50-100 لفظوں کا۔ اس طرح کے سوالات اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ طلبہ کی کسی خاص مضمون میں علم کی جانچ کرنا اور اس علم کی جانچ مختصر سوالوں کے ذریعے کی جا سکے۔ سماجی علوم ایک وسیع مضمون ہے۔ اس لئے اس مضمون میں مقالاتی سوالوں کی اپنی ایک خاص اہمیت ہے۔ اس طرح کے سوالوں میں طلبہ کو پوری آزادی ہوتی ہے کہ وہ اپنے علم کو مکمل طور سے ظاہر کر سکے۔ اس طرح کے امتحان مختلف قسم کی صلاحیت جیسے تنقیدی سوچ، تشریح کرنے کی صلاحیت، منطقی سوچ اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت جیسی خوبیوں کو جانچنے میں مدد کرتا ہے۔ اس طرح کے امتحان میں سوالوں کو اس انداز میں بنایا جاتا ہے کہ طلبہ اپنی تنقیدی سوچ کا استعمال کرتے ہوئے مختلف دلائل کے ذریعے اپنی بات کو پیش کر سکے جو درحقیقت ایک اصل ذہنی فروغ ہے۔ اس طرح کے امتحان سے ہم تعلیم کے دوسرے مقاصد کو بھی ناپ سکتے ہیں۔ جیسے طلبہ کا سماجی، معاشی اور سیاسی حالات پر رجحان وغیرہ۔ اس طرح کے امتحان میں طلبہ مکمل طور سے آزاد ہوتے ہیں کہ وہ مکمل جواب پیش کرے جس میں اس کے اپنے خیالات اور سوچ بھی شامل ہوں۔ ان جوابوں کے ذریعے طلبہ سے متعلق بہت ساری باتوں کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے جیسے طلبہ کا کسی متنازع مسئلے پر کیا نظریہ ہے اس طرح کے امتحان سے طلبہ کی اس صلاحیت کی جانچ کی جاتی ہے کہ کیا طلبہ Data کی تشریح کر سکتا ہے یا نہیں، خیالوں اور تصورات کو منظّم کر کے خلاصہ پیش کر سکتا ہے یا نہیں، اصولوں کو استعمال کرنے کی صلاحیت ہے یا نہیں، جگہ، انسان اور واقعات کو بیان کرنے کی صلاحیت ہے یا نہیں، طلبہ کے اندر تنقیدی اور تخلیقی سوچ ہے یا نہیں وغیرہ۔ مقالاتی سوال طلبہ کی ان تمام صلاحیتوں کی جانچ کرتا ہے اسی لئے یہ سارے امتحانات سے مقبول طریقہ امتحان ہے اور اس کا کوئی متبادل طریقہ کار نظر نہیں آیا۔

مقالاتی سوال کی خوبیاں:

مقالاتی سوال کی مندرجہ ذیل خوبیاں ہیں:

(1) مقالاتی سوالات کے ذریعہ طلبہ کی فہم، اطلاق اور ذہنی مہارت کی جانچ کی جا سکتی ہے جو دوسرے قسم کے سوالات سے ممکن نہیں ہے۔

(2) مقالاتی سوالات کے ذریعے وقت اور پیسے کو بچانے میں مدد ملتی ہے۔

(3) اس کو منظّم کرنا(Administration) اور تعین قدر آسان ہے۔

(4) یہ طلبہ کو تحریری شکل میں سوچ اور اپنے خیالات کو ظاہر کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

(5) یہ تحریر کے ذریعے طلبہ کے اندر اچھا لکھنے کا شوق پیدا کرتا ہے جس سے طلبہ کے ذخیرہ الفاظ میں نمایاں فروغ ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ قواعد کا علم ہوتا ہے۔

(6) اس میں طلبہ مواد کو منظّم اور تسلسل سے پیش کرتے ہیں۔ جس سے اس کے اندر ان دونوں صلاحیتوں کا فروغ ہوتا ہے۔

(7) مقالاتی سوال طلبہ کے تخیل کا فروغ کرتا ہے۔

(8) مقالاتی سوالات باآسانی بنائے جا سکتے ہیں۔

(9) ان سوالات میں طلبہ بہت سارا مواد پیش کر سکتا ہے طلبہ سوال سے متعلق مواد میں اپنے خیال اور سوچ کو شامل کرتا ہے۔

(10) مقالاتی امتحان کے ذریعے طلبہ کی خیالات اور تصورات کو پیش کرنے کی صلاحیت، واقعات کو اپنے لفظوں میں بیان کرنے کی صلاحیت کا فروغ ہوتا ہے۔

خامیاں

مقالاتی سوالات کی جہاں بہت ساری خوبیاں ہیں وہیں اس کی کچھ خامیاں بھی ہیں اس کے مندرجہ ذیل تحدیدیں ہیں:

(1) اس کی سب سے بڑی تحدید یہ ہے کہ اس طرح کے امتحان میں پورے کورس سے چند سوالات پوچھے جاتے ہیں اس لئے یہ مکمل علم کی جانچ نہیں کر پاتا۔

(2) اس طرح کے امتحان میں کچھ غیر ضروری عناصر شامل کئے جاتے ہیں جیسے قواعد، ہجّے، کتابت، زبان کا استعمال وغیرہ۔

(3) مقالاتی سوالات کو جانچنے میں جونمبرات دیئے جاتے ہیں وہ (Reliable) قابل اعتماد نہیں ہوتے ، دیئے گئے نمبروں میں کم یا زیادہ ہونے کی گنجائش ہوتی ہے۔

(4) اس طرح کے سوالات کو حل کرنے میں ایک ہی سوال پر بہت وقت لگتا ہے۔

(5) اگر کسی طلبہ کی کتابت اچھی نہیں ہے تو اسے کم نمبر حاصل ہوتے ہیں جس سے اس کے علم اور نمبر کا باہمی ربط پیدا نہیں ہو پاتا۔

(6) اس طرح کے امتحان میں ان طلبہ کو کم نمبرات ملتے ہیں جو آہستہ لکھتے ہیں۔

(7) اس طریقہ کار سے طلبہ میں رٹنے کی عادت پڑتی ہے اور اس کا فروغ ہوتا ہے۔

مقالاتی سوالات کو بہتر بنانے کے لئے کچھ مشورے:

مقالاتی سوالات کی اپنی اہمیت ہے اور اس کی افادیت بھی ہے اس لئے اگر اس میں مندرجہ ذیل اصلاح کی جائے تو یہ بہت ہی سودمند ثابت ہوسکتا ہے۔

(i) اس طرح کے سوال بناتے وقت موادِ مضمون کی جوازِ صحت (Validity) کو اہمیت دینا چاہیئے۔

(ii) سوال کو اس انداز سے بنانا چاہیئے جس سے طلبہ کی رٹنے کی عادت نہ پڑے۔ سوال بناتے وقت اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ سوال کا ایک حصّہ علم سے دوسرا حصہ فہم اور اطلاق سے اور آخری حصےّ کا تعلق استعمال سے ہونا چاہیئے۔

(iii) مقالاتی سوالات کے تعین قدر نے کا واضح اصول ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر جس نے سوال مرتب کئے ہیں وہ ہی جوابی کاپی کو جانچے۔

(iv) سوال بنانے والے یا ممتحن کو چاہیے کہ وہ سوالوں کے معیاری جوابات تیار کرے جس سے اگر کوئی دوسرا ممتحن سوالوں کو جانچے تو وہ ان جوابات کو دیکھ کر صحیح تعین قدر کر سکے۔

(v) سوالوں کی زبان سلیس، قابل فہم اور واضح ہونا چاہیئے۔

(vi) ممتحن کو سوال کے جواب دیکھتے وقت موادِ مضمون پر غور کرنا چاہیے نہ کہ ہجّے، قواعد، تحریر پر۔

(vii) پرچہ مرتب کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ انتخاب کی آزادی کم سے کم ہو۔

(viii) سوالات اس طرح مرتب کرنا چاہیئے کہ وہ آسان سے مشکل کی طرف جائے۔

(ix) پرچہ اس طرح بنانا چاہیئے کہ اس میں دئے گئے سوالات مختلف مقاصد کی تکمیل کر رہے ہوں۔

مختصر جوابی قسم کے امتحان:

مختصر جوابی قسم کے سوال وہ ہوتے ہیں جن میں مخصوص جواب مطلوب ہوتے ہیں۔ ان سوالوں کے جواب ایک لفظ سے لیکر 50 الفاظ تک ہو سکتے ہیں ان سوالوں کے جوابات ایک لفظ میں دیے جاسکتے ہیں اور کچھ سوالوں کے جوابات 50 الفاظ پر مشتمل ہو سکتے ہیں۔ اس طرح کے سوالات کا مقصد ہوتا ہے کم وقت میں زیادہ علم کی جانچ کرنا اور طلبہ کی سمجھ وصلاحیت کو جانچنا۔ یہ جوابات نہ تو معیاری ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کو پرچے پر لکھ دیا جاتا ہے۔ اس طرح کے سوالوں میں طلبہ جو جواب پیش کرتے ہے ان میں بہت زیادہ فرق نہیں ہوتا کیونکہ سوال اس طرح پوچھے جاتے ہیں جن سے سیدھا اور ایک ہی طرح کا جواب موصول ہو۔ اس میں زبان کا بہت اہم رول نہیں ہوتا کیونکہ بہت مختصر میں لکھنا ہوتا ہے۔ ان سوالوں کے جوابات پر جو نمبر دیئے جاتے ہیں وہ مقالاتی سوالوں کے جوابات کے نمبروں سے زیادہ قابل اعتماد ہوتے ہیں کیونکہ اس میں امتحان دینے والے کو بہت زیادہ لکھنا نہیں پڑتا۔ اس طرح کے سوالات سے ہم طلبہ کی سمجھ کو جانچ سکتے ہیں۔ اس قسم کے سوالوں کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔

(i) شمالی ہندوستان میں بہنے والی اہم ندیوں کے نام لکھئے۔

(ii) گنگا اور جمنا ندی میں پورے سال پانی کیوں دستیاب رہتا ہے؟

(iii) گنگا کو دائمی (Perennial) ندی کیوں کہا جاتا ہے؟

(iv) خطہ وسطیٰ کے موسم کی دو خصوصیت لکھئے۔

(v) ہمارے ملک کے آئین میں بنیادی حقوق کون کون سے بتائے گئے ہیں؟

(vi) شمالی اور جنوبی ہندوستان کے ندیوں کے تین فرق لکھئے؟

(vii) قدیم زمانے کی کاشتکاری اور جدید زمانے کی کاشتکاری کے دو فرق بتائیے۔

(viii) ربر کے پیڑ خط وسطیٰ قسم کے موسم میں ہی پائے جاتے ہیں اس کو واضح کیجئے۔

معروضی قسم کے امتحان:

معروضی قسم کے سوالات وہ سوالات ہوتے ہیں جو طلبہ کے علم، فہم اور ادراک کی مکمل جانچ کرتے ہیں اور طلبہ کے رٹنے کی عادت کو کم کرتے ہیں۔ اس طرح کے امتحان میں مختلف قسم کے سوالات یا آئٹم (Items) بنائے جاتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ موادِ مضمون کو جانچا جاسکے۔ اس طرح کے امتحان کو بہت کم وقت میں منعقد کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کے امتحان میں جب طلبہ کے جوابات کی جانچ کی جاتی ہے تو تمام ممتحن میں اتفاق رائے پائی جاتی ہے چاہے سوال کا جواب صحیح دیا گیا ہو یا غلط۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ طلبہ کی جوابی کاپی کو کسی بھی ممتحن (Examiner) کے پاس بھیجی جائے نمبرات ایک ہی ہونگے۔ مقالاتی سوال اور معروضی سوالات کو بنانے والا ممتحن بڑے سوالوں کو کم تعداد میں بناتا ہے۔ جیسے پانچ یا چھ وہی معروضی سوالات بنانے والا ممتحن چھوٹے چھوٹے سوالوں کو زیادہ تعداد میں پوچھتا ہے۔ معروضی قسم کے امتحان بہت ہی جدید ہے۔ جس سے طلبہ کے وسیع علم کو جانچا جاسکتا ہے۔ معروضی امتحان کئی مقاصد کے لئے منعقد کیا جاتا ہے جیسے تعین قدر، تحصیلی جانچ کے لئے، ذہانت کے ٹیسٹ کے لئے، شخصیت کی جانچ کے لئے، رجحان ٹیسٹ کے لئے اور تشخیصی جانچ کے لئے۔

معروضی قسم کے امتحان کی خصوصیات:

اس طرح کا امتحان بہت ہی جدید قسم کا امتحان ہے۔ ان کے ذریعے طلبہ کی وسیع معلومات کی جانچ کی جاسکتی ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل خصوصیت ہیں:

(i) اس طرح کے امتحان میں سوالات یا آئیٹم (Items) کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اس لئے مضمون کے تمام موضوع کی نمائندگی ہو جاتی ہے اور تمام موضوعات سے سوالات پوچھنے کا موقع ملتا ہے۔

(ii) اس طرح کے امتحان کے ذریعے معلم اپنے طلبہ کی خوبیاں اور خامیوں کو معلوم کرکے اصلاحی تدریس کرسکتا ہے۔

(iii) اس طرح کے امتحان قابل اعتبار (Reliable) ہوتے ہیں۔ اس طرح کے امتحان میں ہر سوال کا ایک ہی جواب ہوتا ہے اس لئے اس پر جو نمبر حاصل ہوتے ہیں وہ قابلِ اعتماد ہوتے ہیں۔ اس میں پرچہ کو جانچنے والے کتنے بھی ممتحن (Examiner) ہوں سبھی کا آخری نتیجہ ایک جیسا ہوگا۔

(iv) اس طرح کے امتحان وقت کی بچت کرتے ہیں۔

(v) اس طرح کے سوالات کے جوابات میں زبان کا بہت زیادہ استعمال نہیں ہوتا اس لئے زبان نمبروں کو متاثر نہیں کرتی۔

(vi) معروضی قسم کے امتحان طلبہ کی رٹنے کی عادت کو کم کرتے ہیں۔

(vii) اس طرح کے امتحان سے طلبہ کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

(viii) ان امتحانوں کو منعقد کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔

(ix) اس طرح کے امتحان میں طلبہ فضول اور بے کار کی باتیں نہیں لکھ پاتے۔

(x) یہ طریقہ کار طلبہ کے رویہ میں ہونے والی تبدیلی کو بہترین طریقے سے جانچتا ہے۔

خامیاں:

اس امتحان کی بہت ساری خوبیوں کے باوجود بہت ساری خامیاں بھی ہیں:

(i) اس طرح کے امتحان طلبہ کے تشریحی، وضاحتی صلاحیت کو جانچ نہیں سکتے۔

(ii) اس سے طلبہ کی لکھنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے جس سے اس کے الفاظ کے ذخیرے کی کمی ہوتی ہے اور قواعد کمزور ہو جاتی ہیں۔

(iii) یہ طلبہ کی دلچسپی، مسائل کی طرف رجحان اور اس مسائل سے لطف اندوزی ہونا وغیرہ کا فروغ نہیں کرتا۔

(vi) اس طریقے میں حقائق، تصور وغیرہ کو منظّم کر کے پیش کرنے کی صلاحیت کا کم فروغ ہوتا ہے۔

(v) اس سے طلبہ اندازہ لگانے لگتا ہے جس سے اس کے اندر اس صلاحیت کا فروغ ہوتا ہے۔

معروضی امتحان کی قسمیں:

(i) تعددی انتخاب:Mulitple Choice

(ii) صحیح، غلط یا ہاں اور نا:True or False or yes no

(iii) تکمیلی قسم کے سوال:Completion type

(iv) تسلسلی قسم کے سوال:Sequence Tests

(v) تقابلی قسم کے سوال:Matching Test

(vi) اصناف بندی کے سوال:Classification test

(vii) قرابتی یا تعلقی قسم کے سوال:Relationship Test

(viii) بازیافتی قسم کے سوال:Recall type test

مذکورہ بالا اقسام کی مندرجہ ذیل ہم خلاصہ پیش کر رہے ہیں تاکہ طلبہ با آسانی سمجھ سکیں۔

(i) تعددی انتخاب:

اس قسم کے سوالات میں چار یا زیادہ متبادل دیئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے سوالات میں ایک صحیح جواب ہوتا ہے اسے (Key) یا کنجی کہتے ہیں اور تین غلط جواب (Distractor) جو توجہّ ہٹانے والے ہوتے ہیں اور جو سوال کی عبارت ہوتی ہے اسے Stem (مادّہ) کہتے ہیں۔ اس طرح Distractor قیاس آرائی کے امکان کو کم کر دیتا ہے۔ اس طرح کے سوال کی کچھ مثالیں مندرجہ ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔

(1) گنگا ندی کہاں سے نکلتی ہے؟

(a) گنگوتری (b) یمنوتری (c) بھگیرتھی (d) ہم کنڈ

(2) گنگا ندی میں سال بھر پانی کیوں بہتا رہتا ہے؟

(a) یہ بہت بڑی ندی ہے۔

(b) اس ندی میں بارش کا زیادہ پانی آتا ہے۔

(c) یہ ندی ہمالیہ سے نکلتی ہے جو برف سے ڈھکی ہوئی چوٹی ہے۔

(d) اس ندی میں پانی کے ذرائع زیادہ ہیں۔

(ii) صحیح یا غلط قسم کے سوال:

اس قسم کے سوالات میں ایک قول پیش کیا جاتا ہے اور یہ قول صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی ہوسکتا ہے۔اس قسم کے سوال کے جواب میں صحیح یا غلط لکھا جاتا ہے۔اس قسم کے سوالات میں دو ہی حق انتخاب ہوتے ہیں اس لئے قیاس آرائی کے امکانات 50% ہوجاتے ہیں۔ان سوالوں میں قول کو پیش کرنے سے پہلے کچھ ہدیت دی جاتی تاکہ طلبہ یہ سمجھ لیں کہ ان کو کس طرح حل کرنا ہے۔مندرجہ ذیل میں مثال پیش کی جارہی ہے۔یہاں کچھ بیان دیئے جارہے ہیں اس میں کچھ بیان صحیح ہیں اور کچھ غلط ہیں۔طلبہ صحیح بیان (Statement) کے سامنے صحیح لکھیں اور غلط بیان (Statement) کے سامنے غلط لکھیں۔

(i) گنگا ندی ہندوستان کی سب سے لمبی ندی ہے (صحیح/غلط)

(ii) نیل ندی کو مصر کا وردان کہا جاتا ہے (صحیح/غلط)

(iii) پاپجّا (Papajja) بدھ مذہب کی رسم نہیں ہے (صحیح/غلط)

(iii) تکمیلی قسم کے سوال:

اس قسم کے سوالات میں ایک مکمل معلومات کو جملے میں پیش کیا جاتا ہے اور اس جملے سے اہم معلومات کی جگہ خالی رکھی جاتی ہے جیسے طلبہ اس معلومات کو پیش کرکے جملہ مکمل کرتے ہیں۔اہم معلومات کو سوال کے نیچے لکھا جاتا ہے اور اس میں کئی غلط معلومات بھی لکھی جاتی ہیں تاکہ طلبہ صحیح معلومات کا انتخاب باآسانی نہ کرسکے۔اس قسم کے سوالات کا تعلق علم سے ہوتا ہے۔

مثالیں:

(1) ہندوستان کی نرمدا ندی................ کی طرف بہتی ہے۔

(شمال سے جنوب، مشرق سے مغرب، مغرب سے مشرق، جنوب سے شمال)

(2) ہندوستان کا رقبے میں سب سے بڑا صوبہ................ ہے۔

(مہاراسٹر، آندھراپردیش، مدھیہ پردیش)

(3) عدالتِ عظمیٰ کا فیصلہ................ بدل سکتا ہے۔

(گورنر، صدر جمہوریہ، وزیراعظم، وزیراعلیٰ)

(iv) تسلسلی قسم کے سوال:

اس قسم کے سوالات میں واقعات کی ایک فہرست دی جاتی ہے اور طلبہ سے کہا جاتا ہے کہ اس فہرست کو تاریخ وار تسلسل سے پیش کرے۔اسی طرح دوسرے حقائق کو ان کی اہمیت کی بنیاد پر پیش کرنے کو بھی کہا جاسکتا ہے۔

مثال:

سوال نمبر 1- مندرجہ ذیل کو تاریخ وار تسلسل سے لکھئے۔

(1) جہانگیر بادشاہ (2) اورنگ زیب بادشاہ (3) بابر بادشاہ (4) ہمایوں بادشاہ (5) اکبر بادشاہ (6) بہادر شاہ ظفر

سوال نمبر-2 ہندوستان کی مندرجہ ذیل ندیوں کو ان کی لمبائی (چھوٹی سے بڑی) کی بنیاد پر لکھئے؟

(1) جمنا ندی (2) گوداوری (3) مہاندی (4) گنگا ندی (5) نرمدا ندی

(v) تقابلی قسم کے سوال:

اس قسم کے سوال میں عام طور پر دو کالم ہوتے ہیں۔ایک کالم میں لکھا مواد اسٹیم(Stem) کا کام کرتا ہے اور دوسرا کئی متبادل فراہم کرتا ہے۔متبادلوں کی تعداد اسٹیم(Stem) میں دیئے ہوئے آئٹم (items) سے زیادہ ہونا چاہیئے ۔اس میں دونوں کالم میں دیئے گئے آئٹم (items) تسلسل میں نہیں ہوتے ۔اس میں طلبہ ایک فہرست کو دوسرے کالم کی فہرست کے آئٹم (items) سے ملاتے ہیں۔اسطرح کے سوالات کے ذریعے طلبہ کی حقائق کے سمجھ کی جانچ کی جاتی ہے۔

مثال:-

(1)نیل ندی	(1)بنگلہ دیش
(2)نرمدا ندی	(2)نیپال
(3)ایوریسٹ چوٹی	(3)ہماچل
(4)بھاکھرا باندھ	(4)ہندوستان
(5)پدما ندی	(5)افریقہ برِ اعظم
(6)لیک ڈلٹا	(6)شمالی امریکہ
(7)گھانا	(8)نائیجیریا

(vi) اصناف بندی کے سوال:

اصناف بندی قسم کے وہ سوال ہوتے ہیں جن میں بہت ساری چیزوں میں سے منفرد شئے کی تلاش کر کے الگ کرنا یعنی ایک طرح خصوصیت والے تمام چیزوں کو ایک ساتھ رکھنا اور منفرد خصوصیت والی شئے کو الگ رکھنا

مثال ا:- مندرجہ ذیل میں اس نام کے نیچے لائن کھینچنا جو دوسرے سے کسی طرح الگ ہو

(i) اقبال، غالب، میر تقی میر، امیر خسرو، اے. پی. جے. عبدالکلام

(ii) بابر، اکبر، جہانگیر، ہمایوں، اشوکا دی گریٹ

مثال 2:- مندرجہ ذیل میں خریف کی فصلوں کے نام اور ربیع فصلوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ان فصلوں کی الگ الگ فہرست بنایئے۔

گیہوں، چاول، دال، سویابین، چنا، تلہن، جوار، مکئی، باجرا، ارہر، اُڑد، مونگ، مٹر، سرسوں

ربیع فصلوں کے نام☆ خریف میں ہونیوالی فصلوں کے نام

(vii) قرابتی یا تعلقی قسم کے سوال:

اس طرح کے سوالات میں دو چیزوں کے درمیان باہمی ربط کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس طرح کے امتحان کا مقصد ہوتا ہے طلبہ کی سمجھ کو جانچنا۔

مثال 1:- مندرجہ ذیل میں دیئے گئے واقعات کی جگہ اور سال لکھئے

وقعہ	جگہ	سال
بابر کی پہلی جنگ	....	....
تاج محل	....	....
قطب مینار	....	....

(viii) بازیافتی قسم کے سوال:

اس قسم کے امتحان میں ایسے سوال پوچھے جاتے ہیں جن کا جواب آسان اور چھوٹا ہوتا ہو۔اس طرح کے امتحان کا مقصد ہوتا ہے طلبہ کے علم کو معلوم کرنا۔طلبہ سے چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھے جاتے ہیں یہ سوالات علم (Knowledge) کو جانچتے ہیں۔

مثال 1:-

(1) ہمارے ملک میں کالی مٹّی کن صوبوں میں پائی جاتی ہے؟

(2) کالی مٹّی میں کون سی فصل اچھی ہوتی ہے؟

مثال 2:- مندرجہ ذیل کا جواب ایک لفظ میں یا ایک جملے میں دیجئے۔

(1) خطہ وسطیٰ میں پورے سال بارش کیوں ہوتی رہتی ہے؟

(2) ہندوستان میں کتنے قسم کے موسم پائے جاتے ہیں؟

(3) گنگاندی جہاں سے نکلتی ہے اس منبع کو کیا کہتے ہیں؟

تشکیلی تعین قدر (Formative Evaluation):-

یہ تعین قدر کی وہ قسم ہے جسے سبق کے درس و تدریس کی عمل آوری کے درمیان انجام دیا جاتا ہے۔اس کا مقصد طلبہ اور اساتذہ کو مسلسل بازرسائی (feed back) کی فراہمی ہے۔جس کی بنیاد پر وہ اپنے سبق اور طریقہ درس و تدریس میں مناسب تبدیلی کرتا ہے۔تشکیلی تعین قدر میں وہ سب ٹیسٹ، کوئز، ہوم ورک، کلاس ورک، پروجیکٹ ورک، Slip test اور زبانی سوالات ہو سکتے ہیں جو کسی پڑھائے گئے جزء کے بارے میں تیار کئے گئے ہوں۔ یہ ٹیسٹ عام طور پر تدریس شدہ مواد کے حوالے سے طلبہ کی صلاحیت اور مہارت کو پرکھنے کے لئے ہوتے ہیں۔

تشکیلی تعین قدر کے لئے جو ٹیسٹ لئے جاتے ہیں وہ اکثر اساتذہ کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔طلبہ کی پیش رفت کو جانچنے کے لئے مشاہداتی (Observation) تکنیکس استعمال کی جاتی ہیں اور ان سے اکتسابی اور تدریس کی کمزوریوں اور غلطیوں کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ چونکہ تشکیلی تعین قدر کا استعمال دوران تدریس طلبہ کی اکتسابی پیش رفت کو جانچنے پرکھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔اس لئے ان ٹیسٹوں کو نشانات اور گریڈ دینے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

تشکیلی تعین قدر میں خاص طور پر چار قسم کے آلات استعمال کیئے جاتے ہیں۔

1۔	بچوں کی شراکت۔ردّعمل	10۔نشانات
2۔	تحریری نوٹ بکس، گھر کا کام وغیرہ	10۔نشانات
3۔	منصوبہ عمل (Project Work)	10۔نشانات
4۔	مختصر امتحانات (Slip Tests)	10۔نشانات

2۔ مجموعی تعین قدر (Summative Evaluation):

یہ تعین قدر کی وہ قسم ہے جسے تدریسی اکتسابی پروگرام کے مکمل ہونے کے بعد انجام دیا جاتا ہے۔اس تعین قدر کے ذریعے تدریسی نتائج کی نشاندہی کی جاتی ہے۔خارجی (External) اور داخلی (Internal) امتحانات اس نوعیت کی تعین قدر ہیں۔اس تعین قدر کی بدولت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تدریسی مقاصد کی کس حد تک تکمیل ہوئی اور تدریس کہاں تک موثر رہی ہے۔

مجموعی تعین قدر نوعیت کے لحاظ سے فیصلہ کن ہوتا ہے۔اس کا مقصد عمل تدریس واکتساب کی جانچ پرکھ بھی ہے اور تشکیلی تعین قدر سے اس کو ممتاز کرنا بھی ہے۔یہ کورس کا اختتام بھی ہے اور کورس کے قابل لحاظ حصہ کے وسیع تر تدریسی مقاصد کی انداز قدر (assessment) بھی ہے۔

ہمارے پبلک امتحانات، سالانہ امتحانات یا ٹرم ٹیسٹ سب کے سب مجموعی (Summative) ٹیسٹ کے دائرے میں آتے ہیں جس کو مجموعی تعین قدر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔یہ طلبہ کی کارکردگی کی پیمائش ہے، ان کی ہر روز کی پیش رفت نہیں ہے۔یہ ان کی تعلیمی حالات کا تعین قدر ہے اور اس کا خاص کام ان کی کامیابی یا پیش رفت کے مطابق ان کو گریڈ، پروموشن یا سٹیفکیٹ دینا ہے۔مجموعی/اختتامی تعین قدر، اکائی کے اختتام پر ٹرم کے پورا ہونے پر یا پھر کورس کے مکمل ہونے پر انجام پذیر ہوتا ہے۔عام طور پر اس کا زیادہ زور ادراکی طرز عمل (Cognitive behaviour)، کبھی کبھی نفسی حرکی (Psychomotor) یا جذباتی طرز عمل (Affective behaviour) کی پیمائش پر ہوتا ہے۔

گریڈ کا تعین کرتے وقت طالب علم کے جملہ محصلہ نشانات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ذیل کے جدول کے مطابق نشانات کے فیصد کے اعتبار سے گریڈ دیا جاتا ہے۔

فیصد	گریڈ
91-100	A+
71-90	A
51-70	B+
41-50	B
0-40	C

10.8 سماجی علوم میں تعین قدر کے مقداری اور معیاری آلات۔

سماجی علوم میں طلبہ کی کارکردگی سے متعلق ٹھیک ٹھیک اندازہ قائم کرنے کیلئے تعلیمی نتائج کا جائزہ کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے لینا ضروری ہے۔ سماجی علوم کے ایک کامیاب ٹیچر کو دونوں طرح کے تعین قدر کے طریقۂ کار اور ان سے متعلق ضروری مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے۔

10.8.1 مقداری انداز قدر:

سماجی علوم میں زیادہ تر تعلیمی نتائج وہ ہیں جن کی صحت و درستی ٹیچر خود طے کر سکتا ہے۔اس کو بآسانی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ طلبہ کا جواب صحیح ہے یا غلط اور اسی بنیاد پر وہ نمبر دیتا ہے۔نمبر دینے کا یہ عمل مقداری یا کمیتی اندازۂ قدر (Quantitative Assesment) کہلاتا ہے۔لیکن یہ بات واضح ہونی چاہیئے کہ طویل جوابی سوالات کے نمبروں کا فیصلہ کرنا نسبتاً مشکل کام ہے اس لئے اس طرز کے سوالات پر نمبر دیتے ہوئے درج ذیل امور کو ذہن میں رکھنا چاہیئے۔

(1) معیاری جوابات تیار کر لئے جائیں۔

(2) نمبروں کی ایک کلید (Key) تیار کر لی جائے۔

(3) ممتحن کو ہدایت دی جائے کہ سماجی علوم کے پرچہ میں لسانی غلطیوں وغیرہ کے نمبر نہ کاٹے۔

10.8.2 کیفیتی اندازۂ قدر:

سماجی علوم میں بعض تعلیمی نتائج کا اظہار طلبہ میں سیکھنے کی کیفیت میں اضافہ سے ہوتا ہے۔مثال کے طور پر دیگر مذاہب،زبانوں،علاقوں کے متعلق رواداری،تحسین اوراحساس ذمہ داری،نقشہ سازی کی صلاحیت وغیرہ کا تجزیہ کیفیت اور معیار کے اعتبار سے ہی کیا جاسکتا ہے۔اسطرح کی صلاحیتوں کا شمار کرنا اوران پر نمبر دینا بہت مشکل ہے۔یہ ٹیچر کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ میں ان امور کا مشاہدہ کرے اور ایک خاص مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے طلبہ کا مقابلہ کر کے ان کی درجہ بندی کرے۔مذکورہ بالا صلاحیتوں کے علاوہ ادرا کی اکتساب کے وہ نتائج،جن کا اظہار طلبہ طویل تحریری جوابات کی شکل میں کرتے ہیں،ان کا بھی کیفیتی اندازہ قدر کیا جاسکتا ہے۔اس لئے کہ طویل جوابی سوالات میں درجہ بندی،نمبر دہی سے زیادہ قابل اعتبار مانی جاتی ہے۔

☆ درجہ بندی:

یہ سوال بڑا اہم ہے کہ درجہ بندی کیسے کی جائے؟ درجہ بندی کیلئے کیا پیمانہ ہو؟اس میں کن امور کو شامل کیا جائے؟ کتنے نکات پر مشتمل یہ پیمانہ ہو؟اس مقصد کیلئے عموماً 0 تا 10 یعنی 11 نکات پر مشتمل ایک پیمانہ نہایت موزوں ہوسکتا ہے۔اس کے ذریعہ ہم طلبہ کی صلاحیتوں کو سامنے رکھ کر ان کی درجہ بندی کر سکتے ہیں اوراسی درجہ بندی کو فیصد میں بھی تبدیل کر سکتے ہیں۔

10.8.3 طلبہ کی کارکردگی کی کیفیتی توضیح:

طلبہ کو جو درجہ اور نمبرات دئے جاتے ہیں وہ اسی وقت بامعنیٰ ہوسکتے ہیں جب ان کی کیفیتی توضیح کی جائے اس توضیح کے ذریعہ طلبہ کی انفرادی کارکردگی کی سطح بھی معلوم ہوسکتی ہے۔سماجی علوم میں طلبہ کی کارکردگی کی درجہ بندی کیلئے اگر 11 نکاتی پیمانہ کا استعمال کیا جائے تو اس کیلئے حسبِ ذیل درجات،درجہ کے نشانات،کیفیتی توضیح،مساوی فی صد پر مشتمل ایک جدول تجویز کیا جارہا ہے۔

درجہ	نشاناتِ درجہ	کیفیتی توضیح	مساوی فی صد
A+	10	غیر معمولی امتیاز کیساتھ درجہ اول	96-100
A	9	عمدہ امتیاز کے ساتھ درجہ اول	86-95
A-	8	اچھے امتیاز کے ساتھ درجہ اول	76-85
B+	7	اچھا درجہ اول	66-75
B	6	اوسط سے کچھ بہتر	56-65
B-	5	اوسط	46-55
C+	4	قابل اطمنان	36-45
C	3	قابل اطمنان نہیں	26-35
C-	2	کمزور	16-25
D	1	بہت کمزور	6-15
E	0	انتہائی کمزور	0-5

اپنی معلومات کی جانچ کیجئے۔

(1) کمیتی اور کیفیتی تعین قدر کے درمیان فرق واضح کیجئے؟

(2) کیفیتی تعین قدر کی چند مثالیں پیش کیجئے؟

10.9 مسلسل جامع تعین قدر:

مسلسل اور جامع جانچ ایک حکمت عملی ہے جو طلبہ کی تمام صلاحیتوں کو مسلسل جانچتی رہتی ہے۔اس طریقہ کار کا مقصد ہوتا ہے طلبہ کی تمام صلاحیتوں کو پورے تعلیمی سال میں وقفے وقفے پر جانچا جائے۔اس طرح کی تشخیص کو قابلِ فہم اور مسلسل اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ پورے تعلیمی سال میں طالب علم کی صلاحیت کو مختلف زاویے سے دیکھتا ہے اور اس کا تعین قدر کرتا ہے۔یہ طریقہ کار اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ کسی بھی طلاب علم کی تمام صلاحیتوں کو ایک امتحان جو ۳ گھنٹے کا ہوتا ہے میں جانچا نہیں جاسکتا۔اس مفروضہ کی یہ دلیل ہے کہ اگر طالب علم رات میں بیمار پڑ گیا اور اس کا امتحان اچھا نہیں ہو پایا تو اس طاب علم کو ہم کمزور یا اوسط درجے سے کم سمجھیں گے اسی طرح اگر کسی طالب علم نے رات میں قیاس آرائی کرکے پانچ سے چھ سوال کے جواب حفظ کر لئے اور امتحان میں اتفاق سے وہی سوالات آگئے اور اس طالب علم کے امتحان میں نمبر سب سے زیادہ آگئے تو کیا ہم اس طالب علم کو سب سے ذہین طالب علم کہیں گے۔ان تمام خامیوں کو دور کرنے کے لئے اس حکمت عملی کو لایا گیا تاکہ طلبا کی ہمہ جہت فروغ کو ذہن میں رکھتے ہوئے تعینِ قدر کیا جاسکے۔اس حکمت عملی میں پورے سال طلبا کا امتحان لیا جاتا ہے اور ان امتحانات میں طلبا جو بھی نمبر حاصل کرتا ہے اسے نتیجے میں درج کیا جاتا ہے اور اس طرح ایک مکمل نتیجہ وجود میں آتا ہے۔اس نتیجے کو طلبا کے سال کے آخر میں دے دیا جاتا ہے۔اس تعینِ قدر کا مفہوم اس طرح سمجھا جاسکتا ہے۔اس میں اکائی امتحان وقفے وقفے پر لئے جاتے ہیں۔ان امتحان کے ذریعے طالب علم اندر موجود کمیوں کو معلوم کرکے ان کی اصلاح کی جاتی ہے اور اصلاحی کلاسیں (Remedial) چلائی جاتی ہیں۔اس امتحان کے ذریعے طلبہ اور معلم دونوں کو بازیافت (Feedback) یا بازافزائش کے لئے اور خود کا تعین قدر کرنے کے لئے Data (معطیات) موصول ہوجاتا ہے۔اس کا دوسرا معنی ہے، وہ جانچ جو طلبہ کی درسی یا تعلیمی اور ہم درسی (Co-Scholastic) پہلوؤں کی جانچ کرے اور طلبہ کی جسمانی اور ذہنی فروغ کو بھی ساتھ ساتھ جانچے۔طلبہ کی کچھ ایسی صلاحیتیں ہیں جن کو ہم تحریری امتحان کے ذریعے معلوم نہیں کرسکتے جیسے طلبہ کا رویہ، رجحان، استعداد وغیرہ اس لئے ان کو جانچنے کے لئے مختلف قسم کے آلات اور طریقہ کار کی ضرورت پڑتی ہے۔اس طرح کی جانچ کا اہم مقصد مندرجہ ذیل علاقوں کی تشخیص کرنا ہوتا ہے۔

- علم (Knowledge)
- سمجھ یا ادراک (Understanding/Comprehensiion)
- استعمال کرنا (Applying)
- تجزیہ کرنا (Analyzing)
- تعینِ قدر کرنا (Evaluating)
- تخلیق کرنا (Creating)

اس طرح کے امتحان اس روایتی امتحانات سے مختلف ہیں جو صرف طلبہ کی درسی صلاحیت کو جانچتے تھے۔اس طرح کے امتحان طلبہ کی مکمل جانچ کرتے ہیں۔اس طریقہ کا اہم مقصد ہوتا ہے اچھے شہریوں کو پیدا کرنا جن کی ذہنی اور جسمانی صحت اچھی ہو، مناسب مہارت رکھتے ہوں اور اپنی اکیڈمک یا علمی کمال کے ساتھ ساتھ ہم درسی مہارتوں میں بھی اچھی صلاحیت رکھے۔

10.9.1 CCE کے مقاصد:(The Objectives of CCE)

(i) طلبہ کے اندر وقوفی، نفسیاتی حرکی اور جذباتی علاقہ (Cognitive, Psychomotor and Affective) مہارتوں کا فروغ کرنا۔

(ii) طلبہ کے اندر سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کا فروغ کرنا اور حفظ یا رٹنے کی عادت کو کم کرنا

(iii) طلبہ کی کامیابی کو بہتر بنانے اور تدریسی طریقۂ کار میں اصلاح کرنے اور تبدیل کرنے کے لئے تعین قدر کا استعمال کرنا۔

(iv) درس وتدریس کے عمل یا فعل میں تعین قدر کو اہم حصہّ بنانا۔

(v) اس کے ذریعے طلبہ کی کمزوری کو مسلسل پتا لگانا اور اصلاحی تدریس منعقد کرنا۔

(vi) تعین قدر کو ایک معیار کو قائم رکھنے والا آلہ کی طرح استعمال کرنا تا کہ توقع کے مطابق معیار کو قائم رکھا جا سکے۔

(vii) اس پروگرام کی سماجی افادیت کتنی موثر ہے کو یقینی بنانا اور طلبہ کے لئے موثر اقدامات اُٹھا کے لئے صحیح فیصلہ لینا اور درس وتدریس کے ماحول کو اچھا اور سازگار بنانا۔

(viii) اس طریقۂ کار کا اہم مقصد ہے تدریس کو طلبہ مرکزیت بنانا اور تمام سرگرمیوں کو طلبہ کے ذہن میں رکھ کر مرتب کرنا۔

10.9.2 CCE کی محیط یا مقدار معلوم کرنا:Parameters of CCE

اس پروگرام کو موثر اور کامیاب بنانے کے لئے مندرجہ ذیل نکات کو ذہن میں رکھنا چاہیئے اور ان پر عمل کرنا چاہیئے ۔

(i) سیکھنے والے کے بارے میں صحیح اور تمام معلومات اکٹھا کرنا۔

(ii) اپنے مضمون اور ہم نصابی سرگرمیوں میں طلبہ نے کتنی ترقی کی اسے جاننے کے لئے مختلف طریقے کار اپنانا جیسے بحث ومباحثہ، فوری تقریر، مضمون نگاری، کتب خانے کا استعمال، درجہ جماعت کی حاضری، درجہ جماعت میں درس وتدریس میں حصہّ لینا، پروجیکٹ تیار کرنا تفریحی سفر میں جانا اور اس کی رپوٹ بنانا، کھیل میں شامل ہونا وغیرہ سے ہم طلبہ کی تمام صلاحیتوں کو جانچ سکتے ہیں۔

(iii) تمام سرگرمیوں سے متعلق معلومات کو مسلسل اکٹھا کرنا اور ان کو درج کرنا۔

(iv) ہر ایک سیکھنے والے کو اپنا ردِعمل پیش کرنے کا موقع فراہم کرنا اور اس کے لئے اسے پورا وقت دینا۔

(v) طلبا کے ہر جواب پر پوری توجہ دینا اور ان کو درج کرنا۔

(vi) طلبا کو بازیافت (Feedback) دینا تا کہ وہ اپنے علم کو بہتر کر سکیں اور اپنے ہر عمل کو صحیح طریقے سے اور بہترین انداز میں پیش کر سکیں۔

مسلسل اور جامع جانچ کو یقینی بنانے میں معلم کا کردار:Role of the teacher for implementing the CCE

مسلسل اور جامع جانچ کو یقینی بنانے میں معلم کا اہم رول ہوتا ہے کیوں کہ معلم ہی اپنے طلبا کو روزانہ دیکھتا ہے اور اس کی مختلف قسم کی صلاحیتوں کو سمجھتا ہے اس لئے معلم کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ کی کارکرگی کو پوری ایمان داری کے ساتھ درج کرے اور اسے نتیجے میں پیش کریں۔ اس کو کامیاب بنانے کے لئے معلم کو مندرجہ ذیل نکات پر عمل کرنا چاہیئے ۔

(1) ملاقات (انٹرویو) Interview

معلم طلبہ کا انفرادی انٹرویو لیکر بہت ساری معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ انٹرویو کے ذریعہ ایسے بہت سے مسائل ابھر کر سامنے آجاتے ہیں جنھیں دوسرے ذرائع سے معلوم کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ یہ استاد اور طلباء کے درمیان ایک بالمشافہ تعلق ہوتا ہے۔ اس کے مقاصد معلوماتی، انتظامی اور مشاورتی ہو سکتے

ہیں۔انٹرویوطلبہ کی رہنمائی کے معاملے میں بہت مددگاراور معاون ہوتا ہے۔انٹرویو کے ذریعےطلبا کی ان صلاحیتوں کوجن کودوسرے ذرائع سے معلوم نہیں کیا جا سکتا معلوم کر کے اپنی ڈائری میں درج کرتا ہے CCE کو یقینی بنانے میں مدد کرتا ہے۔

(2) سماجیت پیمائی:Sociometry

سماجیاتی پیمائی اسے کہتے ہیں جس کے ذریعہ طلبہ کے سماجی درجے یا تعلق کومعلوم کیا جاتا ہے۔معلم طلبا کی سماجی ذہانت کو جاننے کے لئے اس کا استعمال کرتا ہے۔اس میں طلبہ کی ایک دوسرے کے بارے میں اپنی پہلی،دوسری اور تیسری ترجیحی شخصیت کے نام دینے کے لئے کہا جاتا ہےاس ترجیحی افراد کے شمار سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ کون سب سے زیادہ ہردلعزیز ہے جوکئی لوگوں سے موافقت کرسکتا ہے۔معلم اس طرح سماجی ذہانت کی قدر پیمائی کر کے طلبہ کی اس صلاحیت کی درجہ بندی کر کے اپنی ڈائری میں نمبر کی شکل میں درج کر لیتا ہےاوراس طرح طلبہ کی سماجی صلاحیت کی جانچ ہوتی ہے۔

(3) ریکارڈس:Records

معلم دورانِ تدریس جومختلف ریکارڈس مرتب کرتا ہےاس سے طلبہ کی نشوونما اور شخصیت کے سلسلے میں بہت اور مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔یہ ریکارڈس مندرجہ ذیل قسم کے ہوتے ہیں۔

(i) جمع شدہ ریکارڈ Comulative Records

(ii) منتشر واقعاتی ریکارڈ Anecdotal Records

(iii) ڈائریاں Diaries

(iv) خودنوشت سوانح عمریاں Autobiographies

(v) افراد کے بارے میں یادداشت Case-histories

(4) طلبہ کے ذریعے بنائی گئی اشیاء کی قدر پیمائی:Evaluation of Pupils Product

طلبا کی تخلیقی صلاحیت کو جانچنے کے لئے معلم درجے کے طلبا سے مختلف قسم کے ماڈل،چارٹ اور خاکہ بنواکر اس کی کارکردگی،اندازِفکر،دلچسپی،مہارت اور قابلیت کوصحیح طریقے سے جانچ سکتا ہے۔طلبا جب کسی شئے کی تخلیق کرتا ہے وہ اس کے اندازِفکر کوظاہر کرتا ہے۔اس کے ذریعےطلبہ کی اچھی اورصحیح رہنمائی کی جاسکتی ہےاورطلبا کوصحیح سمت دی جاسکتی ہے۔

(5) تفتیشی قسم کے سوالات:Enquiry Forms

اس کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں ان کے ذریعہ معلومات اکٹھا کی جاسکتی ہے

(i) سوال نامے:Questionnaries

سوال نامے عام طور پر ایک مقررہ سوالات کے جوابات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔اس طریقہ کار میں طلبہ کوایک فارم کی شکل کا سوالنامہ فراہم کیا جاتا ہے جس کوطلبا خودتحریری طور پرمکمل کرتا ہے۔سوالنامے کواستعمال کرنے کا اہم مقصد ہوتا ہے طلبہ سے ممکنہ اوراصل معلومات حاصل کرنا۔

(ii) شیڈول:Schedule

شیڈول سوالات کا ایک سیٹ ہوتا ہے جس کومعلم طلبہ سے بالمشافہ پوچھتا ہےاوراس کے دیئے گئے جوابات کواس میں درج کرتا ہےاس طریقہ کار سے طلبہ کی بہت ساری معلومات یاعلم کا تعین قدر کیا جاسکتا ہے۔

(iii) چیک لسٹ:Check List

یہ ایک فہرست ہوتی ہے جس میں مختلف اشیاء کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ ہدایات کے مطابق امیدوار اس کو چیک کرتا ہے۔

6 معیاری حوالہ جاتی اور اصول حوالہ جاتی ٹسٹ:(Norm-Referenced and Criterion - Referenced Test)

مستند معیاری حوالہ جاتی امتحان اسے کہتے ہیں جس میں امتحان دینے والے کے امتحان میں آئے نمبروں کو ایک خاص گروپ کے طلبہ کے نمبروں سے مشابہت کی جاتی ہے۔ جب ہم غیر معنی خیز معطیات کو کسی معیار سے مماثلت کرتے ہیں تو اس سے ایک سائنسی مفہوم نکل کر سامنے آتا ہے۔ معیار کو ہم اس طریقہ سے سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بھی معیار کے موافق نمونے پر لئے گئے امتحان کے اوسط نمبر۔ ان اوسط نمبروں کو ہم معیار کہتے ہیں۔ معیار کے موافق (Standardization) نمونے کا مطلب ہے ایسا نمونہ جو مکمل آبادی کی حقیقی نمائندگی کرتا ہے اسے مطلوبہ مقاصد کیلئے منتخب کیا جاتا ہے اور اس سے حاصل معطیات (Data) کا موازنہ اور تشریح کی جاتی ہے۔ معطیات (Data) اکٹھا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ جو بھی ڈاٹا لیا جائے وہ پوری آبادی کی نمائندگی کرتا ہو اس لئے پوری آبادی کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ان حصوں میں سے مثالی (Data) اکٹھا کیا جاتا ہے اس طریقہ کار سے ڈاٹا یا معطیات قابلِ اعتبار ہو جاتے ہیں اور پوری آبادی کی صحیح نمائندگی کرتے ہیں۔

اس طریقہ کار کے ذریعے ہم طلبا کو مؤثر طریقے سے موازنہ کر سکتے ہیں۔ اس طرح کے امتحان یا ٹیسٹ کی بہترین مثال I.Q. (Inteligence Quotient) قدر ذہانت ٹیسٹ ہے۔ مستند معیاری حوالہ امتحان کا استعمال باشاخ کالج اور یونیورسٹی بھی کرتی ہیں اچھے کالج اور یونیورسٹی طلبہ کے داخلہ کیلئے داخلی ٹیسٹ منعقد کرتے ہیں یہ اس کی ایک بہترین مثال ہے اس طرح کے امتحان ایک مقررہ موزون تناسب میں طلبہ کو داخلے کیلئے پاس کرتا ہے تاکہ اس کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ لے سکیں۔ یہاں کامیاب طلبہ یا پاس طلبہ سے مراد ہے وہ طلبہ جن کو داخلہ مل گیا کیونکہ اس میں طلبہ کی ظاہری صلاحیت کو نہیں ناپا جا سکتا بلکہ اس گروپ میں جو سب سے اچھے نمبر حاصل کر کے داخلہ حاصل کر سکا۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ معیار (Norms) ہر سال بدلتا رہتا ہے کیونکہ یہ اس بات پر منحصر کرتا ہے کہ امتحان میں شامل ہونے والے ہم مقصد افراد کا گروہ کیسا ہے۔ اگر ہم مقصد افراد کا گروہ بہت اچھا ہے تو (Merit) اچھی جائے گی اور اگر ہم مقصد افراد کا گروہ اچھا نہیں ہے تو فضیلت (Merit) کم ہوگی اور اس طرح داخلے کا معیار (Norms) ہر سال بدلتا رہتا ہے۔

اصولی حوالہ جاتی ٹیسٹ (Criterion - Referenced Test)

کسی بھی امتحان میں پائے نمبر کی تشریح کرنے کا یہ دوسرا طریقہ ہے اس میں باہر کا کوئی اصول یا معیار لیتے ہیں اور اس معیار سے امیدوار کے نمبروں کی مماثلت کرتے ہیں اس طریقہ کار کو اصولی حوالہ امتحان کہتے ہیں۔ اصولی حولہ ٹیسٹ ہر سال نہیں بدلا جاتا اس کو تبھی تبدیل کیا جا سکتا ہے جب اس کے اصول کو تبدیل کیا جائے۔ اس طریقہ کار میں اگر امتحان دینے والا پہلے سے طے کئے ہوئے سوالوں کے صحیح صحیح جوابات دے دیتا ہے تو اس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس لئے امتحان بنایا گیا تھا اس میں امتحان دینے والا کامیاب ہوا اور اس نے اس معیار کو پورا کیا جو پہلے سے بنایا گیا تھا۔ اس طرح اصولی حوالہ آزمائش کی تشریح ان لفظوں میں کر سکتے ہیں کہ جس میں آزمائش کے عمل کو اسی طرزِ عمل کے پیمانے سے متعلق ہو یا حوالہ ہو۔

اس طرح آزمائش کا اہم اصول ہے تربیت دینا اور تربیت دینے کے بعد اس کا ٹیسٹ لینا اور یہ جاننا کے تربیت دینے سے طلبا میں کیا تبدیلی آئی۔ اصول یا حوالہ آزمائش کا سب سے بہترین مثال ہے گاڑی چلانے کا امتحان۔ اس سے جب سیکھنے والے کو کسی خاص اصول سے ناپا جاتا ہے جیسے روڈ پر چلاتے وقت سیکھنے والے نے کسی کو بھی خطرہ نہیں پہونچایا۔ اصولی حوالہ آزمائش ہمیشہ پہلے سے بنائے گئے اصولی یا (Cut-of) مقررہ حد پر مبنی ہوتا ہے جسے جو بچے ساٹھ فیصد امتحان میں نمبر حاصل کریں گے وہ اول درجے میں رکھے جائیں گے اور جو طلبہ 45% یا اس سے بہتر اور 60% فیصد نمبر حاصل کریں گے ان کو دوسرے درجے میں وغیرہ۔

اپنی معلومات کی جانچ

(1) تعین قدر کی تعریف کیجئے؟ اور ''تعین قدر کے سلسلے میں ''وسیلے'' کا کیا خیال ہے؟ وضاحت کیجئے۔

(2) سماجی علوم میں تعین قدر کے مختلف ذرائع اور طریقۂ کار کی نشان دہی کیجئے

(3) سماجی علوم میں تعین قدر کے مقاصد اور اس کے خصوصیات بیان کیجئے۔

(4) پیائش اور تعین قدر میں کیا فرق ہے؟

(5) سماجی علوم میں طلبہ کی کارکردگی کے تجزیہ کی وضاحت کیجئے

(6) مقداری یا کمیتی اندزۂ قدر کی وضاحت کیجئے

10.10 یادرکھنے کے اہم نکات(Point to Remember)

- سماجی علوم میں قدر پیائی کا مقصد ہوتا ہے طلبہ کو سند(Certifcate) دینا
- Galton اور Darwin نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ دو شخص ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں
- تعین قدر کے آلات یا طریقۂ کار Evaluation Tools or Techniques:

  تعین قدر کے آلات یا طریقۂ کار کا ہم مندرجہ ذیل قسم میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

  (1) زبانی امتحان(Oral test)

  (2) مقالاتی قسم کے امتحان(Essay type test)

  (3) مختصر جوابی قسم کے امتحان(Short Answer type test)

  (4) معروضی قسم کے امتحان(Objective type test)
- معروضی امتحان کی قسمیں:Types of Objective Tests

  (1) تعددی انتخاب:Mulitple Choice

  (2) صحیح غلط یا ہاں اور نا:True or False or yes no

  (3) تکمیلی قسم کے سوال:Completion type

  (4) تسلسلی قسم کے سوال:Sequence Tests

  (5) تقابلی قسم کے سوال:Matching Test

  (6) اصناف بندی کے سوال:Classification test

  (7) قرابتی یا تعلقی قسم کے سوال:Relationship Test

  (8) بازیافتی قسم کے سوال:Recall type test
- اس طرح کی جانچ کا اہم مقصد ہوتا ہے مندرجہ ذیل علاقوں یا دائروں کی تشخیص کرنا۔

  (1) علم(Knowledge)

(2) سمجھ یا ادراک(Understanding/Comprehensiion)

(3) استعمال کرنا(Applying)

(4) تجزیہ کرنا(Analyzing)

(5) تعینِ قدر کرنا(Evaluating)

(6) تخلیق کرنا(Creating)

- یہ ریکارڈس مندرجہ ذیل قسم کے ہوتے ہیں۔

(i) جمع شدہ ریکارڈ Comulative Records

(ii) منتشر واقعاتی ریکارڈ Anecdotal Records

(iii) ڈائریاں Diaries

(iv) خودنوشت سوانح عمریاں Autobiographies

(v) افراد کے بارے میں یادداشت Case-Histories

10.11 فرہنگ:(Glossary)

Sr.No.	Word	Meaning	Pronuncition (in urdu)
1	Evaluation	تعین قدر	ایویلوویشن
2	Certifcate	سند	سرٹفکیٹ
3	Cognitive	وقوفی	کوگنیٹو
4	Non.Cognitive	غیروقوفی	غیرکوگنیٹو
5	Reliable	توافق	ریلائیبول
6	valid	معقول	ویلڈ
7	Measurement	اندازہ قدر یا جانچ	مزرمینٹ
8	Recall	بازطلبی	رکول
9	Bipolar	دوقطبی	بایوپولر
10	Instruction	ہدایت	انٹریکشن
11	Administration	انتظام/انتظامیہ	ایڈمنشٹریشن
12	Examiner	ممتحن	ایکزامنر

13	Stem	مادّہ	اسٹیم
14	Feedback	افزائش	فیڈ بیک
15	Data	معطیات	ڈاڈا
16	Co-Scholastic	ہم درسی	کواسکولیسٹک
17	Knowledge	علم	نالج
18	Understanding /Comprehensiion	سمجھ یا ادراک	انڈراسٹینڈنگ/ کمپریہیسن
19	Applying	استعمال کرنا	اپلائنگ
20	Analyzing	تجزیہ کرنا	اینالائزنگ
21	Evaluating	تعین قدر کرنا	اویلوئیٹنگ
22	Creating	تخلیق کرنا	کریٹنگ
23	Comulative Records	جمع شدہ ریکارڈ	کمیولیٹیو ریکارڈس
24	Anecdotal Records	منتشر واقعاتی ریکارڈ	اینا ڈوٹل ریکارڈس
25	Diaries	ڈائیریاں	ڈائیریز
26	Autobiographies	خودنوشت سوانح عمریاں	اوٹو بایوگرافکس
27	Case-Histories	افراد کے بارے میں یادداشت	کیس ہسٹری
28	Standardization	موافق	اسٹینڈرڈائزیشن
29	Norms	معیار	نورمس

10.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں:

سوال نمبر(1) تعین قدر کا معنی و مفہوم اور اسکی خصوصیات کو واضح کیجئے؟

سوال نمبر(2) تعین قدر کسے کہتے ہیں؟ اس کے کتنے اقسام ہوتے ہیں؟ اور اس میں استعمال کئے جانے والے آلات و

سوال نمبر(3) اس مسلسل اور جامع جانچ یا قابل شمول جانچ سے آپ کیا سمجھتے ہیں وضاحت کریں؟

Short Answer Type Question

(1) تعین قدر کسے کہتے ہیں۔ تعین قدر کی خصوصیات کو بیان کیجئے؟

(2) تعین قدر کے کتنے اقسام ہوتے ہیں؟

(3) مسلسل اور جامع جانچ یا قابل شمول جانچ کی وضاحت کیجئے؟

(4) معروضی امتحان کی قسمیں بتایئے؟

Very Short Answer Type Question

(1) تعین قدر کے مقاصد کو لکھئے؟

(2) تعین قدر کے آلات یا طریقہ کار لکھئے؟

(3) زبانی امتحان کی دوخوبیوں کو بیان کیجئے؟

(4) مقالاتی سوال کی دوخوبیوں کو بیان کریں؟

(5) ریکارڈس سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

معروضی سوالات: Obiective Quesions

(1) CBSE نے CCE Pattern کو کب لاگو کیا؟

(1) 2008 (2) 2007 (3) 2005 (4) 2009

(2) کس نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ دو شخص ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں؟

(1) Galton اور Darwin (2) Kerlinger (3) E,B, Wesley (4) HaNNa

(3) تعین قدر کے آلات یا طریقہ کار ہیں؟

(1) زبانی امتحان (2) مقالاتی قسم کے امتحان (3) مختصر جوابی قسم کے امتحان ومعروضی قسم کے امتحان (4) ان میں سے سبھی

(4) معروضی امتحان کی قسمیں؟

(1) تعدادی انتخاب (2) صحیح،غلط،یاہاں اورنا (3) تکمیل قسم کے سوال (4) ان میں سے سبھی

(5) معروضی امتحان کی قسمیں؟

(1) تمثیلی قسم کے سوال (2) تقابلی قسم کے سوال (3) اصناف بندی کے سوال (4) ان میں سے سبھی

(6) ریکارڈس مندرجہ ذیل قسم کے ہوتے ہیں؟

(1) جمع شدہ ریکارڈ (2) مشروعاتی ریکارڈ (3) ڈائیریاں (4) ان میں سے سبھی

10.13 مجوزہ کتب (References)

(1) Aggarwal,J.C. (2007) . Elements of Educational Technology and Management. Vinod Pushtak Mandir, Agra-2

(2) Aggarwal, J.C. (2006). Teaching of Social Studies. Vikas Publishing house PVT.LTD.

(3) Airasian, Peter W.; Cruikshank, Kathleen A.; Mayer, Richard E.; Pintrich, Paul R.; Raths.James; Wittrock, Merlin C.(2000). Anderson, Lorin W.; Krathwohl, David R., eds. A taxonomy for learning, teaching, and assessing: A revision of Bloom's taxonomy of educational objectives. Allyn and Bacon. ISBN 978-0-8013-1903-7.

(4) Batra, Poonam . E ditor(2010). Social science Learning in Schools. Perspactive and Challenges. Sage Publishers Private Limited, new Delhi-110002

(5) Baldwin, J.W.(1949): Teaching the Social Studies in Units by the Laboratory Method, The Social Studies Vol. XL(2), Pp.58-63.

(6) Best. W. John&Kahn. V. James (1995) Research in Educational. Printice Hall of india Private Ltd. New delhi 110001

(7) Bhushan,Anand.Ahuja,Malvinder. Educational Technology Theory and Practice in Teaching learning Process. Vivek Publishers Meerut india.

(8) Bloom, B. S.; Engelhart, M. D.; Furst, E. J.; Hill, W. H.; Krathwohl, D. R. (1956). Taxonomy of educational objectives: The classification of educational goals. Handbook l: Cognitive domain new York: David McKay Company.

(9) Bloom ,B. S. (1994). Reflections on the Development and use of the taxonomy . in Rehage, Kenneth J,: Anderson, lorin W,: Sosniak, Lauren A. "Bloom's taxonomy: A Forty-years retrospective".Yearbook of the National Socity for the Study of Education (Chicago: National Society for the Study of Education) 93 (2).ISSN 1744-7984.

(10) Clark, Donald R.(1999). "Bloom's Taxonmy of Learnin Domains". Retrieved 28 jan 2014.

(11) Dave, R. H. (1975). Armstrong, R. J., ed. Developing and writing behavioral objectives. Tucson: Educational Innovators Press.

(12) Ediger Marlow Digumarti Bhaskara Rao (2011).Essays on Teaching Social' Studies . DiscoveryPublishing House PVT. LTD. New Delhi-110002

(13) Edward Porter Alexander, Mary Alexander; Alexander, Mary; Alexander, Edward Porter (September 2007). Museums in motion: an introduction to the history and functions of museums. Rowman & Littlefield, 2008. ISBN 978-0-7591-0509-6. Retrieved 2009-10-06.

(14) Encyclopaedia Britanica Vol. 10 Page 923, 15th Edition(2007) Printed in USA.

(15) Frequently Asked Questions- The World Museum Community

(16) Findlen, Paula (1989). "the Museum: its classical etymology and renaissance genealogy". Journal of the History of Collections 1 (1): 59-78. doi:10.1093/jhc/1.1.59. Retrieved 2008-04-05.

(17) Hussain, Syed. Ashgar. Educational Techcology and Computer Education. Deccan Traders Educational Publishers, Hyderabad

(18) Kapoor, Urmila.(1995). Educational Techcology. Sahitya Prkashan Aapka Bazar, Hospital Road, Agra-3

(19) Khan. M. Saheel.(2009). Concept of Social Science.Alok Prakashan, FF Plaza Aminabad,Lucknow & 110 Vivekanand Marg,Allahabad.

(20) Kocher,S.K.(1984). The Teaching of Social Studies,Sterling Publishers Private Limited,New Delhi-110020.

(21) Kocher,S.K.(1970).Secondary School Administration, Sterling Publishers Private Limited,New Delhi-110020.

(22) Mehta,D.D. The Teaching of Social Studies.Tandon Publishers Ludhiana 141008.

(23) Musa, Mulk Md., Shazia Rasheed and Rubina Meiraj; Educational Techcology, Jardan Publication Lahore, Pakistan.

(24) Ruhela, S.P.(2007). Teaching of Social Sciences.Neelkamal PublicationPvt.Ltd. Sultan Bazar, Hyderabad-500095.

(25) Rawat,S.C. Essentials of Educational Twchnology. Vinay Rakheja C/o. R.Lall Book. Depott, Meerut, U.P. India

(26) Shaida.B.D.&Sharma.J.C.(1992).Teaching of Geography,Dhanpal Rai &Sons, Jullundhar-Delhi.

(27) Sharma,R. A. (2005). The Teaching of Social Sciences. Vinay Rakheja c/o R. lall Book Depot Near Govt. Inter College Meerut-250001.

(28) Sharma , R.A. Teacher Training Technology Managing Classroom Acticties, Surya Publicaton Meerut .U.P. India

(29) Sharma,R. L.(2006). The Teaching of Social Studies. Vinod Pushtak Mandir,Rangeya Raghava Marg, Agra-2

(30) Sharma,T.C.(2007). The Teachig of Social Studies.Sarup & Sons Ansari road, Daryagang New delhi-110002.

(31) Singh,A.K.(1997). Tests,Measurements and Research Methods in Behavioural sciences. Bharti Bhawan (publishers & Distributers) Thakurabari Road, Kadam kuan Patna-800003

(32) Singh, Harnarayan. (1989).Teaching of Geography.Dhanpat Rai & sons.Jullundur-Delhi.

(33) Yiyagi,Gurusaran Das.(2009). Samajik Addayan ka shijshan. Vinod Pushtaq mandir,Agra-2

(34) "Ptolemy I Soter, The First King of Ancient Egypt's Ptolemaic Dynasty". Tour Egypt. Retrieved 2008-04-05.

(35) Mouseion, def. 3, Henry George Liddell, Robert Scott, A Greek - English Lexicon, at Pwesece.

(36) Peter levi, Pausanias Guide to Greece 1: Central Greece,p. 72-73 (Paus. 1.25.2)

(37) Harrow, Anita J. (1972).A Taxonomy of the Psychomotor Domain: A Guide For Developing Behavioral Objectives. New York : David Mckay Company.

(38 Urdu Encyclopadia Volume II National Council for Promotion of urdu Language, New Delhi, India.

(39) Mohammed Ibrahim Khaleel (Method of Teaching Social Studies Deccan Traders Educational Publishers Hydrabad.

(39) Teaching of Social Studies Directorate of Distance Education Manuu Hydrabad.

(40) Dr Mohammad Saheel Khan (Pedagogy of Social Studies)MNS Publishing House DLF Enclave, Ankur Vihar Gaziabad (U.P.)